www.KitaboSunnat.com

ماہِ خیرات صدقات ماہِ برکات عنایات ماہِ انوار و تجلیات ماہِ جشن الفات

ماہِ رحمت و فیضان ماہِ صیام [illegible] ماہِ غفران و فیضانات

یعنی

ماہِ رمضان

اور

اس کے جدید فقہی مسائل

رشحاتِ قلم

عبد السلام بن صلاح الدین مدنی

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، سعودی عرب

داعی اسلامک دعوہ سینٹر سراۃ عبیدہ، سعودی عرب

ناشر

یوسفیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی

منکڈیہا، گریڈیہہ، جھارکھنڈ (الہند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ماہِ خیرات وصدقات ـــــ ماہِ برکات وعنایات ـــــ ماہِ أنوار وتجلیات ـــــ
ماہِ بخشش والتفاتات ـــــ ماہِ رحمت وفیضانات ـــــ ماہِ صیام وقیام ـــــ
ماہِ غفران وفیضان ـــــ

ماہِ رمضان
اور
اس کے جدید فقہی مسائل

رشحاتِ قلم:
عبدالسلام بن صلاح الدین مدنی
فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ، سعودی عرب
داعی اسلامک دعوہ سینٹر سراۃ عبیدہ، سعودی عرب

تقدیم ونظر ثانی:
نابغۂ روزگار، یگانۂ جماعت، فقیہِ ملت، اور محدث عصر علامہ محفوظ الرحمٰن فیضی
سابق شیخ الجامعہ ومفتی جامعہ اسلامیہ فیض عام مئوناتھ بھنجن، یوپی (الہند)
و
ڈاکٹر معراج عالم محمد انفاق مدنی، داعیٔ دفتر تعاون برائے دعوت
جالیات، خیبر (سعودی عرب)

ناشر:
یوسفیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر سوسائٹی
منکڈیہا، گریڈیہہ، جھارکنڈ، الہند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نورادب

صائم کے تقدس کو جلا دیتا ہے روزہ
عرفان کی تنویر بڑھادیتا ہے روزہ
اے طالبِ شہوت میں تجھے اتنا بتادوں
انسان کو انسان بنا دیتا ہے روزہ

☆☆☆☆☆

نورمبارک

مبارک ہو مسلمانو مہ رمضان آیا ہے
خدائے پاک کا بھیجا ہوا مہمان آیا ہے
خدا نے مرتبہ کتنا دیا اس ماہ اقدس کو
ہدایت کیلئے اس ماہ میں قرآن آیا ہے

☆☆☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عنوان کتاب	صفحہ نمبر
صدائے ما فی الضمیر	۸
تاثرات	۱۳
صیام کی تعریف	۱۷
رمضان کا استقبال کس طرح	۲۰
صیام کی خصوصیات	۲۳
تقوی کے آثار	۲۴
ماہ رمضان کی خصوصیات	۳۵
روزے کے فوائد اور حکمتیں	۵۸
رورۂ ماہِ رمضان کی فرضیت کے درجات و مراتب	۶۴
ماہ رمضان کا حکم	۶۵
ماہ رمضان کے ثبوت کے طریقہ کار	۶۸
رؤیت ہلال اور اختلاف مطلع	۷۱
رؤیت ہلال میں حساب فلکی کا اعتبار	۸۴
ریڈیو کی خبر	۸۵
چاند دیکھنے کی دعا	۸۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزوں کی اقسام	۸۹
ارکان صیام	۱۲۳
مریض	۱۳۰
مرض کی اقسام	۱۳۳
حاملہ اور مرضعہ	۱۳۷
مسافر	۱۴۲
سفر کی اقسام	۱۴۷
حالت سفر میں روزہ	۱۴۹
حیض ونفاس والی عورت	۱۵۳
استحاضہ اور رمضان	۱۵۷
کسی کو بالجبر روزہ توڑوا دینا	۱۶۰
جہاد	۱۶۱
آداب صیام	۱۶۴
واجبی آداب	۱۶۴
مسنون آداب	۱۶۸
سحری	۱۷۰
افطار	۱۷۴
افطار کے وقت کی دعا	۱۷۶
افطار کس چیز سے کیا جائے	۱۷۹
کھجور سے افطار کیوں	۱۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افطار پارٹی اور عالم اسلام کی سرد مہری	۱۸۷
ماہ رمضان اور قرآن	۱۸۸
قرآن کیا ہے	۱۸۹
قرآن کے نام	۱۹۰
قرآن کی اثر انگیزی	۱۹۵
ہجر قرآن	۱۹۸
تعلیم قرآن کی فضیلت	۲۰۱
ربانی حافظ قرآن	۲۰۳
قرآن پر عمل	۲۰۶
مدت ختم قرآن	۲۱۸
حافظان کتاب اللہ	۲۲۲
تراویح خوانی	۲۲۳
تراویح کی نماز	۲۲۶
تراویح اور ختم قرآن	۲۳۲
رکعات تراویح	۲۳۵
مسئلہ عدد کو متنازعہ نہ بنایا جائے	۲۳۶
تراویح کی نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا	۲۳۸
خواتین اور تراویح کی امامت	۲۳۹
صیام اور مسواک	۲۴۰
شب قدر	۲۴۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شب قدر طاق رات میں	۲۴۴
شب قدر رمضان میں	۲۴۵
شب قدر کی تعیین	۲۴۹
شب قدر کی علامات	۲۵۰
دعاء شب قدر	۲۵۱
کتمان شب قدر	۲۵۲
اعمال شب قدر	۲۵۳
اعتکاف	۲۵۳
اعتکاف کا حکم	۲۵۳
اعتکاف کی حکمت	۲۵۵
مسجد میں اعتکاف	۲۵۶
خواتین کا اعتکاف	۲۵۸
معتکف اعتکام گاہ میں کب داخل ہو؟	۲۶۰
مستحبات اعتکاف	۲۶۱
اعتکاف کے چند اہم مسائل	۲۶۶
اعتکاف غیر رمضان	۲۶۸
آخری عشرہ کی خصوصیات	۲۶۸
مباحات صیام	۲۷۰
مکروہات صیام	۲۷۴
محرمات صیام	۲۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفسدات صیام	۲۸۲
جدید مسائل	۲۹۲
قضاء رمضان	۳۰۸
صدقۂ فطر	۳۱۲
صدقۂ فطر کا حکم	۳۱۲
صدقۂ فطر کے وجوب کی شرائط	۳۱۵
صدقۂ فطر کی ادائیگی کے درجات	۳۱۶
صدقۂ فطر کی مقدار	۳۱۷
مستحقین صدقۂ فطر	۳۱۹
کیا صدقۂ فطر قیمتاً ادا کی جاسکتی ہے؟ ایک تحقیقی جائزہ	۳۲۱
عید اور احکام عید	۳۲۷
عید کی چند بدعات اور معاصی	۳۲۹
رمضان کے متعلق موضوع اور ضعیف احادیث	۳۳۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدائے ما فی الضمیر

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف النبيين والمرسلين، ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

رمضان اور روزہ دونوں باہم لازم وملزوم امر ہیں، قرآن وسنت صحیحہ میں ان دونوں کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں، ان فضائل میں کچھ رطب ویابس بھی ہیں، اور کچھ وضع وکذب کا ملغوبہ ومرکب بھی، اور بہت سی آیات واحادیث ایسی ہیں، جن میں ان کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

رمضان درحقیقت ماہِ صیام، ماہ قیام، ماہِ غفران، ماہ تجلیات، ماہ برکات، ماہ انوار، ماہ فلاح، ماہ کامیابی، ماہ باعث نجات اور رب تعالیٰ کو خوش کرنے، مولائے کریم کو راضی کرنے، رب کریم کے دربار عالی مقام میں اپنا مقام ومرتبہ رفیع کرنے، اپنے میزان حسنات کو ثقیل کرنے، تلاوت وتدبر وتفکر قرآن کرنے، ذکر الٰہی میں مشغول رہنے، دنیاوی علائق سے اپنے آپ کو کاٹ کر زیادہ سے زیادہ طاعت الٰہی کے دھن میں مست رہنے، جنت میں اپنا مقام بنانے، اس کے حصول کی کوشش میں طاعت وعبادت میں مشغول رہنے، صدقہ وخیرات، زکاۃ وفطرے تقسیم کرنے میں بادصرصر سے بھی بڑھ جانے، قیام اللیل، اور تراویح ادا کرنے، فقراء ومساکین کی حاجت برآری اور دل ربائی کرنے، ان کے غم والم میں شریک ہونے، ان کے دکھ درد بانٹنے، ان کی مواساہ وغمخواری کرنے، جہنم سے پناہ مانگنے، اس سے گلوخلاصی اور آزادی حاصل کرنے، اور رضائے رب کیلئے دعائیں کرنے کا بیش از بیش مہینہ ہے، اس مہینہ میں نبی رحمت ﷺ خصوصی طور پر عبادت واطاعت، کا خصوصی اہتمام فرماتے، جبریل کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے، اعتکاف کا اہتمام، صدقہ وداد دہش میں سبقت ومسارعت، فقراء ومساکین کا خاص خیال، تلاوت قرآن، ذکر الٰہی، روزہ ونماز، دعا ومناجات، تہجد وتراویح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا اہتمام وغیرہ خوب خوب فرماتے' اور ماہ شعبان سے ہی اس اہتمام و انتظام کی ابتدا فرما دیتے' ماہ رمضان کے استقبال اور استعداد میں شعبان کا خصوصی روزہ رکھنے کا بھی اہتمام ہوتا' اس کی تلقین کی جاتی' اور خوب خوب کی جاتی' حتی کہ آخری عشرہ میں اپنے اہل وعیال سے کنارہ کش ہو جاتے' اور اعتکاف' شب قدر' تلاوت قرآن میں زیادہ سے زیادہ مصروف رہتے۔

لہذا اس طرح کے فضائل و برکات اور انوار و تجلیات سے سرشار' اور معمور و مخمور ماہ کے اہتمام کا تقاضا یہ تھا' کہ ان فضائل و مناقب کا تذکرہ ہو' اور خوب خوب ہو' الحمد للہ علماءِ اسلام نے دیگر موضوعات کی طرح اس موضوع کو بھی قدرے تشنہ نہیں رہنے دیا' متعدد علماءِ امت نے اس باب میں بھی خصوصی توجہ مبذول فرمائی' اور ان فضائل وغیرہ کو خوب خوب اجاگر کیا اللہ ان کو جزاءِ خیر دے' اور جنت الفردوس میں جگہ عنایت کرے۔

انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھوانے کا داعیہ اور جذبہ پیدا ہوا' اور راقم نے بھی اس میں شرکت باعث نجات سمجھ کر چند صفحات رقم کرنے کی ادنی کوشش وسعی کی' تاہم راقم نے جس جانب خصوصی توجہ مبذول کی' وہ موجودہ جدید مسائل کی تشریح' تبیین' توضیح تھی جن مسائل کا تذکرہ اس باب میں تالیف کردہ کتابوں میں نہیں تھا' یا اگر تھا تو انتہائی قلیل اور معمولی' جن سے خاطر خواہ امت مسلمہ کے موجودہ جدید مسائل کا حل طلب جواب نہیں تھا' لہذا ہم نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ جدید مسائل جو اس دور کے پیداوار ہیں' ان سب کا استقصا اور ان کا تذکرہ ہو جائے تاکہ امت مسلمہ اس سے بھرپور استفادہ کر سکے اس کوشش میں میں کہاں تک کامیاب ہو سکا ہوں اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ کمال اور صفت کمال اللہ تعالی کی خوبی ہے اور اسی کے لیے خاص' اس صفت میں کوئی بھی بندہ اس کا کسی بھی طور پر شریک نہیں ہو سکتا' چنانچہ دعوائے کمال نہیں ہے' اور نہ ہو سکتا ہے اور نہ کبھی یہ دعوی رہا ہے اور نہ یہ مناسب ہے' تاہم اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ وقت حاضر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں پیدا ہونے والے سارے مسائل کا تذکرہ ہوجائے' اور کوئی مسئلہ چھوٹنے نہ پائے' تاہم انسانی طبیعت اور بشری تقاضہ بلاشبہ غالب ہوگا' اور بہت ممکن ہے کہ کچھ مسائل' کا تذکرہ نہیں ہوسکا ہوگا' یا بعض مسائل اس کتاب کی تحریر کے بعد پیدا ہوئے ہونگے' اس لئے قارئین کرام معذور فرمائیں گے ۔

و العذر عند کرام الناس مقبول

کیونکہ انسان کی تنہا کوشش خواہ وہ کتنی ہی کیوں نہ ہو کم ہی ہوتی ہے' تاہم اخوان و برادران کے گرانقدر آرا' مشورے' تجاویز' اقتراحات' تنقید' تبصرے سے اس کا قد اونچا ہوتا ہے' میں ان تمام علما کا جو خلوص دل' نیک نیتی' للّٰہیت' بغرض اصلاح مشورے' اور نقد و تبصرہ فرمائیں گے' تہہ دل سے ان کے مشورے' نقد و تبصرے قبول کروں گا' اور مشکور ہوں گا' اور وعدہ ہوگا کہ آئندہ طباعت میں اس کی تصحیح یا اضافہ کرلیا جائے گا' اور ان تمام تبصرہ نگاران' اور نقد کنندگان کیلئے بصد خلوص دعاءِ خیر بھی کروں گا' ان شاءاللہ۔

چونکہ میں نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ معاصر جدید مسائل کا تذکرہ کیا جائے' اور ان مسائل سے قطعی گریز کیا جائے جن کا تذکرہ کسی بھی کتاب میں یا بعض کتابوں میں ہوچکا ہے' لیکن موضوع کی مناسبت سے بہت سے امور کا تذکرہ من باب الضرورۃ ہوگیا ہے' جو انہونی نہیں بلکہ ہونی اور شدنی تھے' اس لئے قارئین معاف فرمائیں گے۔

محترم قارئین کرام! موجودہ و معاصر مسائل کی معلومات کے حصول میں کافی دقتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا' کتابوں کی خاک چھاننی پڑی' کیونکہ بزبان اردو تالیف کردہ کتابوں میں اس کا تذکرہ انتہائی کم' خال خال' اور معمولی دکھائی پڑتا ہے' نیز اس باب میں ماہر اطبا اور ڈاکٹرز حضرات سے رابطے قائم کرنے پڑے' کتاب کا مسودہ انہیں دیا تاکہ وہ بھی ان مسائل کو دیکھیں' اور پڑھیں' کیونکہ ان مسائل میں سے اکثر کا تعلق طب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہے اور الحمد للہ بیشتر ڈاکٹرز نے ہماری اس خدمت کو سراہا اس کی تعریف کی اور دعائیں دیں جن میں ڈاکٹر ارشاد احمد (احد رفیدہ سعودی عرب) ڈاکٹر عزیز الدین (سراہ عبیدہ سعودی عرب) اور ڈاکٹر وقاری نصیر الدین عمری (جامتاڑا چین پور انڈیا) خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں ان حضرات نے کافی تعاون فرمایا اول الذکر نے اپنا قیمتی وقت دیا اور اس باب میں انتہائی فراخدلی سے طبی معلومات فراہم کی ثانی الذکر نے عربی سے انگریزی میں بہت سی معلومات بہم پہنچائیں اور ثالث الذکر چونکہ ایک عربی جامعہ (جامعہ دار السلام عمر آباد) سے فارغ التحصیل اور علی گڈھ یونیورسیٹی سے تعلیم یافتہ ہیں میدان طبابت اور عمل جراحی میں خاصہ تجربہ رکھتے اور تسلیم شدہ اور تجربہ کار طبیب ہیں اور زمانہ طالب علمی سے راقم سے کافی مانوس و مالوف ہیں لہذا موسم گرما کی چھٹی میں (جب انڈیا کا سفر ہوا تو) کتاب کا کمپوز شدہ ایک نسخہ مراجعت و نظر ثانی کیلئے دے دیا تا کہ اس باب میں اپنے تجربات کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں اللہ ممدوح کو جزاءِ خیر عطا فرمائے موصوف نے کتاب کا حرف حرف پڑھا اور اس کی تصحیح فرمائی۔

چونکہ اس کتاب میں بعض ایسے مسائل کا تذکرہ دانستہ طور پر ہو گیا ہے جو میرے مطالعہ اور تحقیق کے بعد سامنے آئے ہیں جو آج تک غیر معمول بہا ہیں اور بعض حضرات کے یہاں شجر ممنوعہ بھی اس لئے میں نے اس کتاب کو محققین و باذوق علماءِ کرام کی ایک معتد بہ تعداد کی خدمت میں پیش کیا اور ٹیلی فون پر رابطہ بھی کیا تا کہ ان کی آرا معلوم کی جا سکے اس کتاب کی معنوی خوبصورتی و جمال میں اضافہ کا باعث بنے اس کی نوک پلک کو درست کیا جا سکے اور کتاب قرار واقعی "کتاب" ہو جائے ان محققین علما میں: استاذ گرامی قدر سرزمین مئوناتھ بھنجن کی معروف و مشہور شخصیت عالی مقام مادر علمی جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو کے سابق شیخ الجامعہ مفتی اور علامہ محفوظ الرحمٰن فیضی۔ حفظہ اللہ۔ (آں موصوف کا نقد و تبصرہ عالم اسلام کے علماءِ محققین کے یہاں تسلیم شدہ اور وقیع ہوا کرتا ہے) اور سعودی عرب میں واقع ضلع خیبر کے مبلغ و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داعی جناب ڈاکٹر شیخ معراج عالم محمد انفاق تیمی مدنی ہیں، جو تحقیق انیق اور مسائل کی تنقیح وتدقیق میں اپنا خاص ذوق رکھتے ہیں، قابل ذکر ہیں۔

مذکوران علما کے علاوہ بعض مسائل کی تحقیق پر اطمینان قلب کیلئے عالم اسلام کے معروف محققین سے بھی رابطہ قائم کیا گیا، گو کہ وہ حضرات مجھے ذاتی طور پر نہیں جانتے، جن میں شیخ غازی عزیر (الجبیل)، شیخ وڈاکٹر عزیر شمس (مکہ مکرمہ) خصوصی طور پر قابل ذکر اور تمام حضرات لائق صد شکر ہیں۔

میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے ہماری اس کوشش پر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی، ہمت افزا کلمات سے نوازا، اسے سراہا، اور دعائیں دیں، جزاهم الله خيراً في الدين و الدنيا و الآخرة خير ما يجازى به عباده الصالحين۔

نیز اللہ تعالی ان تمام حضرات کو جزاء خیر عطا فرمائے جنہوں نے ہماری ہمت افزائی فرمائی، ہمارا کسی طرح کا تعاون فرمایا، اس کتاب کی تصحیح و تدقیق میں ہماری مدد فرمائی، اور ہاتھ بٹایا، نیز اللہ تعالی مؤلف، اس کے والدین، اساتذہ، ناشر اور جملہ متعاونین کو بھی جزاء خیر عطا فرمائے، دین و دنیا کی خیر وخوبی سے نوازے، اور روز قیامت ان کے موازین کو بھاری کرے ﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَ لَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾

و صلى الله عليه و سلم و بارك على نبينا محمد

أبو أسامہ/عبدالسلام صلاح الدین مدنی
حال وارد سراۃ عبیدۃ، مملکت سعودی عرب
smadani80@gmail.com
موبائل نمبر:(00966)(0)557136090

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاثرات

از: (ڈاکٹر) معراج عالم محمد انفاق التیمی المدنی

(جنرل سیکریٹری السلام فاؤنڈیشن پٹنہ بہار انڈیا)

الحمد لله رب العالمين ' و العاقبة للمتقين ' و الصلاة و السلام على أشرف الأنبياء و المرسلين و بعد!

ماہِ رمضان انتہائی بابرکت' تقدس مآب' ذی شان' اور عظیم الشان مہینہ ہے' قرآن کریم جیسی عظیم الشان' لاجواب' بے مثال' مقدس' اور بابرکت کتاب کا نزول اسی ماہِ عظیم میں ہوا' اس ماہ کے روزے فرض قرار دئے گئے' اس ماہ میں تراویح وتہجد کی تعلیم وترغیب دی گئی' اور تلاوت قرآن اور تدبر قرآن کا خصوصی حکم دیا گیا' نبی اکرم ﷺ اس ماہ میں خصوصی طور پر حضرت جبریل۔علیہ السلام۔ کے دور فرمایا کرتے تھے' اور اسی لئے عہد رسول ﷺ سے لے کر تاہنوز تمام اسلامیان عالم (بشمول صحابہ کرام) اس ماہِ عظیم کا اہتمام کرتے آرہے ہیں' اور اس ماہ کے احکامات وتعلیمات' فقہ وبصیرت سے آشنائی' اور اس ماہِ عظیم کے جملہ امور کی معلومات حاصل کرتے رہے ہیں۔

نیز عہد رسول ﷺ سے لے کر تاہنوز علما' فقہا' خطبا' واعظین' اور مقررین بھی اسلامی دیگر احکامات وتعلیمات کی اس جانب بھی خصوصی توجہ فرماتے رہے ہیں' چنانچہ بعض نے مستقل اس باب میں تصنیف وتالیف فرمائی ہے' بعض نے مقالے جات سے اس باب کے احکامات کی نقاب کشائی اور وضاحت فرمائی ہے اور' بعض دیگر نے احکامات پر مشتمل کتب میں مستقل اور خاص ابواب وفصول قائم فرما کر ماہِ صیام و قیام کی توضیح وتنقیح کی' اور امت کی رہنمائی اور پیشوائی کا حق ادا فرمایا'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلهم الشكر و الامتنان و العرفان من الاسلام و المسلمين و الجزاء الأوفى من الله رب العالمين۔

منجملہ ان مساعی جمیلہ، برادر گرامی قدر شیخ عبدالسلام بن صلاح الدین فیضی مدنی (داعی دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد سراۃ عبیدہ، سعودی عرب) کی یہ جید اور گراں قدر کوشش بھی ہے، جو انہوں نے ''ماہِ رمضان۔ اور اس کے جدید فقہی مسائل'' نامی کتاب تالیف فرما کر کی ہے۔

میں نے اس کتاب کے جملہ مشمولات حرفا حرفا از شروع تا اخیر پڑھا ہے، برادر موصوف نے ہر مسائل کی تحقیق، تدقیق، تنقیح، توضیح، اور تشریح بہترین اور اچھوتے انداز میں فرمائی ہے، اس کتاب کے ہر مسئلہ کو انتہائی تحقیق و تدقیق سے سپرد کتاب کیا ہے، اور ساتھ ہی معاصر علماء کی تحقیقات سے بھرپور استفادہ اور سپرد قرطاس کیا ہے، اللہ برادر عزیز کو جزاءِ خیر عطا فرمائے۔

عزیز موصوف کی تحقیق و تدقیق کو راقم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی زمانۂ طالبعلمی سے واقف ہے، آپ کی دوسری تالیفات بھی اسی تحقیق و تدقیق کے آئینہ دار ہیں، اللہ موصوف کو جزاءِ خیر عطا فرمائے، امت اسلامیہ کو اس سے حتی الامکان استفادہ کی توفیق ارزانی کرے، اور ذخیرہ آخرت بنائے، آمین یارب العالمین یاالہ الحق، الہ العالمین۔

وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد

(ڈاکٹر) معراج عالم بن انفاق عالم مدنی

سکریٹری السلام فاؤنڈیشن، پٹنہ، بہار، انڈیا

۱۷ر شعبان، ۱۴۳۴ھ مطابق: ۲۶/۶/۲۰۱۳ء (چہارشنبہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاثرات

از: (ڈاکٹر) محمد نصیر الدین عمری (علیگ)
ایڈیٹر ماہنامہ ××× رختِ سفر'' جھارکھنڈ

الحمد لمن قدّر خیراً و خیالا و الشکر لمن صوّر حسناً و جمالاً
لا ضدّ و ندّ و لا جدّ لمولی الآن کما کان و لایلقی زوالا

وصلی اللہ علی النبی الکریم محمد بن عبداللہ وآلہ وصحبہ أجمعین ؛؛ امابعد!

ایک عرصہ ہوا ''ماہِ رمضان ۔۔۔ اور اس کے جدید فقہی مسائل'' کے نوک پلک درست کرنے کیلئے برادر عزیز مولانا عبدالسلام بن صلاح الدین مدنی نے گزارش کی تھی' طبابت کی مصروفیات اور ہجوم مشاغل کے باوجود حتی الامکان مفوضہ کام مکمل کر کے عزیز القدر موصوف کی خدمت میں روانہ کر دیا' کتاب' صاحبِ کتاب تک گئی ازور بات گئی' اور پھر بیشہ طبابت میں مصروف ہو گیا۔

۲۴ر جولائی ۲۰۱۳ء کی صبح اچانک غیر ملکی فون دیکھ کر چونکا' لیکن آواز جانی پہچانی لگی اور گفتگو کا آغاز ہوا' اس بیچ کیا باتیں ہوئی ہوں گی وہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

محترم قارئین کرام! روزِ اول سے ہی سلفی علماء وفقہاء کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ وہ ہر بات کتاب وسنت سے تحقیق وتدقیق اور چھان پھٹک اور حوالوں سے ہی کرتے ہیں' بلکہ کتابوں سے مزید آگے جایئے تو خطابات میں بھی حوالوں کا ذکر کرتے ہیں' اور یہی ان کا مابہ الامتیاز وصف ہے جو ان کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے' زیرِ نظر کتاب کے مؤلف (مولانا عبدالسلام مدنی) عالم اسلام کے مشہورِ انام یونیورسیٹی (جامعہ اسلامیہ'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ، سعودی عرب) سے فارغ التحصیل ایک جید، محقق اور ممتاز عالم دین ہیں، ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن تھا کہ موصوف اس دائرہ سے باہر رہ کر بات کرتے، چنانچہ زیر نظر کتاب میں عزیز موصوف نے بڑی وضاحت اور انتہائی محققانہ انداز سے مسائل پیش کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے، جس سے اختلاف کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے، موصوف اس سعی جمیل پر شکریے کے مستحق ہیں، ویسے بھی مولانا موصوف کی سابقہ تالیفات وتصنیفات حشو وزائد سے پاک، اور تحقیق انیق کی شاہکار ہیں، اور تمام مضامین مکمل حوالوں سے مزین ہیں، اور یہی موصوف محترم کی خاص خصوصیت بھی ہے۔

عصر جدید کے نت نئی مسائل سے امت مسلمہ کو آگاہ کرنے کیلئے موصوف نے جو عظیم کوشش فرمائی ہے، اس پر میں عزیز کا مشکور وممنون ہوں، اللہ تعالی عزیز موصوف کو اس عمل جلیل پر عظیم وجلیل جزا وصلہ سے نوازے، اور مزید سے مزید خدمت اسلام کی توفیق بخشے، آمین یارب العالمین ۔

(ڈاکٹر) محمد نصیر الدین عمری (علیگ)
ایڈیٹر ماہنامہ ××× رختِ سفر'' جھارکھنڈ
جنرل سکریٹری ابوالکلام آزاد ویلفیئر سوسائٹی
چین پور، جامتاڑ، جھارکھنڈ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صیام کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

قبل ازیں کہ ماہِ صیام و قیام کے متعلق سلسلہ گفتگو کی ابتداء کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند ضروری امور کی طرف اشارہ کر دیا جائے تا کہ آئندہ کلام کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے:

(اَلف) صیام کا لغوی مفہوم:

لفظ ''صوم'' یا لفظ ''صیام'' عربی لفظ ہیں جس کا اردو ترجمہ ''روزہ'' سے کیا جاتا ہے' جس کا معنی عربی ڈکشنری کے اعتبار سے ''رکا رہنا''۔ ''باز رہنا'' ''ٹھہرا رہنا'' اور ''جامد'' رہنا سے کیا جاتا ہے۔ (مصباح المنیر ۱۸۳' تاج العروس: ۵۲۸/۳۲)

بات چیت نہ کرنے کو بھی صوم سے تعبیر کیا جاتا ہے' حضرت مریم علیہا السلام کے بیان کو قرآنی بلاغت کے اعتبار سے ملاحظہ فرمائیں' ﴿فقولی اِنی نذرت للر حمن صوماً فلن أكلم اليوم اِنسياً﴾ (مریم: ۲۶) میں نے اپنے رب کیلئے ''صوم'' کا نذر مانا ہے لہذا میں کسی بھی انسان سے بات نہیں کر سکتی۔

اس مفہوم و معنی کے پیش نظر بعض مفسرین جو اس آیت کی تفسیر ''اِنی نذرت للرحمن صوماً و صمتاً'' سے کرتے ہیں ہمارے فہم و ادراک کے اعتبار سے غیر درست ہے اور اس کی ضرورت بھی نہیں محسوس ہوتی ہے' کیونکہ جب رب تعالی نے ''فلن أكلم اليوم اِنسيا'' فرما دیا تو بات بالکل ایسی واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی غبار نہیں رہ جاتا اور اس تقدیر کی کوئی حاجت بھی باقی نہیں رہنے دیتی۔

اسی مفہوم میں اُعضاء و جوارح کے غلط امور سے رکے رہنے اور باز رہنے کو ''صوم'' سے تعبیر کیا گیا ہے ''اِذا صمتَ فليصم سمعك و بصرك و لسانك عن الكذب و المحارم و دع أذى الخادم و ليكن عليك وقار و سكينة يوم صومك و لاتجعل يوم فطرك و صومك سواء''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مصنف ابن أبي شيبة برقم :۳' و برقم:۸۸۸۰' شعب الايمان برقم:۳۳۷۴' الزہد لابن المبارک برقم:۴۶۰' فضائل الأوقات از بیہقی برقم:۶۲ عن جابر بن عبداللہ۔ رضی اللہ عنہ) جب تم رکے رہو (یعنی کھانے پینے سے) تو تمہارے کان اور تمہاری نظر کو بھی رکے رہنا چاہئے۔

جانور بھی جب چارہ وغیرہ کھانا چھوڑ دے تو اس مفہوم کو بھی ''صوم'' سے تعبیر کیا جاتا ہے درج ذیل شعر ملاحظہ فرمائیں' اس میں یہی لغوی معنی مراد ہے:

خيل صائمة و خيل غير صائمة تحت العجاج و أخرى تعلك اللجما (لسان العرب:۱۲/۳۵۱)

بہتیرے گھوڑے ایسے ہیں جو چارہ کھا رہے ہیں اور بہت سے نہیں کھا رہے ہیں

سورج جب ٹھیک دوپہر یا میں کھڑا ہو جاتا ہے تو اسے بھی ''صوم'' سے تعبیر کیا جاتا ہے' کہا جاتا ہے'' صامت الشمس فی کبد السماء ''(طلبۃ الطلبۃ ص/۵۵) سورج بالکل رک گیا ہے۔

ہوا جب بالکل ٹھہر جائے تو اسے بھی ''صوم'' سے تعبیر کیا جاتا ہے' کہا جاتا ہے:'' صامت الريح'' (کتاب العین:۷/۱۷۱) ہوا بالکل ٹھہر گئی ہے۔

أبوعبیدۃ فرماتے ہیں:''كل ممسك عن طعامٍ أو كلامٍ أو سيرٍ فهو صائم '' کھانے' بات کرنے' اور راہ رک جانے والے کو'' صائم'' کہا جاتا ہے (مختار الصحاح:۳۷۵)

(ب) صیام کا اصطلاحی مفہوم:

صیام کی تعریف مختلف انداز سے کی گئی ہے چنانچہ :

(۱) مخصوص امور سے مخصوص وقت میں رکے رہنے کا نام روزہ ہے (المغنی: ۴/۳۲۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) مخصوص وقت میں مخصوص طریقہ سے مخصوص انداز میں رکے رہنا (الانصاف فی الراجح من الخلاف از: مرداوی: ۷/۳۲۳)

(۳) مخصوص طریقہ سے مفطرات (روزہ توڑ دینے والی چیزوں) سے رکے رہنا (الموسوعۃ الفقہیۃ: ۲۸/۷)

(۴) مقرر وقت میں مخصوص افراد کا مخصوص امور سے رکے رہنا (الروض المربع: ۳۴۶/۳)

(ج) صیام کی راجح تعریف:

آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ ان تعریفات میں کہیں نہ کہیں کوئی کسر ہے چنانچہ راجح تعریف یہ ہے کہ "کھانے پینے اور مفطرات سے طلوع فجر صادق سے لیکر غروب شمس تک مخصوص شخص کا مخصوص شرط کے ساتھ رکے رہنا" صوم کہلاتا ہے (الشرح الممتع: از ابن عثیمین: ۳۱۰/۶)

(د) رمضان کا مفہوم:

لفظ "رمضان" بھی عربی لفظ ہے جو عربی مہینوں کے اعتبار سے نواں مہینہ ہے یہ لفظ "رمض" سے مشتق و ماخوذ ہے، جس کے معنی چلچلاتی دھوپ، اور سخت گرمی کے ہیں، کہا جاتا ہے: أرض رمضة الحجارة، و رمضت قدمه (الصحاح از الجوہری: ۲۱۷/۴، القاموس المحیط: ۸۳۰، المحیط فی اللغۃ از طالقانی: ۱۷/۸، المصباح المنیر: ۲۳۸، تاج العروس: ۳۶۱/۱۸)۔

یہاں ایک امر کی طرف اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات اس ماہ کو صرف "رمضان" کہنے سے منع کرتے ہیں جو صحیح نہیں ہے، اس کی بنیاد ایک ضعیف روایت پر ہے، اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے جہاں اس ماہ کے متعلق ضعیف و موضوع روایات کا تذکرہ ہوگا، ان شاء اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان کا خیر مقدم اور استقبال کس طرح کریں

اس امر میں کسی کو کیا شبہ ہوسکتا ہے کہ ماہِ رمضان خیر و برکت' اور رحمت و مغفرت کا مجموعہ کلی ہے' اس کی آمد پر مرد مسلم کو کس طرح فرحت وانبساط' مسرت وشادمانی ہوسکتی ہے' وہ کسی سے مخفی نہیں لہٰذا چند امور کی طرف نشاندہی کرائی جارہی ہے' کہ اس ماہِ انوار وتجلیات کا کس طرح خیر مقدم اور استقبال کرنا چاہئے:

(۱) دعا:

بلاشبہ دعا عبادت ہے' مؤمن کا قوی ہتھیار ہے لہٰذا ایک مرد مسلم کو چاہئے کہ کہ اخلاص قلب کے ساتھ دعا کرنا چاہئے کہ رمضان تک رسائی حاصل ہو' تا کہ اس کے فیوض و برکات سے کما حقہ مستفیض ہو سکے

(۲) اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش: کہ اس نے رمضان تک اسے مہلت حیات دی.

(۳) فرحت ومسرت:

اس ماہ کی آمد آمد پر ہر ایک مرد مؤمن و مسلم کو فرحت وانبساط کا اظہا کرنا چاہئے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ((قل بفضل الله و برحمته 'فبذلك فليفرحوا' هو خير مما يجمعون)) (یونس:۵۸) ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے' جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔ اس سے فزوں تر کسی کو مزید کیا خوشی ہوسکتی ہے کہ رحمت و برکت ومغفرت کے خزینے بٹورنے اور لوٹنے کا موسم بہار اللہ تعالیٰ نے بہم پہنچایا' نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کو بشارت دیا کرتے تھے' فرمایا کرتے تھے: "جاء كم شهر رمضان 'شهر مبارك كتب الله عليكم صيامه 'فيه تفتح أبواب الجنان و تغلق أبواب الجحيم. .." (مسند أحمد:۷۱۴۸' صحیح الجامع:۵۵) ترجمہ: ماہ رمضان تمہارے پاس آچکا ہے جو بابرکت ماہ ہے' اللہ نے اس کا روزہ فرض فرمادیا ہے' جس میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں' اور جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) عزم یقین و عمل:

اس ماہ کی آمد کے استقبال میں ایک مرد مؤمن کو عمل صالح' عبادات و طاعات (نماز' روزہ' تلاوت قرآن' ذکر و اذکار' تسبیح و تمجید تقدیس و تہلیل و تکبیر' تہجد و تراویح و قیام اللیل' اعتکاف' شب قدر' نوافل و سنن' صدقات و خیرات' و کار خیر) محنت و ریاضت' اور حفظان اوقات کیلئے عزم بالجزم کرنا چاہئے۔

(۵) روزے کے احکام کی معرفت و جانکاری حاصل کرنا:

روزہ دیگر عبادات کی طرح ایک اسلامی عبادت اور رکن ہے' اس کی بھی معرفت حاصل کرنا ویسے ہی ضروری ہے' جس طرح دیگر عبادات کے احکام کی معرفت و جانکاری حاصل کرنا ضروری ہے' عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بسا اوقات بعض روزہ دار ایسے امور میں واقع ہو جاتا ہے' جو روزہ کیلئے خطرہ کا باعث ہوسکتا ہے' لہذا مرد مسلم کیلئے روزے کے احکامات کی معلومات بھی حاصل کرنا از حد ضروری ہے۔

(۶) سچی اور خالص توبہ:

یوں تو توبہ ہر وقت' ہر ساعت' ہر لمحہ' اور ہر گھڑی توبہ کا اہتمام کرنا چاہئے' تاہم قبل از رمضان اس کی افادیت صد چند ہو جاتی ہے' کیونکہ اللہ تعالی توبہ اور توبہ کرنے والوں سے انتہائی خوش ہوتا ہے

(۷) ماہ شعبان میں روزہ رکھنا:

اس ماہ کے خیر مقدم کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ماہ شعبان سے ہی نفس کا روزہ رکھنے کا عادی بنایا جائے' نبی اکرم ﷺ اس جانب خصوصی توجہ فرمایا کرتے تھے' اور اس ماہ کا کثرت سے روزہ رکھتے تھے (اس باب میں وارد احادیث آئندہ ملاحظہ فرمائیں)

(۸) نئی زندگی کا نئے باب کا آغاز:

اس ماہ کی آمد سے قبل مرد مسلم کو چاہئے کہ اپنی زندگی کے نئے باب کا آغاز کرے

(۹) ایمان و اخلاص کے ساتھ روزہ' تراویح' اور شب قدر وغیرہ دیگر عبادات کے اہتمام کا عزم صادق کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) فرائض وواجبات کا اہتمام

بہت سے مسلمانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اس ماہ میں روزے کا اہتمام تو کرتے ہیں' تاہم دوسرے فرائض وواجبات کا خاطر خواہ کوئی اہتمام نہیں کرتے' بالخصوص نماز وغیرہ کا' چنانچہ بہت سے ایسے مسلمان آپ کو ایسے مل جائیں گے جو روزہ رکھتے ہیں' نماز (صلاۃ) نہیں پڑھتے' ایسی صورت حال میں کیا اس کا روزہ مقبول ہوگا' سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز۔رحمہ اللہ۔سے یہی سوال پوچھا گیا تو ان کا جواب تھا: ''ایسے شخص کا روزہ باطل اور غیر مقبول ہے'' (مجموع فتاوی ابن باز:۱۵/۱۷۹' فتاوی اسلامیہ:۱/۵۹۳)

(۱۱) روزہ افطار کرانے کا اہتمام اور اس کیلئے انتظام وانصرام۔(اس حقیقت پر مفصل بحث آئندہ آرہی ہے' ان شاء اللہ)

(۱۲) دعوت وتبلیغ کیلئے بہترین ترتیب:

ماہِ رمضان میں سخت سے سخت دل پسیج جاتا ہے' پشیمان ہوتا نظر آتا ہے' اور ہر کار خیر کے جذب کرنے کی صلاحیت' اور اس کا خوگر نظر آتا ہے' ایسی صورت حال میں میدان دعوت میں کام کرنے والوں کیلئے بہتر سے بہتر موقعہ ہے' اس سے استفادہ کرنا چاہئے' اور مرتب و مرکز پروگرام پیش کرنا چاہئے۔

(۱۳) اپنے کام کے پہلو بہ پہلو تلاوت قرآن کیلئے ٹائم ٹیبل مرتب کرنا چاہئے' اور اس جانب خصوصی توجہ مبذول کرنا چاہئے۔

(۱۴) مختلف قسم وانواع واقسام کے ماکولات ومشروبات سے اپنے آپ کو' اپنے اہل وعیال کو بوجھل نہ بنا کر' ان خصوصی اوقات کو عبادت وغیرہ میں صرف کرنا چاہئے' جبکہ اسلامیان عالم کے یہاں بالعموم معاملہ اس کے برعکس دیکھنے کو ملتا ہے' خواتین خانہ ظہر کی صلاۃ کے بعد سے ہی افطار و کھانا پکانے کی تیاری میں مشغول ہوجاتی ہیں' نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان سے بہت سی عبادات نہیں ہو پاتی' کیونکہ وہ ان لایعنی امور (جن کا کوئی خاص مقصود شریعت نہیں) میں مشغول کردی جاتی ہیں۔

(۱۵) تلاوتِ قرآن کے لئے ٹائم ٹیبل مرتب کرنا چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صیام کی بعض اہم خصوصیات وممیّزات

قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی احادیثِ صحیحہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صیام کی بہت عظیم اور مہتم بالشان خصوصیات ہیں' ذیل میں بعض اہم خصوصیات کا تذکرہ کیا جارہا ہے:

(۱) صیام اور اہل صیام کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت وبخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إن المسلمين و المسلمات و المؤمنين و المؤمنات و القانتين و القانتات و الصادقين و الصادقات و الصابرين و الصابرات و الخاشعين و الخاشعات و المتصدقين و المتصدقات و الصائمين و الصائمات و الحافظين فروجهم و الحافظات و الذاكرين الله كثيراً و الذاكرات أعد الله لهم مغفرة و أجراً عظيما﴾ (الأحزاب:۳۵)

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں' مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں' فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں' سچے (صدق وصفا سے سرشار) مرد اور سچی عورتیں' صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں' عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں' صدقہ وخیرات کرنے والے مرد اور صدقہ وخیرات کرنے والی عورتیں' روزہ دار مرد اور روزہ عورتیں' اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی عورتیں' اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتیں ایسی ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے (عظیم) مغفرت اور بہت بڑا اجر وثواب تیار کر رکھا ہے۔

(۲) روزہ ایک ڈھال اور جہنم سے بچاؤ کا ایک عظیم ذریعہ ہے' جس سے ایک فردِ مسلم جہنم سے بچاؤ کا سامان اختیار کرتا ہے نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''قال ربنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزَّ و جل:الصوم جنة يستجن بها العبد من النارو هو لی و أنا أجزی به " (أحمد ح:۱۴۶۹' شعب الایمان ح:۳۲۹۲' صحیح الجامع ح ر ۷۷۵۷) ترجمہ: ہمارے رب نے فرمایا: روزہ ایک ڈھال ہے' جس سے بندہ جہنم سے بچتا ہے' اور وہ میرے لئے ہے' اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا

(۳) روزہ تقوی شعاری اور خشیت ربانی سے سرشار ہونے کا اہم ذریعہ اور وسیلہ ہے' اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿یا أیها الذین کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾ (البقرۃ:۱۸۳) اے ایمان والو! تمہارے اوپر رمضان کے روزے اسی طرح سے فرض قرار دئے گئے ہیں' جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض قرار دئے گئے تھے' تا کہ تم تقوی والے بن جاؤ۔

یعنی رمضان کے روزے صرف تمہارے اوپر فرض نہیں کئے گئے ہیں' تمہیں اس سے جز بز نہیں ہونا چاہئے بلکہ تم سے پہلے جتنی بھی قومیں گزری ہیں' ان تمام پر بھی فرض تھے' انہیں بھی روزہ رکھنا تھا' اس کا مقصود یہ ہے کہ تمہارے اندر تقوی شعاری اور خشیتِ ربانی آجائے' اور جس طرح اللہ تعالی سے خوف کھانا چاہئے' اسی طرح تم اللہ تعالی سے ڈرنے لگو۔

تقوی شعاری اور خشیتِ ربانی کے چند نتائج وثمرات ملاحظہ فرمائیں:

☆ اللہ تعالی اربابِ تقوی وخشیت کو دنیا وآخرت کی خوشخبری سناتا ہے' فرمان باری تعالی ہے: ﴿الذین آمنوا و کانوا یتقون لهم البشری فی الحیاة الدنیا و فی الآخرة' لا تبدیل لکلمات الله' ذلك هو الفوز العظیم﴾ (یونس:۶۴) جو لوگ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے' اور (اللہ سے) ڈرتے رہے' ان کیلئے دنیاوی زندگی میں بھی بشارت ہے' اور آخرت میں بھی' اللہ تعالی کے کلام (وعدوں) میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی' یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆متقیوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت و تائید کا وعدہ فرمایا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِن اللہ مع الذین اتقوا و الذین ھم محسنون﴾ (النحل: ۱۲۸) بیشک اللہ تعالیٰ ان افراد کے ساتھ ہے' جو اللہ سے ڈرتے ہیں' احسان کرنے والوں میں سے ہیں۔

☆جو لوگ اپنے دلوں میں اللہ کا خوف رکھتے ہیں' مولائے کریم ایسے افراد کو علم و حکمت کی خوشخبری سناتا ہے' فرمایا: ﴿یا أیھا الذین آمنوا اِن تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً و یکفر عنکم سیئاتکم و یغفر لکم و اللہ ذو الفضل العظیم﴾ (الأنفال: ۲۹) اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے' تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے فرقان پیدا فرمادے گا' اور تمہاری غلطیوں سے چشم پوشی کرلے گا' اور تمہاری خطائیں معاف فرمادے گا' اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

☆متقیوں کو اللہ تعالیٰ مغفرت و بخشش کی بشارت عطا فرماتا ہے: ﴿و اتقو اللہ اِن اللہ غفور رحیم﴾ (الانفال: ۶۹) اللہ سے ڈرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنہار اور رحم فرمانے والا ہے۔

☆اللہ تعالیٰ اپنے ڈرنے والے بندوں کیلئے کوئی نہ کوئی راستہ اور سبیل پیدا فرمادیتا ہے' اور روزی رزق کے ایسے سامان کردیتا ہے' جس کا اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ فرمایا: ﴿و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لایحتسب﴾ (الطلاق: ۳) اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے' اس کیلئے اللہ تعالیٰ راستے پیدا کردیتا ہے' اور ایسی جگہ سے روزیاں عطا فرماتا ہے' جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا

☆اربابِ تقویٰ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی سزا سے بھی محفوظ ہوں گے' اور انہیں پل صراط پر بھی بآسانی عبور ہونے کی توفیق عطا کردی جائے گی' جبکہ اربابِ ظلم و طغیان' اور اصحاب سیئات و عصیان کو دھر لیا جائے گا' ملاحظہ فرمائیں: ﴿ثم ننجی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الذین اتقوا و نذر الظالمین فیها جثیا﴾ (مریم:۷۲) پھر تقوی والے کو ہم بچالیں گے اور ظالموں کو اسی میں چھوڑ دیں گے اور وہ دھر لئے جائیں گے۔

☆ اربابِ تقوی اپنی مراد کو پا کر بھی شاد کام ہوں گے فرمایا: ﴿ اِن للمتقین مفازاً﴾ (النبأ:۳۱) بلاشبہ اربابِ تقوی وخشیت کے لئے کامیابی ہی کامیابی ہے۔

☆ اللہ تعالی نے اربابِ تقوی وخشیت کو ارباب صدق وصفا بھی قرار دیا ہے اور یہی شہادت ان کی نجات کیلئے کافی اور دنیاوی نجاح وفلاح کیلئے بیش بہا ہے فرمایا: ﴿أولئك الذین صدقوا و أولئك هم المتقون﴾: (البقرۃ:۱۷۷)

☆ یہی تقوی شعار افراد اللہ تعالی کے یہاں محبوبیت واعزاز سے سرفراز ہیں بقیہ رہا جنس ورنگ اور قومیت ووطنیت کا معاملہ تو اللہ تعالی کے یہاں سب بیکار اور عبث ہیں فرمایا: ﴿إن أكرمكم عند الله أتقاكم﴾ (الحجرات:۱۳) تم میں سب سے معزز ترین اللہ تعالی کے نزدیک وہ ہے جو تقوی والا ہے۔

☆ اللہ تعالی ان افراد سے محبت والفت سے بھی پیش آتا ہے جو تقوی کی صفت سے متصف ہیں فرمایا: ﴿إن الله یحب المتقین﴾ (آل عمران:۷۶) بیشک اللہ تعالی متقیوں سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ تعالی محبت کرنے لگے اس کی عظمت و رفعت کا کیا پوچھنا؟ کیونکہ اللہ تعالی ایرے غیرے سے تو محبت نہیں کرتا وہ انہیں افراد سے محبت کرتا ہے جو اس کے اہل ہوتے ہیں۔

☆ اللہ تعالی دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی سے بھی انہیں افراد کو سرفراز فرمائے گا جو اربابِ تقوی ہوں گے فرمایا: ﴿و اتقو الله لعلکم تفلحون﴾ (آل عمران:۲۰۰) اور اللہ تعالی سے ڈرو تاکہ تم فلاح پا سکو اور ''لعل'' اللہ کی طرف سے واجب کے معنی میں ہوا کرتا ہے۔

☆ انہیں افراد کے اعمال اللہ تعالی قبول بھی فرماتا ہے جو تقوی کی صفت سے متصف ہوں فرمایا: ﴿و لکن یناله التقوی منکم﴾ (الحج:۳۷) (اللہ تعالی کو قربانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا گوشت و پوست نہیں پہنچتا (اسے تو صرف) تقوی پہنچتا ہے' نیز فرمایا: ﴿إنما يتقبل الله من المتقين﴾ (آل عمران: ۲۷) اللہ تعالی متقیوں کے ہی قبول فرماتا ہے۔

☆ اللہ تعالی کے تقوی میں ہی کمال عبودیت و بندگی کا راز مضمر ہے' فرمایا: ﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته﴾ (آل عمران: ۱۰۲) اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرتے ہو' جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

☆ اللہ تعالی اپنے تمام بندوں (بشمول مؤمن و کافر) میں انہیں افراد کو فوقیت و برتری عطا فرماتا ہے' جو تقوی شعار ہوں' فرمایا: ﴿و الذين اتقوا فوقهم يوم القيامة﴾ (البقرہ: ۲۱۲) اور پرہیزگار لوگ ریامت کے دن ان سے اعلی ہوں گے

☆ ان افراد تقوی شعار کو یوم قیامت کوئی خوف و ملال' حزن و الم بھی نہیں ہوگا' فرمایا: ﴿فمن اتقى و أصلح فلا خوف عليهم و لاهم يحزنون﴾ (آل عمران:) لہذا جو اللہ سے ڈرے' اور اپنی اصلاح کر لے' تو (روزِ قیامت) انہیں نہ خوف ہوگا' اور نہ وہ ملال کا شکار ہوں گے۔ (اللہ اکبر! یہ رتبہ بلند)

☆ روزِ قیامت رب ذوالجلال سے وہی قریب و نزدیک ہوں گے' جو تقوی شعار ہوں گے' فرمایا: ﴿إن المتقين في جنات و نهر في مقعد صدقٍ عند مليكٍ مقتدرٍ﴾ (القمر: ۵۵) یقیناً ہمارا ڈر رکھنے والے جنتوں اور نہروں میں ہونگے' راستی اور عزت کی بیٹھک قدرت والے بادشاہ کے پاس یہ اثرات و نتائج ان ہزاروں میں سے چند ایک ہیں' جو متقیوں کیلئے مخصوص ہیں: اللہ تعالی ہم سب کو تقوی کی صفت سے متصف فرمائے۔

(۴) روزہ جہنم سے بچاؤ کا بہترین اور مضبوط ترین قلعہ ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''الصوم جنة و حصن حصين من النار'' (مسند احمد برقم: ۹۲۲۵' علامہ البانی نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے دیکھئے' صحیح الترغیب ۱/۵۷۸) یعنی روزہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ڈھال اور جہنم سے بچاؤ کا ایک مضبوط ترین قلعہ ہے۔

(۵) روزہ کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ شہوات نفسانی اور جنسی انا کی تسکین سے بچنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے' نبی اکرم ﷺ کا نصیحت بھرا پیغام ملاحظہ فرمائیں: ''یا معشر الشباب من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج فانه أغض للبصر و أحصن للفرج فان لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء'' (بخاری برقم: ۱۹۰۵' مسلم برقم: ۱۴۰۰) نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص نان ونفقہ اور جماع وہم بستری کی طاقت وقوت رکھتا ہو اسے شادی کرلینی چاہئے' کیونکہ یہ (شادی) نظروں کو جھکا دینے والی اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی ہے (اس سے نظروں اور شرم گاہوں کی حفاظت ہوتی ہے) اور جس کے پاس اس کی طاقت نہ ہو اسے روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ روزہ خواہشات نفسانی کو توڑ دیتا ہے۔

(۶) ایک دن کا روزہ جہنم سے ستر سال تک بچاؤ کا سبب ہے' فرمان نبوی ہے: ''من صام یوما فی سبیل الله بعّد الله وجهه عن النار سبعین خریفا'' (بخاری برقم: ۲۸۴۰' مسلم برقم: ۱۱۵۳) جس شخص نے اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ ستر سال تک اس کے چہرے کو جہنم سے دور فرمائے گا۔

(۷) روزہ نبی اکرم ﷺ کی خاص وصیت اور نصیحت ہے' حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار نبی اکرم ﷺ نے فوج کشی کی ترتیب فرمائی' چنانچہ میں نے آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوکر عرض پرداز ہوا: اللہ کے رسول! میرے لئے شہادت کی دعا فرمادیجئے' آپ نے فرمایا: ''اللهم سلمهم و غنمهم'' اے اللہ! انہیں سالم وغانم واپس فرمادے چنانچہ ہم لوگ سالم وغانم واپس پلٹے' دوبارہ اور سہ بارہ یہی خواہش وتمنا لے کر آئے ہر بار آپ نے یہی فرمایا' حضرت ابوامامہ نے فرمایا: اللہ کے رسول! تین بار آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوکر شہادت کی طلب اور تڑپ لے کر آیا ہر بار آپ نے ''اللهم سلمهم و غنمهم'' فرمایا' اس بار ایک ایسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وصیت فرمائی کہ جنت میں داخلہ کا سبب ہو فرمایا: ''علیك بالصوم فانه لا مثل لـــه '' روزہ سے رہا کرو اس لئے کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں چنانچہ اس کے بعد حضرت اُبواُمامہ کے دولت خانہ میں دھواں نہیں دیکھا گیا الا یہ کہ کوئی مہمان آیا ہو (اور اس کی ضیافت ومیزبانی میں چولہا جلایا گیا ہو) (مسند أحمد برقم:۲۲۱۴' (محقق مسند شیخ اُرناؤط نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے) مصنف عبد الرزاق برقم:۷۸۹۹' المعجم الکبیر برقم:۷۳۳۴' صحیح ابن حبان برقم:۳۴۲۵' محقق صحیح ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے 'البانی نے بھی اسے صحیح کہا ہے' دیکھئے صحیح الترغیب:۱/۵۸۰)

(۸) روزہ دار جنت کے عظیم اور خصوصی گیٹ سے داخل ہوں گے (روزہ دار کیلئے خصوصی دروازہ ہوگا' جس سے وہ داخل ہونگے جب سارے روزہ دار داخل ہو چکے ہونگے تو اسے بند کر دیا جائے گا' ملاحظہ فرمائیں: ''جنت میں ایک دروازہ ایسا ہے جس سے صرف روزِ قیامت روزہ دار ہی داخل ہوسکیں گے' روزہ دار کے علاوہ اس سے کوئی داخل نہیں ہوگا' جب سب داخل ہو چکے ہونگے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا' پھر اس سے کوئی بھی داخل نہیں ہوگا'' (بخاری برقم:۲۱۸۹۶' مسلم برقم:۱۱۵۲) اس دروازہ کا کیا نام ہے؟ ایک دوسری حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے ''فـــی الجنة باب یقال له الریان لا یدخل منه اِلا الصائمون '' (بخاری برقم:۳۲۵۷) جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ,,ریان'' ہے اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ (اللہ مالک وبرتر! تیرے اسماء وصفات کا واسطہ' ہم تمامی اہل اسلام کو اس سے ضرور داخل فرمانا)

اس اسپیشل گیٹ کا اسپیشل نام ''ریان'' رکھنے کی ایک وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ روزہ دار بھوک وپیاس کی شدت وتڑپ سے دوچار ہوتا ہے' لہذا اس کا اعزاز واکرام یہی ہونا چاہئے کہ اس کی بھوک وپیاس سب سے پہلے دور کی جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے جوڑے اللہ کے راستے میں خرچ کیے تو جنت کے دروازوں سے اسے بلایا جائے گا' تو جو نمازی ہوگا' اسے نماز کے (خصوصی) دروازہ سے بلایا جائے گا' جو روزہ دار ہوگا اسے ''ریان'' سے پکارا جائے گا' جس نے صدقہ وخیرات کیا ہوگا' اسے صدقہ کے (خصوصی) دروازہ سے بلایا جائے گا' جس نے جہاد کیا ہوگا اسے جہاد کے (خصوصی) دروازہ سے بلایا جائے گا' حضرت ابوبکر۔ رضی اللہ عنہ۔ نے فرمایا: اللہ کے رسول! ان تمام دروازوں سے تو ان کے خصوصی اعمال والوں کو بلایا جائے گا' مگر کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا' نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ آپ ان خوش نصیب اشخاص میں سے ہوں گے'' (بخاری برقم: ۱۸۹۶' مسلم برقم: ۱۰۲۷' من حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔)

(۹) روزہ سب سے پہلا سبب ہے جس کی بنیاد پر انسان جنت میں داخل ہوگا: یہ مبارک حدیث ملاحظہ فرمائیں: ''ایک بار نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

وہ کون شخص ہے جس نے آج روزہ رکھا ہوا ہے؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! میں نے پھر فرمایا: تم میں سے کون ہے جس نے آج جنازہ میں شرکت کی ہے' حضرت ابوبکر نے فرمایا: اللہ کے رسول! میں نے فرمایا: کون ہے جس نے کسی مسکین کو آج کھانا کھلایا ہے: حضرت ابوبکر نے فرمایا: میں نے پھر فرمایا: تم میں سے کون ہے جس نے آج کسی مریض کی عیادت کی ہے' حضرت ابوبکر نے فرمایا: میں نے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں بھی یہ چار خصوصیات ہوں گی وہ جنت میں جائے گا (مسلم برقم: ۱۰۲۸)

شیعہ حضرات کو ان جیسی احادیث پر انتہائی سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے جو حضرت ابوبکر کو گالیاں دینا اپنا ایمان وعقیدہ تصور کرتے ہیں' غور فرمائیں: کیا ایسا شخص جو ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میدان میں سبقت لے جانے کوشش کرتا ہو' کیا ایسے شخص کو گالیاں دینا ''ایمان و عقیدہ'' ہوسکتا ہے' اور کیا ایسا شخص مؤمن و مسلم بھی ہوسکتا ہے؟

(۱۰) روزہ گناہوں کا کفارہ ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انسان اپنے اہل وعیال' بال بچوں' اور پڑوسی کے سلسلہ میں فتنوں میں مبتلا کیا جاتا ہے جس کا کفارہ: نماز' روزہ' اور أمر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے'' (بخاری برقم: ۵۲۵' مسلم برقم: ۱۴۴) یہ اللہ تعالی کا حضرت انسان پر انعام و اکرام عظیم ہے کہ اس نے مال وتجارت' اہل وعیال' اور اڑوس پڑوس کے زلات وسیئات کا کفارہ نماز' روزہ اور تواصی بالخیر میں رکھ چھوڑا ہے' انسان کو یہ اعمال بکثرت کرنے چاہئیں تا کہ ان گناہوں کا کفارہ ہوسکے۔

(۱۱) روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ کے یہاں مشک کی خوشبو سے کہیں زیادہ محبوب' مرغوب' اور عزیز ہے

نبی اکرم ﷺ کے اس عظیم بول کو ملاحظہ فرمالیں: ''قال الله تعالى: كل عمل ابن آدم له إلا الصيام فإنه لي و أنا أجزى به' و الصوم جنة' و إذا كان صوم يوم أحدكم فلا يرفث و لا يصخب' فإن سابه أحد أو قاتله فليقل: إني امرؤ صائم' و الذي نفس محمد بيده لخلوف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك' للصائم فرحتان يفرحهما' اذا أفطر فرح و اذا لقي ربه فرح بصومه'' بخاری کی ایک دوسری روایت میں یوں ہے: ''الصيام جنة فلا يرفث و لا يجهل و اذا سابه أحد أو قاتله فليقل اني صائم' و الذي نفس محمد بيده لخلوف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك' يترك طعامه و شرابه و شهوته من أجلي' الصيام لي و أنا أجزى به و الحسنة بعشر أمثالها'' (بخاری برقم: ۱۸۹۴' و برقم: ۱۹۰۴' و مسلم برقم: ۱۱۵۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث پر غور فرمائیں:

(اَلف) روزہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے' ہر چند کہ سارے ہی اعمال صالحہ اللہ جل شانہ کیلئے ہیں' مگر خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے ,,اپنی'' قرار دیا کیونکہ اس میں ریا و نمود کا شائبہ انتہائی کم سے کمتر ہے' چنانچہ ایک روزہ دار اگر چاہے کہ بندوں سے چھپ کر کھا پی لے تو یہ اس کے لئے بعید نہیں' اگر وہ چاہے کہ بندوں سے پوشیدہ ہو کر اکل و شرب سے اپنے کام و دہن کو مست کر لے تو یہ بھی ممکن ہے' اگر اس کا برا ارادہ ہو کہ بندوں کی نظروں سے پوشیدہ کر اپنے خواہشات نفسانی کی تکمیل کر لے تو یہ بھی اس کے بس کا روگ ہے' مگر صرف اور خوفِ الٰہی سے سرشار ہو کر' خشیت ربانی سے معمور ہو کر وہ ایسا نہیں کرتا' یہی وجہ ہے کہ قولی اور فعلی طور پر روزہ میں ریا کاری نہیں ہو سکتی ہے' ہر چند کہ قولی طور پر اس کے صدور کا بھرپور امکان ہے' چنانچہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں وغیرہ وغیرہ۔

(ب) روزہ درحقیقت بھوک و پیاس کے درد و الم پر صبر و شکیبائی کا دوسرا نام ہے' چنانچہ ایک روزہ دار چاہے دھوپ کی کتنی ہی شدت و تمازت کیوں نہ ہو' ساری تکلیفیں اور کلفتیں انتہائی صبر و شکیبائی سے برداشت کر جاتا ہے' اور اس پر وہ کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتا' یہی وجہ ہے کہ اسے ماہِ صبر سے بھی معنون کیا جاتا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''صوم شهر الصبر و ثلاثة أيام من كل شهر يذهبن وحر الصدر'' (سنن نسائی برقم: ۲۳۸۵' ۲۳۸۶' مسند احمد برقم: ۲۷۳۸' مصنف ابن ابی شیبہ برقم: ۹۵۵۵' مصنف عبدالرزاق برقم: ۷۸۶۷' المعجم الکبیر برقم: ۸۸۹۱' کنز العمال برقم: ۲۴۱۸۴' علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے' صحیح الترغیب برقم: ۱۰۳۶' صحیح الجامع برقم: ۳۸۰۴)'' اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کو بے حد و حساب اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إنما يوفى الصابرون أجرهم بغير حساب﴾ (الزمر: ۱۰) صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بلا حساب اجر سے نوازتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ج) محبت والفت کے جتنے معانی ہو سکتے ہیں' ان تمام کلمات کے ساتھ' اللہ تعالیٰ روزہ سے محبت کرتا ہے' اسی وجہ سے روزہ دار کو روزہ کا صلہ خود عطا فرماتا ہے' غور فرمائیں: کس محبت سے فرمایا: ''انما الصوم لی و أنا أجزی به '' روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا صلہ دوں گا' کیا کوئی مردِ مؤمن کہہ سکتا ہے کہ دوسرے اعمال صالحہ کا صلہ و بدلہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور دیتا ہے' نہیں بالکل نہیں' مگر خصوصیت کے ساتھ عطا فرمانے کا صاف صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ سے بے حد وحساب محبت کرتا ہے' بنسبت روزہ دار سے بھی محبت کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کا بدلہ خود عطا فرماتا ہے' اللہ اکبر! روزہ دار کی شان عظمت کا کیا کہنا؟ اور رب تعالیٰ کی شان رحیمی وکریمی کا کیا شمار وحصار؟۔

(د) روزہ دنیا وآخرت کی سعادت وکامرانی کا سبب ہے' یہی وجہ ہے کہ اسے دو اوقات میں خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی' ایک جب وہ بھوک و پیاس سے تڑپ تڑپ کر وقت افطار' افطار کرتا ہے' دوسرا جب روزہ دار اللہ تعالیٰ سے یوم قیامت شرف لقا حاصل کرے گا۔

(۱۲) روزہ' روزِ قیامت روزہ دار کیلئے سفارش کرے گا' اور اس کی سفارش قبول بھی کی جائے گی' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''الصیام و القرآن یشفعان للعبد یوم القیامة' یقول الصیام :أي رب منعته الطعام و الشراب بالنهار فشفعنی فیه' و یقول القرآن أي رب! منعته النوم باللیل فشفعنی فیه' فیشفعان '' (مسند أحمد برقم:۶۶۲۶' مستدرک حاکم برقم:۲۰۳۶' کنز العمال برقم:۲۳۵۷۵' علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے' دیکھئے: صحیح الترغیب برقم:۹۸۴' صحیح الجامع برقم:۳۸۸۲) روزہ اور قرآن دونوں اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں گے' روزہ کہے گا: میرے اللہ! میں نے اسے کھانے اور پینے سے روک کر رکھا تھا اس لئے میری سفارش قبول فرما' قرآن کہے گا: میں نے اسے سونے سے روک رکھا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری سفارش قبول فرما' دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(۱۳) روزہ دار حالتِ روزہ میں جو کچھ بھی طلب کرتا ہے' باری تعالیٰ اس کا مطالبہ پورا کرتا ہے' اسے رد نہیں کرتا' نبی اکرم ﷺ کا ارشاد عالی ہے: ,ثلاث دعوات لاترد 'الامام العادل' و الصائم حتی یفطر و دعوة المظلوم یرفعها الله فوق الغمام و یفتح لها أبواب السماء و یقول الرب : و عزتی لأنصرنك ولو بعد حین'' (مسند أحمد: برقم: ۹۷۴۳' ترمذی برقم: ۳۵۹۸' ابن ماجہ برقم: ۱۷۵۲' علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے) تین قسم کے افراد کی دعائیں کبھی رد نہیں ہوتی' منصف حکمران' روزہ دار اور مظلوم کی دعا اللہ تعالیٰ اسے بادلوں کے اوپر سے اٹھاتا ہے' اور آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور رب تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! کچھ دیر بعد ہی سہی میں ضرور اس کی مدد کروں گا۔

نیز غور فرمایئے: اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی: ﴿و إذا سألك عبادی عنی فإنی قریب 'أجیب دعوة الداع إذا دعان 'فلیستجیبوا لی و لیؤمنوا بی لعلهم یرشدون﴾ (البقرة: ۱۸۴) بھی اسی طرف غماز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزہ اور روزہ کے احکام کے اثناء میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان اور حالتِ روزہ میں ''دعا'' کو خاص مقام اور خاص اہمیت و عظمت حاصل ہے' روزہ داروں کو اس اہمیت و عظمت کا خاص خیال رکھنا چاہئے اور بیجا اور لایعنی امور میں اوقات ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۴) بوقت افطار مانگی گئی دعا رد نہیں ہوتی' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''إن للصائم عند فطره لدعوة ما ترد'' (ابن ماجہ برقم: ۱۷۵۳' الترغیب و الترہیب برقم: ۱۴۶۹' شعب الایمان برقم: ۳۹۰' عمل الیوم و اللیلہ از ابن سنی برقم: ۴۸۲' مستدرک حاکم برقم: ۱۵۳۵' علامہ البانی نے (صحیح الجامع برقم: (۴۵۵۴) میں' السلسلہ الصحیحہ برقم: (۱۷۹۷) میں اور تخریج المشکاۃ (برقم: ۱۹۹۳) میں اسے حسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا ہے)۔ روزہ افطار کرتے وقت روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

مگر صد افسوس عام مسلمانوں کے یہاں اس خاص الخاص وقت کی بہت زیادہ اہمیت نہیں رہ گئی ہے۔

(۱۵) روزہ دلوں سے کدورت' کینہ وحسد اور بغض وعداوت دور کرتا ہے۔

روزہ کی ایک خاص اور اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ روزہ دلوں سے بغض وعداوت' کینہ وکپٹ اور حسد ونفرت کو دور کرتا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''صوم شهر الصبر و ثلاثة أيام من كل شهر يذهبن وحر الصدر'' (سنن نسائی برقم: ۲۲۸۵' و ۲۲۸۶' مسند أحمد برقم: ۲۷۳۸' مصنف ابن أبی شیبہ برقم: ۹۵۵۵' مصنف عبدالرزاق برقم: ۷۸۶۷' المعجم الکبیر برقم: ۸۸۹۱' کنز العمال برقم: ۲۴۱۸۴' علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے' صحیح الترغیب برقم: ۱۰۳۶' صحیح الجامع برقم: ۳۸۰۴) ترجمہ: ماہِ صبر اور ہر ماہ تین دن کا روزہ دلوں سے کینہ دور کر دیتا ہے۔

مریضانِ قلب اور حاسد نگاہوں کو یہ نسخۂ علاج اپنانا چاہئے' انتہائی مفید ہے۔

ماہِ رمضان کی خصوصیات

(۱) ماہ رمضان کی سب سے اہم اور عظیم خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اسی ماہِ عظیم میں قرآن کریم جیسی عظیم' بابرکت اور مقدس کتاب اتاری' جو عام لوگوں کیلئے رشد وہدایت اور ظفر وفلاح اور نجات ونجاح والی کتاب ہے' جو سیدھے راستے کی طرف بنی نوع انسانی کی رہنمائی کرتی ہے' فرمان باری تعالی ہے: ﴿إن هذا القرآن يهدى للتى هى أقوم و يبشر المؤمنين الذين يعملون الصالحات أن لهم أجراً كبيراً و أن الذين لا يؤمنون بالآخرة أعتدنا لهم عذاباً أليماً﴾ (الاسراء: ۸) بے شک یہ قرآن سیدھے رستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے' اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں' اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت بڑا اجر ہے۔

اسی قرآن کریم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مریضوں کو شفا' ضلالت و گمرہی میں بھٹکنے والوں کو راہِ ہدایت' اور قلق و اضطراب میں مبتلا افراد کو رحمت و شفقت عطا کی' رب کریم کا خاص فضل و احسان ہے' اس نے اس عظیم کتاب کو اپنے سب سے عظیم و رحیم نبی ﷺ کے اوپر اور عظیم فرشتہ کے توسط سے اس عظیم ماہ میں اتاری' فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿شهر رمضان الذی أنزل فیه القرآن هدی للناس و بینات من الهدی و الفرقان﴾ (البقرۃ:۱۸۳) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا' جو لوگوں کے لئے ہدایت اور ہدایت اور جس میں حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔ گویا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ماہِ رمضان ماہِ قرآن ہے۔

(۲) اسی ماہِ عظیم میں اللہ تعالیٰ نے دوسری آسمانی کتابیں اتاریں' جیسا کہ حضرت واثلۃ بن اسقع ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أنزلت صحف إبراهیم علیه السلام فی أول لیلة من رمضان و أنزلت التوراة لست مضین من رمضان و الإنجیل لثلاث عشرة خلت من رمضان و أنزل القرآن لأربع و عشرین خلت من رمضان '' (مسند أحمد برقم:۱۶۹۸۴' البتہ مسند أحمد کے محققین نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے' تاہم محدث عصر علامہ البانی نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے' السلسلة الصحیحة برقم:۱۵۷۵) یعنی ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے اول رمضان کو اتارے گئے' تورات ۶ رمضان کو' انجیل ۱۳ رمضان کو اور قرآن کریم ۲۴ رمضان کو اتارا گیا۔

(۳) اس ماہ عظیم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں ایک رات ایسی آتی ہے' جس میں عبادت کا ثواب ایک ہزار کی عبادت سے کہیں بہتر ہے' رب ذوالجلال والاکرام کا فرمان ہے: ﴿إنا أنزلناه فی لیلة القدر و ما أدراك ما لیلة القدر لیلة القدر خیر من ألف شهر﴾ (القدر:۱'۲'۳) بے شک ہم نے اسے شب قدر میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتارا' اور آپ کو کیا پتہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان هذا الشهر قد حضركم فيه ليلة خير من ألف شهر من حرم فقد حرم الخير كله و لايحرم خيرها الا محروم'' (مسند احمد برقم: ۱۴۸۷' نسائی برقم: ۲۱۰۸' وصححہ الالبانی فی صحیح النسائی برقم: ۲۱۰۶' صحیح الترغیب برقم: ۹۹۹' صحیح الجامع برقم: ۳۸۰۴) ترجمہ: یہ مہینہ (رمضان کا) آیا اس میں ایک رات ایسی آتی ہے جو ہزار رات سے بہتر ہے' جو اس کے خیر و برکت سے محروم رہا وہ ہر قسم کے خیر و برکت سے محروم رہا۔

(۴) جو اس ماہ کو پانے کے بعد بھی اپنی مغفرت و بخشش نہ کرا سکے وہ انتہائی بدنصیب اور بدقسمت شخص ہے' کیونکہ یہ ماہ انتہائی عظیم ہے' نبی اکرم ﷺ کا یہ عمل ملاحظہ فرمائیں' جس سے صحابۂ نبوت بھی متحیر اور ششدر تھے ایک بار نبی اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے منبر پر تشریف فرما ہوئے' (FIRST) پہلے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا: ''آمین'' پھر (SECUND) دوسرے زینے پر قدرم رکھا تو فرمایا: ''آمین'' پھر (THIRD) تیسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا: ''آمین'' صحابہ نے یہ غیر معتاد عمل ملاحظہ کیا تو خطبہ کے بعد دریافت کر بیٹھے کہ اللہ کے رسول! آج آپ نے خلاف معمول آمین کیوں فرمایا' تو آپ ﷺ عرض پرواز ہوئے: آج جبریل امین تشریف لائے تھے اور بددعا فرما رہے تھے کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ فرمالی' میں نے کہا: آمین' پھر فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو' جس نے اپنے ماں باپ کو پایا اور انہیں خوش کر کے جنت نہ پالی' میں نے کہا آمین' پھر دعا فرمائی: اس شخص کی بھی ناک خاک آلود ہو' جس کے سامنے میرا تذکرہ ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے میں کہا: آمین'' (صحیح الادب المفرد برقم: ۲۵۵۱)

(۵) ماہِ رمضان کے صیام گناہوں کے لئے کفارہ ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''الصلوات الخمس و الجمعة إلى الجمعة و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان إلى رمضان مكفرات لما بينهن إذا اجتنبت الكبائر" مسلم برقم:۲۳۳، صحیح ابن خزیمہ برقم:۱۸۱۳) پانچ وقت کی نمازیں، جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان تک ان کے مابین گناہوں کے لئے کفارہ ہیں اگر کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

(۶) ماہِ رمضان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ رمضان کے روزہ رکھنے سے گناہ دھل جاتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "من صام رمضان إيمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه" (بخاری برقم:۳۸، مسلم برقم:۸۶۰) جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی نیت سے رکھا اس کے گزشتہ گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

(۷) ماہِ رمضان ماہ ذکر وشکر بھی ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے احکام صیام کے تذکرہ کے وقت فرمایا: "﴿و لتكبروا الله على ما هداكم و لعلكم تشكرون﴾ (البقرۃ:۱۸۴)

(۸) ماہِ رمضان ماہِ صبر وضبط بھی ہے، جس نسخہ کو اللہ کے نبی ﷺ نے علاج کے طور پر بھی تجویز فرمایا ہے، فرمایا: "صوم شهر الصبر و ثلاثة أيام من كل شهر يذهبن وحر الصدر" (مسند احمد برقم:۲۰۷۳۸، نسائی رقم:۲۳۸۵، المعجم الکبیر برقم:۸۸۹۱، مصنف عبدالرزاق برقم:۷۸۷۶، مصنف ابن أبی شیبۃ برقم:۹۵۵۵، السنن الکبری از بیہقی برقم:۱۳۱۲۷، علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح الترغیب برقم:۱۰۳۲، صحیح الجامع برقم:۳۸۰۴، مسند احمد کی محقق شعیب أرناؤط نے بھی صحیح قرار دیا ہے) ترجمہ: ماہِ صبر اور ہر ماہ تین دن کا روزہ دلوں سے کینہ دور کردیتا ہے۔

(۹) ماہِ رمضان قبولیتِ دعا کا مہینہ بھی ہے، جس میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں، ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح اللہ تعالی نے ماہِ صیام کے احکام کے دوران دعا کا ذکر فرمایا ہے ﴿و إذا سألك عبادي عني فإني قريب أجيب دعوة الداع إذا دعان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلیستجیبوا لی و لیؤمنوابی لعلهم یرشدون ﴾ (البقرۃ:۱۸۵) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال و دریافت کریں تو (انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ) میں بہت ہی قریب ہوں' جب دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس دعا قبول کرتا ہوں' تو انہیں میری بات ماننا چاہئے اور میرے اوپر ایمان لانا چاہئے۔

☆ یہ ماہ اس قدر بابرکت ہے کہ اس میں:

(۱۰) جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں.

(۱۱) جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں.

(۱۲) اس ماہ میں سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے

(۱۳) اس ماہ کی اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس ماہ کی ہر رات اللہ تعالی گردنیں آزاد فرماتا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إذا كان أول ليلة من رمضان صفدت الشياطين ومردة الجن و غلّقت أبواب النار فلم يفتح منها باب' و فتّحت أبواب الجنة فلم يغلق منها باب' و ينادي مناد: يا باغي الخير أقبل و يا باغي الشر أقصر' و لله عتقاء و ذلك كل ليلة ''

(بخاری برقم: ۱۸۹۸' مسلم برقم: ۱۰۷۹' ترمذی برقم: ۶۸۲' نسائی برقم: ۲۹۷)

کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اگر شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے تو پھر معاصی و ذنوب کا ارتکاب کیونکر ہوتا ہے؟ غلطیاں کیوں سرزد ہوتی ہیں اور فتنے کیوں واقع ہوتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو یہ ان روزہ داروں کیلئے ہے جو روزہ کے جملہ شرائط' اور حدود کی پابندی نہیں کرتے' یا پھر بعض شیاطین کو قید کیا جاتا ہے' یا پھر اس ماہ میں معاصی نسبتاً کم ہوجاتی ہیں' اور یہ مشاہد و محسوس امر ہے' عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے۔

(دیکھئے: فتح الباری از ابن حجر: ۴/۱۱۴' شرح مسلم از نواوی: ۷/۱۴۹' المفہم لما أشکل من تلخیص صحیح مسلم از قرطبی: ۳/۱۳۶)

(۱۴) ماہ رمضان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کے برابر ہے' جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت اُم سنان۔ رضی اللہ عنہا۔ سے فرمایا تھا: ''العمرة في رمضان تعدل حجةً أو حجةً معي '' (بخاری برقم: ۱۸۶۳ مسلم برقم: ۱۲۵۶' ابن حبان برقم: ۳۶۹۹' صحیح ابن خزیمہ برقم: ۸۸۶) ترجمہ: رمضان میں عمرہ (کا ثواب) حج یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے

(۱۵) ماہِ رمضان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس ماہ میں روزہ رکھنے والا صدیقین اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا' حضرت عمرو بن مرہ الجہنی ۔رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے کہ قبیلہ قضاعہ کا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا کہ اے اللہ کے رسول! ''أرأيت ان شهدت أن لا اله الا الله' و أنك رسول الله' و صليت الصلوات الخمس و صمت رمضان و قمته' فمن أنا ؟قال :من الصديقين و الشهداء '' (صحیح ابن حبان برقم: ۱۹' صحیح ابن خزیمہ برقم: ۲۲۱۲' علامہ البانی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے' دیکھئے رحاشیۃ الألبانی علی صحیح ابن خزیمۃ: ۳/۳۴۰ تحت حدیث رقم: ۲۲۱۲) یعنی اگر میں یہ شہادت دوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبودِ حقیقی نہیں ہے' اور آپ اللہ کے رسول (برحق) ہیں' اور پانچ اوقات کی نمازیں پڑھوں' اور رمضان میں صیام و قیام کا اہتمام کروں تو آپ کا کیا خیال ہے؟ میں کون ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: ایسی صورت میں تمہارا شمار صدیقوں اور شہداء میں ہوگا۔

(۱۶) رمضان کا روزہ باعثِ دخول جنت ہے' جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور عرض کیا: ''أرأيت إذا صليت المكتوبات' و صمت رمضان' و أحللت الحلال و حرمت الحرام' و لم أزد على ذلك شيئاً' أأدخل الجنة ؟قال :نعم' قال: و الله لا أزيد على ذلك و لا أنقص '' (مسلم برقم: ۱۹' مسند احمد برقم: ۱۴۷۴۷' المعجم الاوسط برقم: ۷۸۶۰) آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر میں فرض نمازیں ادا کروں' رمضان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزے رکھوں' حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانوں' اس کے علاوہ کوئی اور دوسرا عمل نہ کروں' کیا جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' صحابی نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ کروں گا نہ کم۔

اس حدیث سے اولاً: رمضان کے روزوں کی اہمیت وعظمت کا پتہ چلتا ہے کہ رمضان کے روزوں کی پابندی کرنے والا جنت میں داخل ہوگا' ثانیاً: یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف فرائض وواجبات ہی کی محافظت و پابندی کرے تو باعثِ دخولِ جنت ہے' مگر اس نے اجرِ عظیم اور اللہ کے بہت سے انعامات سے اعراض کر لیا۔

ثالثاً: کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس حدیث میں زکاۃ اور حج کا تذکرہ نہیں کیا گیا' کیا کوئی ان اعمال کے بغیر بھی۔ اگر استطاعت ہے۔ جنت میں داخل ہو سکتا ہے؟ جواباً عرض ہے کہ یہ بات یا تو زکاۃ وحج کی فرضیت سے قبل کی ہے' یا تو اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ زکاۃ وحج استطاعت کے ساتھ مشروط ہے' برخلاف ان اعمال کے کہ ان میں استطاعت کی کوئی قید وبند نہیں۔

(۱۷) ماہِ رمضان میں قیام اللیل کا ثواب یہ ہے کہ اس سے گزشتہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه'' (بخاری برقم: ۲۰۰۹' مسلم برقم: ۷۵۹) یعنی جس نے رمضان میں ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ قیام کیا' اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

(۱۸) ماہِ رمضان ماہِ تراویح وقیام اللیل بھی ہے' کیونکہ تراویح باجماعت صرف رمضان میں ہی ادا کی جاتی ہے' غیر رمضان میں نہیں۔

یہی نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں جاری وساری تھا' خود نبی اکرم ﷺ نے بھی یہی عمل کر کے اپنی امت کو دکھایا اور بتایا' حتی کہ آپ ﷺ نے تین روز باجماعت تراویح کی نماز ادا فرمائی اور چوتھے دن آپ ﷺ نے اس خوف سے باجماعت ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں فرمائی کہ مبادا امت اسلامیہ پر فرض قرار دیا جائے۔

ماہ رمضان میں ادا کی جانے والی تراویح غیر رمضان میں قیام اللیل اور تہجد سے عبارت ہے، جس کی دلیل مائی عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ کی وہ عظیم اور بیش بہا شہادت ہے جس میں آں رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: "ما کان یزید فی رمضان و لا فی غیرہ علی إحدی عشرة رکعة" (بخاری برقم: ۲۰۱۳، مسند أحمد برقم: ۲۴۴۲۶، صحیح ابن حبان برقم: ۲۶۱۳) (یعنی رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں رسول اکرم ﷺ ۱۱ رکعات سے زیادہ ادا فرماتے تھے) اب آپ خود غور فرمالیں کہ یقینی طور پر رمضان میں آپ نے ﷺ نے تراویح کی نماز ہی ادا فرمائی تھی "غیر رمضان" فرما کر یہ واضح کر دیا گیا کہ غیر رمضان میں بھی آپ ﷺ تراویح ادا فرماتے تھے، جسے آپ تہجد کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں، اسی نماز کو آپ قیام اللیل بھی کہہ سکتے ہیں، جسے ماہ رمضان میں عام طور پر "تراویح" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اسے "تراویح" کا نام اس لئے دیا گیا کہ ہر چار رکعات کے بعد اس قدر وقفہ ہوتا ہے کہ حاضرین کو قدرے راحت و آرام مل سکے، چونکہ نبی اکرم ﷺ کی نماز تراویح انتہائی طویل ترین ہوتی تھی، اور تقریباً یہی حال نبی اکرم ﷺ کے تلامذۂ نبوت کی نمازوں کا تھا، حتی کہ بعض کمزور حضرات اپنی عصا پر بھی ٹیک لگا کر نماز ادا فرماتے تھے (دیکھئے: مسند ابن الجعد برقم: ۲۸۲۶، صلاۃ التراویح ص ۵۷)۔ یہاں درج ذیل چند امور کی طرف اشارہ ضروری محسوس ہوتا ہے:۔

(الف) آج کل عام مساجد میں جس قسم کی تراویح ادا کی جاتی ہے، اس کا شکوی اللہ تعالی سے ہی کیا جا سکتا ہے، قرائت قرآن میں جو سرعت و استعجال ہوتا ہے، نہ یہ قرآن کا مطلوب ہے، نہ اللہ کو محبوب ہے، نہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و ترغیب۔

(ب) ختم قرآن کا جس انداز سے ہوا عوام الناس کے اذہان و قلوب میں بٹھایا گیا ہے، کہ عام تصور یہ بنتا جا رہا ہے، کہ ختم قرآن اور تراویح لازم و ملزوم شیء ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ اس ''بنیاد'' کی کوئی اساس و بنیاد نہیں' اور حافظان کتاب اللہ ماہ شعبان سے اس کی تیاری میں محو نظر آتے ہیں' اور ماہ رمضان آتے ہی لنگوٹیاں کس کر میدان میں اتر جاتے ہیں' اور ہر حافظ اپنی قوتِ حافظہ کا مظاہرہ کرتا نظر آتا ہے' قرآن یاد کرنا' ماہ رمضان میں قرآن سنانا' اور ختم کرنا بلاشبہ امر محبوب اور مستحسن ہے' مگر جو مفروضہ اور جو دیدنی امر ہے وہ یقیناً قابل رحم ہے' اللہ امت اسلامیہ کے حال زار پر رحم فرمائے۔

(ج) رکعاتِ تراویح کی جو تعداد رسول اکرم ﷺ' صحابہ نبوت۔ رضی اللہ عنہم' اسلافِ کرام۔ رحمہم اللہ۔ سے ثابت و معلوم ہے' وہ ۲۰ رکعات ہی ہیں' اس میں کھینچ تان کر نہ کوئی کمی کی جا سکتی ہے' نہ بیشی' یہی امر مسنون ہے' جس پر رسول اللہ ﷺ کا عمل تھا' صحابہ کرام نے یہی برتا' تابعین عظام اور تبع تابعین نے یہی حق جانا اور سمجھا' لہٰذا یہی مسنون سمجھا جانا چاہئے' اور کسی بھی جماعت یا مسلک کو نہیں کوسا جانا چاہئے' کیونکہ جو اسے حق مانتا ہے' وہی حق و صحیح ہے' یہی کامرانی اور کامیابی کا ضامن ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ اگر کوئی زیادہ ادا کر لیتا ہے' تو اس کا کیا حکم ہے؟

اگر کوئی شخص ۲۰ رکعات سے زیادہ ادا کرتا ہے' تو اسے یہ عمل سنت سمجھ کر نہیں بلکہ عام عبادت سمجھ کر بلا تعیین و تحدید ادا کرنا چاہئے' اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

(د) بیس رکعات کی تحدید و تعیین کے لئے بعض حضرات ''حرمین'' کے عمل کو دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں' جو بالکل درست نہیں:۔

(اولاً:) قطعی طور پر اس کی نیت اس عبادت کو سنت ثابت کرنے کی نہیں بلکہ اپنی ''انا'' کی تسکین مطلوب و مطمح نظر ہوتی ہے کیونکہ:۔

(ثانیاً) کیا ''حرمین'' میں کیا جانے والا عمل کیا کتاب و سنت ہے؟ ''حرمین'' میں انجام دیا جانے والا عمل کیا قابل احتجاج ہے؟ ''حرمین'' میں ہونے والا ہر فعل کیا مسنون ہے؟ اگر یہ مسنون و مشروع ہے؟ تو مفتیان شرع متین گنبدِ خضراء کے بارے میں کیا کہیں گے؟ قبر نبوی کو مسجد کے اندر داخل کر دیا گیا ہے' اس کا حکم ہوگا؟ اصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسجدِ نبوی کے بعض ستون میں ''دعاءِ اعتکاف'' مذکور ہے جو راقم نے خود دیکھا ہے' کیا فتوی صادر فرمائیں گے؟ شیعہ حضرات امام مسجدِ نبوی کے ساتھ نماز باجماعت ادا فرمانے کے بعد دوبارہ پھر سے نماز دہراتے ہیں' اس کے حکم پر کیا فتوی داغیں گے؟ راقم نے خود باوثوق ذرائع سے معلوم کیا ہے کہ بعض یہی بیس رکعات والے امامان حرم مکی و مدنی کے پیچھے نماز نہیں ادا کرتے کہ ہمارے علماء اس سے منع فرماتے ہیں' آخر کیا اس طرح کا فتوی دینے والے (برائے نام) علماء اللہ کا خوف نہیں رکھتے؟ کیا وہ اللہ سے ملاقات نہیں کریں گے؟ کیا وہ یوم آخرت میں نہیں اٹھائے جائیں گے؟ اور پھر یہی ''مولوی'' عمل حرمین کو دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں' یہ دورخی پالیسی اور اسلام؟۔

جناب عالی! کیا میں آپ سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ: ؎

یہ کس نے چھین لی ساری بصیرتیں تم سے
کہ تم خشک گھاس کو زعفران کہنے لگے

(ثالثاً) یہی علماء جو عمل حرمین کو دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں' کیا بتانے کی زحمت فرمائیں گے کہ کیا ان کی سماعتوں میں ''آمین بالجہر'' کی آوازیں رس نہیں گھولتیں؟ اور اس قدر جہری اور زوردار آواز کہ پورا حرم مکی و حرم مدنی کی تمام جہتیں گونج اٹھتی ہیں؟ کیا انہیں امامان حرمین کا رفع الیدین نظر نہیں آتا' یا وہ سنی ان سنی اور دیکھی ان دیکھی کر جاتے ہیں' یا پھر وہ ﴿أفتؤمنون ببعض الكتاب و تكفرون ببعض﴾ (البقرہ:۸۵) کا مصداق ہو رہے ہیں؟۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(رابعاً) عمل حرمین کو دلیل بنانے والے کیا اس حقیقت پر بھی لمحہ بھر غور فرمانے کی زحمت کریں گے؟ کہ اسی تراویح کی نماز کے بعد نماز وتر میں رکوع کے بعد دعاءِ قنوت میں شامل نہیں ہوتی؟ علماءِ کرام اور مفتیان اُنام اس سلسلہ میں کیا فتوی صادر فرمائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے؟ جواب سے نوازیں جو جواب آپ کا ہوگا' وہی جواب ہمارا بھی ہوگا؟

(خامساً) حرمین شریفین میں انجام دئے جانے والے اعمال کو دلیل بنانے والے حضرات گرامیانِ قدر اس تلخ حقیقت پر بھی غور فرمانے کی زحمت کریں گے کہ وہ اسی طرح اپنی تراویح کی نمازوں میں حدر و تجوید اور ترتیب و ترتیل کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں جس طرح امامانِ حرمین تراویح کی نماز میں تلاوت کرتے ہیں؟ یا پھر یہ صرف ایک ڈھکوسلہ ہے حرمین کو دلیل بنا کر سیدھے سادھے عوام کو الو بنانے کا' کیا عوام الناس اس حقیقتِ بے نقاب پر سنجیدہ ہو کر تامل فرمانا پسند فرمائیں گے؟

(سادساً) غور طلب امر یہ بھی ہے کہ امامانِ حرمین (۱۰) دس رکعات ادا کرنے کے بعد دوسرے امام صاحب تشریف لاتے ہیں جو آخری دس رکعات مکمل فرماتے ہیں' کیا عملِ حرمین شریفین کو دلیل بنانے والے اس پر عمل کرتے ہیں' ان ائمہ میں سے بعض تو ایسے ہیں جو صرف اپنی باری مکمل کرتے ہیں' یعنی صرف دس ادا فرماتے ہیں' بیس نہیں' کیا اس تلخ زارِ حقیقت پر سنجیدگی سے غور فرمانے کی زحمت فرمائیں گے؟

(سابعاً) بقول بعض تراویح کی نماز: ''حرمین کی یہ نماز سیاسی ہے'' اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ حرم مکی میں چار مصلے لگتے تھے' مالکیوں کا الگ' شافعیوں کا الگ' حنبلیوں کا الگ' اور حنفیوں کا الگ' اور ہر مسلک کا امام اپنے اپنے مقتدیوں کو نماز پڑھایا کرتا تھا' اور مقتدی اپنے امام کے پیچھے ہی نماز ادا کیا کرتا' یہ اس قدر عظیم و خطرناک فتنہ تھا' جسے فرو کرنا انتہائی ضروری اور اہم تھا شاہ عبد العزیز والی مملکتِ سعودی عرب نے اس فتنہ کو فرو کیا مگر تراویح کی نماز کا مسئلہ جوں کا توں باقی رہ گیا۔

(ثامناً) اس طرح کے دیگر بہتیرے مسائل ایسے ہیں جو سوالیہ نشان بن کر موجود ہیں' کبھی موقعہ ملا تو اسے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

(تاسعاً) ان امور کے تذکرہ سے قطعاً یہ تصور نہ کیا جائے کہ ہم فروعی مسائل کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھیڑ رہے ہیں' فروعات کے اختلافات کو ہم ہوا دیتے ہیں نہ اسے جائز تصور کرتے ہیں' اس طرح کے مسائل پر' برصغیر ہند و پاک میں بیش از بیش مناظرے' مباحثے' مقالے' کتابیں' کتابچے' اور مجلدات تالیف کی جا چکی ہے' جبکہ عقائد کے موضوعات تا ہنوز تشنہ ہیں اور کسی صاحبِ قلم سلیم اور اربابِ فکرِ قویم کا منتظر۔

اس سے ہمارا صرف اور صرف مقصود یہ ہے کہ اس طرح کے دلائل پیش کر کے عوام الناس کو بیوقوف بنانے کا جتن نہ کیا جائے' بلکہ احقاقِ حق اور نشر سنت کی کوشش ہونی چاہئے۔ درحقیقت ہم دشمنانِ اسلام کی جکڑ بندیوں میں ایسے جکڑ دئے گئے ہیں کہ ہمیں صرف اپنے رائے کی تصویب و تصحیح نظر آتی ہے' کتاب و سنت و ترویج و اشاعت مقصودِ خاطر نہیں ہوتی ﴿فلیحذر الذین یخالفون عن أمره أن تصیبهم فتنة أو یصیبهم عذاب ألیم﴾ (النور:۶۳)

(عاشراً) اس طرح کے امور کا تذکرہ کرنے سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ راقم حرمین شریفین کی تنقیص و تحقیر کر رہا' یا حرمین شریفین کو درخواعتناء نہیں سمجھتا' یا پھر یہ کہ حرمین شریفین میں انجام دیا جانے والا سارا عمل غیر مسنون یا غیر مشروع ہے' کلا وحاشا ثم کلا وحاشا' نہیں اور ہزار بار نہیں' (حرمین کی حرمت' فضیلت' قدسیت اور احترام بلاشبہ مسلم اور طے شدہ ہے' اس سے کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے) بلکہ اس سے صرف یہ مقصود ہے کہ شریعت اسلامیہ کی نظر میں حرمین شریفین کا عمل دلیل و ثبوت اور قطعی برہان نہیں' اور نہ ہی کسی معتبر عالم و مفتی نے اسے دلیل بنا کر پیش کیا ہے' اور نہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

(حادی عشرا) اس امر پر بھی ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر ۲۰ رکعات مسنون و مشروع ہیں تو حرمین کے علاوہ مملکتِ سعودی عرب کی کسی بھی چھوٹی بڑی جامع مسجد میں بیس رکعات تراویح ادا کی جاتی ہے؟ جواب یقیناً نفی میں ہوگا اور اس امر کی تصدیق ہر وہ شخص کرنے پر مجبور ہوگا' جس نے مملکت کا ماحول دیکھا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ چند امور ایسے ہیں جن کا سنجیدگی اور تعصب کی عینک اتار کر ان مطالعہ کیا جانا چاہئے۔

(۱۹) ماہِ رمضان وہ عظیم ماہ ہے جس میں اگر کسی شخص نے امام کے پیچھے تراویح ادا کی اور امام کے ساتھ پلٹے تو اسے پوری رات قیام اللیل کا ثواب دیا جاتا ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''من قام مع الامام حتی ینصرف کتب الله له قیام لیلةٍ'' (مسند أحمد برقم: ۱۳۷۵' نسائی برقم: ۱۶۰۵' ترمذی برقم: ۸۰۶' ابن ماجہ برقم: ۱۳۲۷) یعنی جس نے کسی امام کے ساتھ آخر تک قیام کیا' اللہ تعالیٰ اس کیلئے رات بھر قیام کرنے کا ثواب لکھتا ہے۔

(۲۰) رمضان کا مہینہ فتوحات اور انتصارات کا مہینہ ہے' چنانچہ غور فرمالیں:۔

☆ اسی ماہِ رمضان کی ۱۷ر تاریخ کو مسلمانوں کی قلیل نفری (تین سو تیرہ کی تعداد میں) جانبِ بدر روانہ ہوئی' اور ہزار سے اوپر کی تعداد پر فتحیاب ہو کر مدینہ لوٹی' ﴿ و لقد نصرکم الله ببدر و أنتم أذلة ﴾ (آل عمران: ۱۲۳) کا مطالعہ فرمائیے' حقیقت واضح ہو جائے گی' اور ﴿کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله ﴾ (البقرہ: ۲۴۹) جیسی حقیقت پر ایمان لانے کیلئے مجبور ہونا پڑے گا۔

☆ اسی ماہِ رمضان ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت غالب بن عبد اللہ۔ (رضی اللہ عنہ) کی سرکردگی میں (۱۳۰) کی مختصر سی تعداد بنو عبد اللہ بن ثعلبہ کے قلع قمع کرنے کیلئے روانہ فرمایا' اور مظفر و فاتح واپس پلٹے۔

☆ اسی ماہ رمضان ۸ھ میں ''ہبل' العزیٰ' سواع' مناۃ اور لات'' جیسے بہتیرے مشہور بت منہدم کئے گئے۔

☆ اسی ماہ رمضان ۸ھ میں تبوک سے آپ ﷺ سالم و غانم واپس تشریف لائے' آپ ﷺ کی یہ واپسی تاریخ اسلام کی جبین کامیاب کیلئے عزت و عظمت کی حیثیت رکھتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆اسی ماہِ عظیم ۲۰ تاریخ کو فتح مکہ جیسا تاریخی واقعہ پیش آیا' جس میں آپ ﷺ بغیر جنگ و جدال کے مکہ مشرفہ فاتحانہ انداز میں قدم رنجہ ہوئے' اور فتح و کامرانی نے آپ ﷺ کی قدم بوسی کی' اور وہ دن دیکھا جب آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

☆اسی ماہِ رمضان ۱۳ھ کو معرکۂ بویب پیش آیا (البدایۃ والنہایۃ از ابن کثیر: ۳۰/۷) (بویب درحقیقت کوفہ سے قریب ایک جگہ کا نام ہے' جہاں مسلمانوں اور آتش پرستوں کے مابین حضرت مثنی بن زید شیبانی کی قیادت میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور مسلمان فتحیاب ہوکر لوٹے دیکھئے: فصل الخطاب: ص/۳۹۳' عصر الخلافۃ الراشدہ: ص/۳۵۸)

☆رمضان ۵۳ھ فتح جزیرۂ رودس عالم ظہور میں جلوہ گر ہوا (البدایۃ والنہایۃ: ۶۳/۸) (جزیرۂ رودس اسکندریہ کے سامنے ایک جزیرہ ہے' رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک خونیں جنگ ہوئی' اس جنگ میں بھی مسلمانوں نے فتح پائی' اس معرکہ کے قائد جنادہ بن ابوامیہ تھے)

☆۱۴/رمضان ۶۷ھ کو مختار بن عبید ثقفی کی مملکت و سلطنت اس کے پاؤں کے نیچے سے کھسک گئی' اس خبیث النفس پر اس وقت کے والی مصر حضرت مصعب بن زبیر۔ رضی اللہ عنہ۔ نے چڑھائی کی تھی (البدایۃ والنہایۃ: ۲۹۰/۸۔۲۹۵)

☆ماہ رمضان ۹۱ھ کو معرکہ ''طریف'' پیش آیا (فتح الطیب: ۲۱۴/۱) (یہ معرکہ دراصل فتح اندلس کی تمہید اور اس کا پیش خیمہ تھا' جس کے نتیجہ میں قرطبہ' غرناطہ اور طلیطلہ جیسے شہروں پر فاتحانہ قبضہ ہوا)

☆اسی ماہِ رمضان ۲۸/تاریخ ۹۲ھ کو اندلس فتح کیا گیا' جس سرزمین پر اسلامی نوجوان جناب طارق بن زیاد۔ رحمہ اللہ۔ نے فتح و کامرانی کا پرچم لہرایا۔

یہ ہے واقعہ کا ایک رخ' دوسرا رخ اسلامیان عالم کا وہ سرد جمود ہے جو ماہِ رمضان میں دیکھنے کو ملتا ہے' کہ عمومی طور پر یا تکاسلی و سستی اور غفلت و مستی نظر آتی ہے' عام دن یا تو سونے میں یا پھر کھیل کود میں گزار دیا جاتا ہے (اللہ ہی بھلا کرے)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۱) ماہِ رمضان جود وسخا اور کرم و فیاضی کا مہینہ ہے' اس ماہ میں جود سخا کا دریا موجزن ہونا چاہئے' عام مہینوں کے اعتبار سے اس مہینہ میں بکثرت فیاضی کا مظاہرہ ہونا چاہئے' خود نبی اکرم ﷺ اس ماہ میں تیز وتند ہوا سے بھی زیادہ فیاضی وسخاوت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔

آپ ﷺ کا حال حضرت ابن عباس۔رضی اللہ عنہما۔کی حدیث میں یوں مذکور ہے: ''کان رسول اللہ ﷺ أجود الناس و أجود ما یکون فی رمضان حین یلقاہ جبریل فیدارسہ القرآن ' وکان جبریل یلقاہ کل لیلة فی رمضان فیدارسہ القرآن 'فلرسول اللہ ﷺ أجود بالخیر من الریح المرسلة' 'رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے' اور سب سے زیادہ سخی رمضان میں ہوتے تھے جب جبریل سے ملاقات فرماتے' اور قرآن کا دور فرماتے' اور ہر رات دور فرماتے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ تیز آندھی سے بھی زیادہ تیز تھے (بخاری برقم:٦' مسلم برقم:٢٣٠٨)

صدقہ وخیرات اور انفاق وداد دہش کی عام دنوں میں کتاب وسنت میں بڑے فضائل وارد ہیں' چنانچہ کسی مقام پر صدقہ وخیرات کرنے والوں کو باعثِ مغفرت اور وسیلۂ اجرِ عظیم (دخول جنت) کا سند اعتبار عطا فرمایا گیا' فرمانِ باری تعالی ہے: ﴿ إن المسلمین و المسلمات و المؤمنین و المؤمنات و القانتین و القانتات و الصادقین و الصادقات و الصابرین و الصابرات و الخاشعین والخاشعات و المتصدقین و المتصدقات و الصائمین و الصائمات و الحافظین فروجهم و الحافظات و الذاکرین اللہ کثیراً و الذاکرات أعد اللہ لهم مغفرة و أجراً عظیما ﴾ (الأحزاب:٣٥) بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں' مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں' فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں' سچے (صدق و صفا سے سرشار) مرد اور سچی عورتیں' صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں' صدقہ وخیرات کرنے والے مرد اور صدقہ وخیرات کرنے والی عورتیں' روزہ دار مرد اور روزہ عورتیں' اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی عورتیں' اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتیں ایسی ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے (عظیم) مغفرت اور بہت بڑا اجر وثواب تیار کر رکھا ہے۔

تو کسی مقام پر انفاق فی سبیل اللہ کا صلہ سات سو گنا تک بڑھا کر دینے کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا' فرمایا: ﴿مثل الذين ينفقون أموالهم في سبيل الله كمثل حبة أنبتت سبع سنابل في كل سنبلة مأة حبة و الله يضاعف لمن يشاء و الله واسع عليم﴾ (البقرۃ:۲۶۱) یعنی جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں' ان کی مثال اس دانہ کی طرح ہے' جو سات بالیاں اگائے' ہر بالی میں سو دانے ہوں' اور اللہ تو اس سے بڑھ کر دینے والا ہے' اور اللہ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

یہاں بھی آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک دانہ کو سات بالیوں میں تبدیل کرتا ہے' بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ عطا کرنے والا ہے' کیونکہ اس کی وسعت وگہرائی کی کوئی کنہ ہی نہیں جانتا' اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

کہیں عام طور پر انفاق کی ترغیب وتعلیم دی گئی' فرمایا: ﴿يا أيها الذين آمنوا أنفقوا مما رزقناكم من طيبات ما كسبتم و مما أخرجنا لكم من الأرض﴾ (البقرۃ:۲۶۷) یعنی اے ایمان والو! جو ہم نے دیا ہے اور ہم نے تمہارے لئے زمین نکالا ہے اس میں سے خرچ کرو جو تمہاری بہترین کمائی ہے۔

کہیں اللہ تعالیٰ نے اسے "قرض حسن" سے تعبیر فرما کر اس کی ترغیب وتعلیم دی ہے' ﴿من ذا الذي يقرض الله قرضاً حسناً فيضاعفه أضعافاً كثيرة﴾ (البقرۃ:۲۴۵) کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے گا تو وہ (اللہ) اس سے کئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گنا بڑھا کر دے گا؟' جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرض حسن ہے جو کبھی ضائع نہیں ہوگا' ﴿والله لا يضيع أجر المحسنين﴾

نیز جہاں خود بنفس نفیس نبی محترم ﷺ نے فیاضی کے دریا بہائے' اپنی امت کو بھی اس کی ترغیب و تعلیم دی' اور اس عظیم اجر کے حصول پر ابھارا' فرمایا: "اتقوا النار و لو بشق تمرة" (بخاری برقم: ۱۴۱۷' مسلم برقم: ۱۰۱۶) جہنم سے بچو گو کہ کھجور کی ایک گٹھلی سے ہی سہی۔

نیز فرمایا: "صنائع المعروف تقي مصارع السوء' و صدقة السر تطفئ غضب الرب' و صلة رحم تزيد في العمر" (المعجم الأوسط برقم: ۹۴۳' المعجم الکبیر برقم: ۷۹۳۹' مسند الشہاب از محمد القضاعی برقم: ۱۰۲' کنز العمال از ہندی برقم: ۱۵۹۶۶' مجمع الزوائد برقم: ۴۶۳۹' علامہ البانی نے اس کی سند کو "حسن لغیرہ" کہا ہے' دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب برقم: ۸۸۹' وصحیح الجامع برقم: ۳۷۹۶) ترجمہ: بھلائی کرنا' برائی کو روکتا ہے' چھپ کر صدقہ کرنا' رب کے غصہ کو مٹاتا ہے' اور صلہ رحمی عمر میں زیادتی کا باعث ہے۔

نیز خرچ کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنائی' فرمایا: "ان في الجنة غرفا يرى ظاهرها من باطنها و باطنها من ظاهرها' أعدها الله لمن أطعم الطعام و ألان الكلام و تابع الصيام وصلى بالليل و الناس نيام" (مسند احمد برقم: ۶۶۱۵' مستدرک حاکم برقم: ۲۷۰' المعجم الکبیر برقم: ۳۳۸۸' صحیح ابن حبان برقم: ۵۰۹' محقق صحیح ابن حبان شیخ ارناؤط نے اس کی سند کو "قوی" قرار دیا ہے' صحیح ابن خزیمہ برقم: ۲۱۳۷' السنن الکبری برقم: ۸۷۴۲' کنز العمال برقم: ۴۴۴۴۹' علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے' دیکھئے: صحیح الترغیب و الترہیب برقم: ۳۸۸۶' صحیح الجامع برقم: ۲۱۲۳' مشکاۃ المصابیح برقم: ۱۲۳۲)

یعنی جنت میں اتنے صاف وشفاف اور نظیف کمرے ہونگے کہ اندر سے باہر کا حصہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر آئے گا' اور باہر سے اندرونی حصہ' جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان افراد کیلئے تیار فرمایا ہے جو :دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں' اپنی باتوں میں نرم روی اختیار کرتے ہیں' کثرت سے روزہ رکھتے ہیں' اور ایسے وقت میں نماز ادا کرتے ہیں' جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

اسی پر بس نہیں بلکہ اس امر کی بھی خوشخبری سنائی کہ صدقہ کرنے والے روز قیامت ان سات خوش نصیبوں میں سے ایک ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہونگے جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا' فرمایا: ''سبعة يظلهم الله فى ظله يوم لاظل الاظله ..... و رجل تصدق بصدقةٍ فأخفاها حتى لاتعلم يمينه ما تنفق شماله .....(بخاری برقم: ۶۶۰ و۱۴۲۳' و۶۸۰۶ و مسلم: برقم :۱۰۲۱' ۲۴۲۷) سات قسم کے افراد ایسے ہونگے' جنہیں اللہ تعالیٰ (روزِ قیامت) اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ عنایت فرمائے گا' جس دن اس کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا .....اور وہ آدمی جس نے صدقہ (اتنا مخفی انداز میں کیا کہ) اس کے بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا دایاں ہاتھ کو معلوم نہ ہو سکے۔

صحابہ نبوت جنہوں نے جامعہ نبویہ (نبوی و مدنی یونیورسیٹی) سے فراغت حاصل کی تھی' اس تعلیم کو خوب خوب برتا' چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر۔ جو حرص اتباعِ سنتِ نبوی میں انتہائی معروف ہیں۔ ہر دن مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ ہی افطار کرتے تھے۔(بین یدی رمضان از در محمد أحمد المقدم ص/۱۰)

اس کا ایک عظیم مظہر یہ بھی ہونا چاہئے کہ ماہِ رمضان میں روزہ افطار کرانے کا خصوصی اہتمام ہونا چاہئے' نبی اکرم ﷺ نے اس کی ترغیب و تعلیم دی ہے' اور اجر عظیم اور حسن صلہ کا باعث قرار دیا ہے بلکہ اسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب گردانا ہے' فرمایا: ''من فطر صائما كان له مثل أجره من غير أن ينقص من أجره شيئا '' (مسند أحمد برقم: ۱۷۰۳۳' وقال المحقق شعيب أرناؤط: ''حسن بشواهده'' ترمذی برقم: ۸۰۷' ابن ماجہ برقم: ۱۷۴۶' المعجم الأوسط برقم: ۱۰۴۸' المعجم الکبیر برقم: ۵۱۳۰' صحیح ابن حبان برقم: ۳۴۲۹'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقال المحقق شعیب أرناؤط: ''اسنادہ صحیح'' السنن الکبری برقم: ۷۹۲۷، دارمی برقم: ۱۷۰۲، علامہ البانی نے بھی اس کی سند صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب برقم: ۱۰۸۷، صحیح الجامع برقم: ۶۴۱۵، مشکاۃ المصابیح برقم: ۱۹۹۲) جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا، اس کیلئے اس (روزہ دار) کے بقدر اجر ہے، بغیر اس کے کہ اس کے اجر وثواب میں کوئی کمی ہو۔

مملکتِ سعودی عرب میں اس اجر عظیم کے لوٹنے کیلئے مسجدوں اور راستوں میں قابل رشک انتظام کیا جاتا ہے، مسجد نبوی میں تو عجیب وغریب اور قابل صد رشک ماحول دیکھنے کو ملتا ہے، مسجد نبوی کی زیارت کرنے والوں نے اسے مشاہدہ کیا ہوگا کہ چھوٹے چھوٹے بچے وضوخانے کے پاس متعین ہوتے ہیں، جو وضوخانے سے نکلنے والے ہر ایک کو اپنے دسترخوان پر لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔

سبحان اللہ! آج کے اس دور میں بھی یہ ضیافت ومیزبانی، قربان جانے کو دل چاہتا ہے۔

یہاں اس بات کی طرف اشارہ مناسب ہے کہ بعض حضرات یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ صدقہ وخیرات کا مال ہے، صاحبِ استطاعت کو اس میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔

یہ انتہائی غلط، بے بنیاد اور گھٹیا سوچ ہے، معلومات کیلئے اتنا عرض کردینا ضروری ہے کہ یہ صدقہ وخیرات نہیں بلکہ یہ وہی جذبۂ عمل ہے، جو حدیثِ رسول ﷺ میں وارد ہوا ہے، کہ جو کسی روزہ دار کو افطار کرائے گا اسے اسی کے بقدر اجر وثواب ملے گا، ساتھ ہی یہ بھی واضح فرمادیا کہ اس کے (روزہ دار کے) اجر وثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی، اور ہر شخص کی خواہش وتمنا ہوتی ہے کہ وہ یہ فضیلت پالے۔

نیز حدیث کے الفاظ ''من فطّر صائما'' میں عمومی طور پر ''روزہ دار'' کی بات کہی گئی ہے، وہ روزہ دار چاہے امیر ہو یا غریب، وہ شریک ہوسکتا ہے، اور کسی کو بھی شریک کیا جاسکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم میں سے وہ کون شخص ہے جسے اس بات کی خواہش نہیں ہوگی کہ اسے دوہرا اجر ملے' یہ ایک رمضان میں دوہرا رمضان کا اجر کمانے کا ایک عظیم ذریعہ ہے' اسے پانے کی ہر صاحبِ استطاعت کو کوشش کرنی چاہئے۔

دوسری طرف اپنے برِصغیر ہندو پاک میں اربابِ ثروت واصحابِ دولت کے یہاں جو سرد مہری دیکھنے کو ملتی ہے' وہ قابلِ صد افسوس ہے' اس طرح کی آیات و احادیث انہیں دعوتِ فکر وعمل پیش کرتی ہیں' انہیں اپنے مال و دولت' سلطنت و حشمت کا قدر واحترام کرنا' اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹانا چاہئے' کیونکہ یہ مال جو اس کے زیرِ ملکیت ہے' درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عام مقامات میں ﴿و مما رزقناهم ينفقون﴾ فرمایا ہے کہ ,,جو ہم نے عطا کیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں'' جس کی حکمت و مصلحت یہ ہے کہ اربابِ دولت و ثروت یہ باور کریں کہ یہ ہمارا مال نہیں بلکہ یہ اس رب الارباب کا دیا ہوا مال ہے' جس کی راہ میں ہم خرچ کر رہے ہیں' اور ہمیشہ و مدام یہ ذہن نشین رہے کہ مولائے کریم جب چاہے' اس سے یہ نعمت سلب کر سکتا ہے' اسے اس پر تکبر اور اترانا نہیں چاہئے۔

تاریخ کے سینے میں اس طرح کے بیشمار واقعات مدفون ہیں' جن سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے اربابِ دولت وثروت کو کاسۂ گدائی لئے پھرتے رہنے پر مجبور ہونا پڑا' اور کتنے اربابِ فقر وفاقہ تونگر و مالدار کر دئے گئے' یہ اللہ تعالیٰ کی کرشمہ سازی ہی کہنا چاہئے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فأما الإنسان إذا ما ابتلاه ربه فأكرمه و نعمه فيقول ربي أكرمن ٥ و أما إذا ما ابتلاه فقدر عليه رزقه فيقول ربي أهانن كلا بل لا تكرمون اليتيم و لا تحاضون على طعام المسكين ٥ و تأكلون التراث أكلا لما ٥ و تحبون المال حبا جما﴾ (الفجر: ۱۴-۲۰) انسان کا یہ حال ہے' کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت ونعمت دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے' کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا اور جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اس کو آزماتا ہے اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ مرے رب نے میری اہانت کی' ایسا ہرگز نہیں' بلکہ بات یہ ہے کہ تم (ہی) لوگ یتیموں کی عزت نہیں کرتے' اور مسکینوں کے کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے اور (مردوں کی) میراث سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو' اور مال کو جی بھر کر عزیز رکھتے ہو

(کیا وہ حضرات جنہیں اللہ تعالیٰ نے (ممکن ہے) صرف آزمائش و ابتلاء کیلئے اس دنیا میں چند کوڑیاں دے رکھی ہیں' اس حقیقت پسندانہ امر پر غور و تامل فرمانے کی زحمت کریں گے)

جب انفاق و داد و دہش کے اس قدر فضائل و برکات ہیں اس تو ماہِ متبرک میں جود و سخا کی برکت و فضیلت کا کیا کہنا؟

لہذا مرد مومن کو چاہئے کہ اس ماہ میں خوب خوب انفاق و تصدق کا مظاہرہ کرے۔

(۲۲) ماہِ رمضان' قرآن کریم کے نزول اور قرآن کے دور کا بھی مہینہ ہے ۔

یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان کی ۲۴ رویں تاریخ میں لوح محفوظ سے اتارا' پھر آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ بوقت ضرورت اتارا جاتا رہا' جیسا کہ حضرت واثلۃ بن اسقع ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''أنزلت صحف إبراهيم عليه السلام فی أول ليلة من رمضان و أنزلت التوراة لست مضين من رمضان و الإنجيل لثلاث عشرة خلت من رمضان و أنزل القرآن لأربع و عشرين خلت من رمضان'' (مسند أحمد برقم: ۱۶۹۸۴' البتہ مسند أحمد کے محققین نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے تاہم محدث عصر علامہ البانی نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے' السلسلۃ الصحیحۃ برقم: ۱۵۷۵) یعنی ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے اول رمضان کو اتارے گئے' تورات ۶ رمضان کو' انجیل ۱۳ رمضان کو اور قرآن کریم ۲۴ رمضان کو اتارا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿شهر رمضان الذی أنزل فيه القرآن هدى للناس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و بینات من الهدی و الفرقان ﴾(البقرۃ:۱۸۶)یعنی ماہِ رمضان میں قرآن اتارا گیا' جو لوگوں کیلئے باعثِ ہدایت ہے اور ہدایت وفرقان کی واضح نشانیاں موجود ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿إنا أنزلناه في ليلة القدر ﴾(القدر:۱)ہم نے اس (قرآن کو) شب قدر میں اتارا ہے

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿إنا أنزلناه في ليلة مباركة إنا كنا منذرين فيها يفرق كل أمر حكيم ﴾(الدخان:۳)ہم نے اسے (قرآن کو) ایک مبارک رات میں اتارا ہے' ہم ہی ہیں ڈرانے والے' اس میں ہر حکمت والے امر کا فیصلہ ہوتا ہے۔

قرآن کیا ہے؟ اس کے برکات کیا ہیں؟ قرآن اور ماہِ رمضان کا آپسی رشتہ کیا ہے؟ اور اس حوالہ سے مختصر تفصیل آئندہ صفحات میں مطالعہ فرما سکیں گے۔

یہی ماہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ جس عظیم شخصیت پر قرآن اترا' حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ دور فرماتے تھے (بخاری برقم:۱۹۰۲' و برقم:۳۲۲۲۰' و برقم:۳۵۵۴' و برقم:۴۹۹۷' و مسلم برقم:۲۳۰۸)۔

(۲۴) ماہِ رمضان اعتکاف کا مہینہ بھی ہے' جس میں بندۂ مسلم و مؤمن اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی' خوشنودی' اور طاعت و ریاضت کیلئے مساجد و بیوت اللہ میں گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے' تا کہ وہ اللہ کا قرب حاصل کر سکیں' اور اسے جنت کی بھینی بھینی خوشبو محسوس ہو سکے' خود نبی اکرم ﷺ اس ماہ کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا' آپ ﷺ کے بعد یہ عمل ازواج مطہرات میں جاری و ساری رہا (بخاری برقم: ۲۰۲۶' و مسلم برقم ۱۱۷۲)

آپ ﷺ نے اپنی پوری حیات طیبہ میں دس دن کا اعتکاف فرمایا' اپنی وفات کے سال آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا' اسی طرح ہر سال قرآن کا حضرت جبریل علیہ السلام۔ کے ساتھ ایک بار دور فرمایا کرتے مگر' اپنی وفات کے سال میں آپ ﷺ نے دو بار دور فرمایا'' (بخاری برقم:۲۰۴۴ و برقم:۴۹۹۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۴) یہ ماہ عبادت وریاضت اور تعبدِ الٰہی میں خوب خوب محنت ومشقت کا مہینہ ہے، جس میں خود آپ ﷺ عبادت وطاعت میں خوب خوب محنت فرمایا کرتے، خاص کر آخری عشرہ میں اس قدر عبادت میں مشغول ہوتے جس قدر کسی دوسرے ایام وماہ میں نہیں، مائی عائشہ۔رضی اللہ عنہا۔کا بیان قابل صد رشک ہے، فرماتی ہیں: ''کان رسول اللہ ﷺ یجتهد فی العشر الأواخر ما لا یجتهد فی غیره'' (مسلم برقم: ۱۱۷۵، ابن ماجہ برقم: ۱۷۶۷، مسند أحمد برقم: ۲۴۹۵۷) یعنی رسول اللہ ﷺ آخری عشرہ میں اس قدر عبادت کا اہتمام فرماتے تھے جتنا کسی دوسرے ماہ میں نہیں۔

نیز فرمایا: ''إذا دخل العشر الأواخر أحیا لیله، و أیقظ أهله، و جدّ و شد المئزر'' (بخاری برقم: ۲۰۲۴، ومسلم برقم: ۱۱۷۴) جب آخری عشرہ آتا تو پوری رات جاگتے، اپنے اہل وعیال اور بچوں کو بھی جگاتے، محنت کرتے، اور (عبادت کے لئے) کمر کس لیتے۔

''و شد المئزر'' کا مفہوم بعض علماء نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس عشرہ میں اپنی ازواج مطہرات سے کنارہ کشی اختیار فرمالیتے۔ (دیکھئے: شرح نووی: ۸/۱۷۱، عون المعبود از عظیم آبادی: ۴/۱۷۶، مرعاۃ المفاتیح از شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری: ۷/۲۶۹)

(۲۵) ماہِ رمضان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ بغیر کسی عذر معقول روزہ چھوڑ دینا عام روزوں کی طرح نہیں بلکہ اس کا گناہ عظیم ہے، اور سخت بھی، نبی اکرم ﷺ کا یہ خواب ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

میں سویا ہوا تھا کہ دو آدمی میرے پاس تشریف لائے، اور ایک زبردست اونچے پہاڑ پر لے گئے اور فرمایا اس کے اوپر چڑھو، میں نے عرض کیا، میں تو نہیں چڑھ سکتا، عرض کیا: میں اسے تمہارے لئے آسان کئے دیتا ہوں، جب میں چڑھا تو میں نے عجیب وغریب آواز سنی، میں نے عرض کیا: یہ کس کی اور کیسی آواز ہے؟ کہا گیا، یہ جہنم والوں کی آواز ہے، پھر ہم تھوڑا سے آگے بڑھے، تو کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا جو اپنی ٹانگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پکڑ کر لٹکے ہوئے ہیں' ان کے جبڑے چیر دئے گئے ہیں' اور ان کے جبڑوں سے خون رس رہا ہے' میں نے عرض کیا' یہ کون لوگ ہیں' (جنہیں اس قسم کی سزا سے دوچار کیا جا رہا ہے) جواباً عرض کیا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ نہیں رکھتے تھے" (مستدرک حاکم برقم: ۱۵۶۸' و برقم: ۲۸۳۷' صحیح ابن حبان برقم: ۴۹۱۷' صحیح ابن خزیمہ برقم: ۱۹۸۶' السنن الکبری برقم: ۸۲۶۳' المعجم الکبیر برقم: ۸۶۶۷' علامہ البانی نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے السلسلۃ الصحیحۃ برقم: ۳۹۵۱' صحیح الترغیب برقم: ۱۰۰۵)

امام ذہبی۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: "عند المؤمنين مقرر أن من ترك صوم رمضان من غير مرض و لاغرض أنه شر من الزاني و مدمن الخمر' بل يشكون في اسلامه و يظنون به الزندقة" (کتاب الکبائر ص/۶۴) یعنی ایمان والوں کے یہاں یہ طے شدہ امر ہے کہ جس نے رمضان کے روزے بغیر کسی مرض یا عذر کے ترک کر دئے وہ زنا کار اور شراب خور سے بھی زیادہ برا ہے' بلکہ اس کا اسلام مشکوک ہے' اور وہ کافر بھی ہو سکتا ہے۔

روزے کے فوائد اور اس کی حکمتیں

بلاشبہ روزے اپنے پہلو میں بیش بہا فوائد' کثیر حکمتیں' عظیم منافع' اور بیشتر مصلحتیں رکھتے ہیں' کیونکہ یہ روزہ اللہ رب العالمین کا فرض کردہ ہیں' اور اس عظیم ذات کا ایک وصفی نام "حکیم" بھی ہے' یعنی حکمت والا۔

ہم اسلامیان عالم اور حاملان شریعتِ غراء کا یہ عقیدہ ہے کہ رب ذوالجلال و الاکرام کوئی بھی امر جب صادر فرماتا ہے' تو اس کے پیچھے بیش بہا فوائد' اور عظیم مقاصد عوامل و محرکات کارفرما ہوتے ہیں' یہ بھی عقیدہ نہاں خانۂ دل میں جاں گزیں ہونا ضروری ہے کہ' اللہ تعالی کا ہر حکم کسی مصلحت سے خالی نہیں' اس کی کچھ نہ کچھ مصلحتیں ہوں گی' اور یہ بھی کہ اللہ تعالی کو قطعاً یہ منظور نہیں' کہ بندہ بھوک و پیاس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تڑپتا رہے اور یہ کوئی عبادت شمار ہو مگر درحقیقت ایسا حکم دے کر اللہ تعالیٰ بندوں کی منفعت چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سالانہ یہ جشنِ عبادت فرض قرار دیا ہے ضرور اس کے عوامل محرکات فوائد منافع مصالح اور مقاصد ہوں گے کہ "حکیم" کا ہر ہر حکم مصلحت و منفعت پر مبنی ہوا کرتا ہے گو کہ ہم بندگانِ کم عقل و ناقص خرد ان کا ادراک نہ کر سکیں۔

ذیل میں آیئے ملاحظہ کرتے ہیں کہ ان روزوں کے کیا مقاصد و فوائد ہیں اور کیا ہم ان سے مستفید ہو سکتے ہیں اور فیضیاب ہو رہے ہیں؟:

(۱) روزہ تقویٰ شعاری پرہیز گاری اور خشیتِ ربانی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ نفس انسانی کھانے پینے اور شہواتِ نفس۔ اگر تعبیر صحیح ہو تو۔ کا غلام ہے اور ان کے حصول کیلئے ہر کچھ کر گزرنے کا جتن کرتا ہے اور اس کیلئے ہر ممکن کوشش بروئے کار لاتا ہے مگر روزہ کے بعد جب کھانے پینے اور تکمیلِ خواہشاتِ نفسانی سے رکا رہتا ہے تو آہستہ آہستہ یہی نفس حرام امور سے بچنے اور حرام امور کے ارتکاب کرنے سے پرہیز کرنے لگتا ہے اور یہی مقصودِ الٰہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یا أیها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾ (البقرۃ:۱۸۳) اے ایمان والو! تمہارے اوپر رمضان کے روزے اسی طرح سے فرض قرار دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض قرار دیئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ والے بن جاؤ۔

اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ,,من لم یدع قول الزور و العمل به والجهل فلیس لله حاجة فی أن یدع طعامه و شرابه "(بخاری برقم:۱۹۰۳) یعنی جو (روزہ رکھ کر بھی) جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا اور جہالت نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کرے۔

(۲) روزہ نعمتوں پر شکر گزاری کا بھی ایک عظیم ذریعہ ہے چنانچہ ایک روزہ دار مخصوص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایام میں جب رزق کی فراوانی اور وسعت کے باوصف بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے' تو اسے خالقِ حقیقی اور مالکِ عظیم کی یاد آتی ہے' جس نے اسے نوع بہ نوع کی نعمتوں سے نواز رکھا ہے' نتیجہ وہ بارگاہِ لم یزل ولا یزال میں سجدہ شکر بجالانے پر مجبور ہو جاتا ہے' اور کئی بار اسے فرمان باری تعالیٰ: ﴿ لئن شکرتم لأزیدنکم و لئن کفرتم فإن عذابی لشدید ﴾ (ابراہیم:۷) (یعنی اگر تم شکر کرو گے' تو مزید عطا کروں گا' اور اگر ناشکری کرو گے تو (سمجھ لو کہ) میرا عذاب بھی انتہائی سخت ہے) کی صداقت وحقانیت پر یقین ہو ہو جاتا ہے' چنانچہ جب افطار کرتا ہے' اور لذتِ آبِ بارد سے شاد کام ہوتا ہے تو انتہائی لذت محسوس کرتا ہے۔

(۳) ایک روزہ دار صبح سے شام تم تک تقریباً ۱۲ر گھنٹے بھوک و پیاس کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے' نتیجتاً یہ بھوک و پیاس اس شہوانی جذبات' اور نفسانی خواہشات کو کم کر دیتا ہے' کیونکہ نفس جب آسودہ خاطر ہو تو یہ آسودگی اسے شہوات کی طرف موڑ دیتی ہے' اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے یہ عظیم علاج اور نسخہ کیمیا تجویز فرمایا' کہ جسے شادی کی طاقت نہ ہو اسے روزہ رکھنا چاہئے' فرمایا: ''یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فإنه أغض للبصر و أحصن للفرج فمن لم یستطع فعلیه بالصوم فإنه له وجاء'' (بخاری برقم:۱۹۰۵' مسلم برقم:۱۴۰۰) یعنی نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جس کسی کو نان ونفقہ اور قوت جماع ہو اسے شادی کر لینا چاہئے کیونکہ شادی کرنے سے نگاہیں پست اور شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے' اور جسے اس کی طاقت نہ ہو اسے روزہ رکھنا چاہئے' کیونکہ روزہ خواہشاتِ نفسانی کو توڑ دیتا ہے۔

(۴) ایک روزہ دار صبح سے شام تک تقریباً ۱۲ر گھنٹے بھوک و پیاس کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے' حالانکہ اس کے پاس' مال و دولت' جاہ وحشمت' ثروت وسلطنت کا افراط ہوتا ہے' اگر وہ چاہے تو ان مشروبات و ماکولات سے کام و دہن کو شاد کام کر سکتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے' مگر رضاءِ الٰہی کی طلب اس کے اس امر کی تکمیل میں مانع ہوتی ہے' جہاں وہ اپنے اوپر لدی ہوئی اللہ کی نعمتیں یاد کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے' کہ کتنے ایسے لوگ ہیں جو ان نعمتوں سے محروم ہیں' تلاش بسیار کے باوجود بھی انہیں یہ چیزیں نہیں مل پاتی۔

(۵) روزہ صبر و تحمل اور ضبط و شکیبائی کا بھی ایک اہم سبب ہے۔ اندازہ فرمائیں! ماہِ رمضان میں ایک روزہ جب تقریباً ۱۲ گھنٹے بھوک و پیاس کی تکلیفیں برداشت کر سکتا ہے تو کیا سال کے بقیہ ایام میں برداشت نہیں کر سکتا؟ ایک روزہ دار اگر ماہِ رمضان میں تقریباً ۱۲ گھنٹے غلط امور سے اجتناب کر سکتا ہے' تو کیا غیر رمضان میں ان امور بے راہ روی سے اجتناب نہیں کر سکتا ہے؟ یقیناً برداشت کر سکتا ہے' مگر۔

اولوالعزمان ہمت کام جب کرنے پہ آتے ہیں

تعجب ایسے اشخاص پر ہوتا ہے جو ۱۲ گھنٹے بھوک پیاس برداشت کرتے ہیں' سگریٹ نوشی تک سے بھی اجتناب کر لیتے ہیں' مگر جوں ہی افطار سے فارغ ہوتے ہیں' ان امور کی طرف لپک کر اس طرح بھاگتے ہیں' جیسے شیطان کھدیڑا جاتا ہو۔

(۶) روزہ سے دل میں ذکر و فکر کا ملکہ پیدا ہوتا ہے' کیونکہ تناول شہوات باعثِ غفلت ہوا کرتا ہے' ایسا بھی ہو سکتا ہے' کہ اس سے دل سخت ہو جائے' اور حق سے نابینا' اور انسان ذکر و فکر سے یکسر دور ہو جائے' برخلاف اس کے کہ انسان کا پیٹ خالی ہو' اس کے بطن میں کچھ نہ ہو' تو بلاشبہ اس سے دل منور ہوتا ہے' درشتی قلب زائل ہو جاتی ہے' اور اسے ذکر و فکر کیلئے مجبور کرتی ہے (دیکھئے: لطائف المعارف: ص/۲۹۱)

(۷) روزہ سے دلوں کو کنٹرول کرنے' اور اس پر قابو پانے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے' انسان جدھر چاہے' اپنے آپ کو موڑ سکتا ہے' جس امر پر چاہے' اسے مجبور کر سکتا ہے' جو بلاشبہ دین و دنیا کی سعادت کا ضامن ہے' گویا آپ کہہ سکتے ہیں کہ روزہ ,,کنٹرولر پاور'' کی حیثیت رکھتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۸) روزہ رکھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے نفس انسانی کا بڑکپن' تکبر' اور غرور و گھمنڈ جاتا رہتا ہے۔

(۹) فقراء و مساکین سال بھر تقریباً ۲۴ گھنٹے بھوک و پیاس برداشت کرتا ہے' ایک روزہ دار جب تقریباً ۱۲ گھنٹے بھوک و پیاس کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے' تو اسے یہ امر مساکین و فقراء پر رحمت' شفقت' عطوفت و حنان اور ہمدردی پر ابھارتا ہے' چنانچہ وہ ان کے ساتھ احسان کرنے' اور ان کے ساتھ ہمدردی برتنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

(۱۰) فقراء جس طرح بھوک و پیاس کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں' ایک روزہ دار اسی طرح سے تقریباً ۱۲ گھنٹے بھوک و پیاس کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے' جس سے اس کا اللہ تعالیٰ کے یہاں مقام و مرتبہ بلند ہوتا ہے۔

(۱۱) روزہ سے بھوک و پیاس کی تکلیفوں کی وجہ سے خونی رگیں کمزور ہوتی ہیں' نتیجتاً شیطانی چالیں ماند پڑ جاتی ہیں' کیونکہ شیطان انسان میں تو اس طرح دوڑتا ہے' جس طرح خون جسم و بدن میں دوڑتا رہتا ہے' حدیث میں آتا ہے کہ ایک روز حضرت صفیہ۔ رضی اللہ عنہا۔ آپ ﷺ کی زیارت کیلئے مسجدِ نبوی میں آئیں' آپ ﷺ انہیں رخصت کرنے کیلئے باہر آئے تو آپ نے دو انصاری صحابیوں کو دیکھا' آپ نے فرمایا: ''علی رسلکما فإنها صفیة'' سنبھل کر یہ صفیہ ہیں' انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ کے بارے میں تو گمان بھی نہیں ہو سکتا ہے' تو آپ نے فرمایا: إن الشیطان یجری من الإنسان مجری الدم' (بخاری برقم: ۲۰۳۵' مسلم برقم: ۲۱۷۵) شیطان انسان میں ویسے ہی دوڑتا ہے' جیسے خون انسان میں۔

(۱۲) انسان کے اوپر ضروری ہے کہ وہ تین طرح سے صبر کرے' (۱) اللہ کی اطاعت و ریاضت پر صبر (۲) اللہ کے حرام کردہ امور سے اجتناب پر صبر (۳) اور اللہ کی طرف سے طے کردہ آلام و مصائب پر صبر اور روزہ میں یہ تینوں اقسام موجود ہیں' چنانچہ ایک روزہ دار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی اطاعت و بندگی پر روزہ رکھ کر صبر کرتا ہے' جو چیزیں حرام ہیں' ان سے اجتناب کر کے بھی ایک روزہ دار صبر و شکیبائی بجالاتا ہے' اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے آلام مقدر کئے ہیں تقریباً ۱۲ گھنٹے بھوک و پیاس کی تکلیفیں برداشت کر کے ان آلام پر بھی صبر کرتا ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کو بلا حد و حساب اجر کی خوشخبری سنائی ہے' فرمایا: ﴿إنما يوفى الصابرون أجرهم بغير حساب﴾ (الزمر:۱۰) صبر کرنے والوں کو بغیر حساب اجر سے پورا پورا نوازا جائے گا' اور نبی اکرم ﷺ نے اسے صبر کا مہینہ قرار دیا ہے۔

(۱۳) طبی نقطہ نظر سے روزہ رکھنے میں بیشمار فوائد مضمر ہیں' چند ایک کا تذکرہ یہاں مفید مطلب ہوگا (ان شاء اللہ)

(۱) روزہ سال بھر جمع شدہ فضلات کو خارج کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۲) روزہ دار شوگر کے مرض سے کافی حد تک محفوظ رہتا ہے۔

(۳) روزہ جسمانی مرض (موٹاپا) کو بھی کم کرتا ہے۔

(۴) روزہ رکھنے سے خون کے اندر کولسٹرول کے اضافہ سے بھی انسان محفوظ رہتا ہے۔

(۵) روزہ خون کا دوران اور قلب کے نشاط کا بھی باعث ہے۔

(۶) کلیجہ' تلی' اور اعمال ہاضمہ کو بھی روزہ نشیط کرتا ہے۔

(۷) جسمانی اعضاء میں پڑنے والی تکالیف کو بھی روزہ کم کرتا ہے' کیونکہ مدت صیام میں ان جسمانی اعضاء کو راحت و آرام کا سامان بہم ملتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزۂ ماہِ رمضان کی فرضیت کے درجات و مراتب (GRADES):

اَولاً: ماہِ رمضان کے صیام کا حکم:

ماہ رمضان کے روزے کتاب وسنت اور عقل ونقل کے اعتبار سے فرض ہیں اور دین اسلام کا ایک رکن بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ یا أیها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون أیاماً معدودات ﴾ (البقرۃ:۱۸۳)

یعنی اے ایمان والو! روزے تمہارے اوپر ٹھیک اسی طرح فرض قرار دئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن سکو گنے ہوئے چند دن۔

نیز فرمایا: ﴿ فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ﴾ (البقرۃ:۱۸۵) ترجمہ: تو جو تم میں سے مہینہ پائے تو اسے روزہ رکھنا چاہئے نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: " أتاکم رمضان شهر مبارك فرض الله عز و جل صیامه تفتح فیه أبواب السماء و تغلق فیه أبواب الجحیم و تغل فیه مردة الشیاطین " (نسائی برقم:۲۱۰۶، صحیح الترغیب برقم:۹۹۹، صحیح الجامع برقم:۵۵، المشکاۃ برقم:۱۹۶۲ من حدیث ابو ہریرہ) تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آیا ہے جو انتہائی مبارک مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض قرار دئے ہیں اس میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور سرکش شیطان قید وبند کی پر صعوبت زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

نیز فرمایا: " بنی الاسلام علی خمس: شهادة ألا اله الا الله و أن محمداً رسول الله و اقام الصلاة و ایتاء الزکاة و صوم رمضان و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج بیت اللہ من استطاع الیه سبیلاً "(بخاری برقم:(۸)وبرقم:۴۵۱۴' مسلم برقم:(۱۹)من حدیث ابن عمر۔رضی اللہ عنہما) یعنی اسلام کی بنیاد پانچ امور پر رکھی گئی ہے'اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی بھی معبودِ حقیقی نہیں ہے'اور محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں'نماز قائم کرنا'زکاۃ ادا کرنا'رمضان کے روزے رکھنا'اوِاستطاعت کی بنیاد پر اللہ کے گھر کی زیارت (حج) کرنا۔

اس معنی کی اس قدر احادیث بطونِ سنت میں موجود ہیں کہ ان کا استقصاء اس جیسی مختصر سی کتاب میں نہیں کیا جاسکتا' نہ ہی ہمارا یہ مقصود ہے۔یہاں ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ امت اسلامیہ کے جملہ علماء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ماہِ رمضان کے روزے فرض اور واجب ہیں'اس کا تارک ومنکر اسی طرح سے دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے جس طرح تارک صلاۃ اور منکر صلاۃ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔رحمہ اللہ۔فرماتے ہیں:"اذا أفطر فی رمضان مستحلا لذلك و هو عالم بتحريمه استحلالا له وجب قتله و إن كان فاسقاً عوقب عن فطره رمضان "(مجموع فتاوی ۲۵/۲۶۵)ترجمہ:اگر کسی نے ماہِ رمضان میں حلال جان کر اور حرام جاننے کے باوجود روزہ چھوڑ دیا تو اس کا قتل واجب ہے'اور اگر وہ فاسق ہے تو رمضان کا روزہ چھوڑنے پر اسے سزا دی جائے گی۔

پندرہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی آج تک یہ اجماع قائم ہے کہ ماہِ رمضان کے روزے فرض وواجب ہیں'اور بغیر عذر شرعی اس کا ترک کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔

ثانیاً:فرضیت صیام کے درجات(GRADES):

یہ سب کو معلوم ہے کہ صحابۂ کرام جو ابھی ابھی نئے نئے دامن اسلام سے وابستہ ہوئے تھے'جو ایک لمبی مدت تک عبادت کے مفہوم سے نا آشنا اور ناواقف تھے'اسلام کی یسر و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سماحت اور آسانی اور تیسیر کے برعکس یہ امر تھا کہ ایک ہی لحہ سارے فرائض وواجبات اتار دئے جائیں اور لوگوں کے گلے کی ہڈی سے نہ اتر سکیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی تیسیر و تسہیل کا پہلو سامنے رکھا اور اس وقت تک رمضان کے روزے فرض قرار نہیں دئے جب تک کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام' دین اسلام' اور عبادت وتوحید کی محبت سرایت نہیں ہوگئی' چنانچہ جب توحید وسنت' اور مسائل صلاۃ (نماز) لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئے تو مدینہ سنہ ۲ میں اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے فرض قرار دئے۔

اس کے درجات درج ذیل تھے:۔

(۱) ماہِ رمضان کے روزے کی فرضیت سے قبل ماہِ محرم میں عاشورہ کے روزے فرض تھے' جب ماہِ رمضان کے روزے کی فرضیت کا حکم نازل ہوا تو یہ روزہ مستحب قرار دیا گیا' جیسا کہ حدیث میں آتا ہے' کہ جس کا دل چاہے رکھے اور جس کا دل چاہے اسے چھوڑ دے۔

(۲) پھر جب رمضان کے روزے فرض قرار دئے گئے تو یہ اختیار دیا گیا کہ یا تو روزے رکھے یا ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائے' مگر روزہ رکھنے کی ترغیب دلائی گئی' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿یا أیها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ☆ أیاما معدودات فمن کان منکم مریضاً أو علی سفر فعدة من أیام أخر و علی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین فمن تطوع خیراً فهو خیر له وأن تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون﴾ (البقرۃ:۱۸۴) اے مومنو! تمہارے اوپر روزے فرض قرار دئے گئے جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض قرار دئے گئے تھے' تاکہ تم تقوی اختیار کرو' چند دن ہی ہیں' لیکن تم میں سے جو مریض یا مسافر ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پورا کرلے' اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیں لہٰذا جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کیلئے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو۔

(۳) تیسرے مرحلے میں روزے فرض تو قرار دیے گئے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ مگر اتنا ہوتا تھا کہ روزہ دار اگر کھانے سے قبل سو جاتا تھا تو دوسری رات تک کھانا پینا اس پر حرام ہو جاتا تھا (دیکھیے: زاد المعاد: ۳۱/۲)

(۴) اس کے بعد آخری مرحلے میں وجوبی حکم نازل ہوا جو صبح قیامت تک باقی رہے گا' کہ طلوع فجر صادق سے غروبِ شمس تک روزہ رکھنا ہے' اور اس مرحلے نے گزشتہ سارے مراحل منسوخ قرار دیا (دیکھیے: زاد المعاد: ۳۱/۲) یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عن البراء بن عازب ـ رضی الله عنه ـ قال كان أصحاب رسول الله ﷺ اذا كان الرجل صائماً فحضر الافطار فنام قبل أن يفطر لم يأكل ليلته و لا يومه حتى يمسي و إن صرمة بن قيس الأنصاري كان صائماً و كان يومه إذ ذاك يعمل في أرضه فلما حضر الافطار أتى امرأته فقال لها: أعندك طعام قالت: لا و لكن أنطلق فأطلب لك فغلبته عينه فنام فجائته امرأته فلما رأته قالت: خيبةً لك فلما انتهى النهار غشي عليه فذكر ذلك للنبي ﷺ فنزلت هذه الآية: ﴿أحل لكم ليلة الصيام الرفث الى نسائكم﴾ ففرحوا بها فرحاً شديداً فنزلت: ﴿كلوا و اشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر ثم أتموا الصيام الى الليل﴾ (بخاری برقم: ۱۹۱۵، ۱۸۱۶) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصۂ ترجمہ:

۔ براء بن عازب فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام اگر افطار سے قبل سو جاتے تھے تو نہ اس رات کو کھاتے تھے نہ دن کو یہاں تک کہ دوسری شام ہو جاتی' حضرت قیس بن صرمہ انصاری ایک محنتی شخص تھے' ایک دن بحالتِ روزہ اپنی زمین میں دن بھر کام کرکے شام کو گھر آئے' اپنی زوجہ محترمہ سے کھانا طلب کیا' وہ پکانے میں مصروف ہو گئیں' آپ تھکے ہوئے تھے' آنکھ لگ گئی' کھانا تیار کرکے جب آپ کو جگایا گیا تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا' کیونکہ ان دنوں سو جانے والوں کیلئے کھانا پینا ممنوع ہو جاتا تھا چنانچہ کھائے پیئے بغیر دوسرے دن بھی روزہ رکھ لیا آپ کمزوری کے سبب بیہوش ہو گئے چنانچہ آپ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی: ترجمہ آیت: روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لئے حلال کیا گیا) اس سے انہیں بہت زیادہ خوشی ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی: تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے پھر رات تک روزے کو پورا کرو۔

ماہِ رمضان کے ثبوت کے طریقۂ کار

ماہِ رمضان کے ثبوت کی یقینی معرفت کیلئے شریعتِ مطہرہ نے انتہائی سخت ترین شرط متعین کی ہے' جب تک وہ شرط بدرجہ اتم نہیں پائی جاتی' ماہِ رمضان کا دخول متصور نہیں ہوتا چنانچہ کبھی ایک شخص کی شہادت' اور بعض موقعہ پر دو اشخاص کی شہادت قرار پائی' یا پھر ماہِ شعبان کے تیس دن کی تکمیل قابلِ اعتبار رہی' اور یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس کی تعلیم دی' اور صحابۂ کرام نے اسے خوب خوب برتا' خود نبی محترم ﷺ ماہِ شعبان کے چاند دیکھنے کا خوب خوب اہتمام فرماتے تھے' مائی عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں:

"کان رسول اللہ ﷺ یتحفظ من شعبان مالا یتحفظ من غیرہ ثم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یصوم لرؤیة رمضان فإن غمّ علیه عدّ ثلاثین یوما ثم صام" (ابوداؤد برقم: ۲۳۲۵، علامہ البانی نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ماہِ شعبان کے چاند دیکھنے کا اتنا اہتمام فرماتے تھے، جتنا کسی دوسرے ماہ کا نہیں، پھر رؤیت کی بنیاد پر روزہ رکھتے تھے، اگر ابر آلود ہو جاتا تو تیس دن شمار کرتے، پھر روزہ رکھتے۔

نیز فرمایا: "أحصوا هلال شعبان لرمضان" (ترمذی برقم: ۶۸۷، علامہ البانی نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: السلسلة الصحیحة برقم: ۵۶۵) یعنی ماہ رمضان کیلئے شعبان کا چاند گنا کرو

نیز فرمایا: "لاتصوموا قبل رمضان صوموا لرؤیته و أفطروا لرؤیته فإن حالت دونه غیایة فأکملوا ثلاثین یوماً" (صحیح ترمذی (البانی) برقم: ۶۸۸) یعنی رمضان سے قبل روزہ نہ رکھا کرو، چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو، اور چاند دیکھ کر عید مناؤ، اگر ابر آلود ہو جائے، تو تیس دن (تیس کی گنتی) مکمل کرو۔

نیز فرمایا: "صوموا لرؤیته و أفطروا لرؤیته فإن غبی علیکم فأکملوا عدة شعبان ثلاثین" (بخاری برقم: ۱۹۰۹، مسلم برقم: ۱۰۸۱) یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو، اور چاند دیکھ کر عید مناؤ، اگر ابر آلود ہو جائے (اور رؤیت نہ ہو) تو تیس دن مکمل کرو۔

رؤیتِ ہلال کیلئے ایک (ثقہ، عادل، اور قابلِ اعتبار) شخص کی شہادت:

کوئی مسلمان بھی اگر ماہِ رمضان کے چاند دیکھنے کی شہادت پیش کر دے، تو بھی کافی ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ کی یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں: وہ فرماتے ہیں، ایک بدو (دیہاتی) نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: "إنی رأیت الهلال فقال: أتشهد أن لااله الا الله فقال؟: نعم قال: أتشهد أن محمداً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ قال نعم قال: "یا بلال! أذن فی الناس أن یصوموا غداً" (ابوداؤد برقم: ۲۳۴۰، ترمذی برقم: ۶۹۱، نسائی برقم: ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵) یعنی میں نے چاند دیکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ حقیقی نہیں ہے، عرض کیا: ہاں۔ آپ ﷺ نے سوال کیا: کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول (برحق) ہیں؟ عرض گزار ہوئے: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ کل روزہ رکھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"تراءی الناس الهلال فأخبرت رسول الله ﷺ أنی رأیته فصام و أمر الناس بصیامه" (ابوداؤد برقم: ۲۳۴۲) یعنی لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی، چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی کہ: میں نے چاند دیکھا ہے، تو آپ ﷺ نے خود روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔

رؤیتِ ہلال کیلئے دو (ثقہ، عادل اور قابلِ اعتبار) اشخاص کی شہادت:

البتہ عید الفطر کیلئے دو اشخاص کی شہادت معتبر قرار پائے گی، یعنی جب تک دو اشخاص کی شہادت بہم نہ مل جائے، عید نہیں منائی جاسکتی ہے، ربعی بن حراش۔ رحمہ اللہ۔ کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں:

"اختلف الناس فی آخر یوم من رمضان فقدم أعرابیان فشهدا عند النبی ﷺ بالله لأهلا الهلال أمس عشیة فأمر رسول الله ﷺ الناس أن یفطروا و أن یغدوا إلی مصلاهم" (ابوداؤد برقم: ۲۳۳۹) یعنی ماہِ رمضان کے آخری دن کے سلسلہ میں لوگوں کے مابین اختلاف ہوا، چنانچہ دو بدو (صحابی) نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر کلمہ شہادت کا اقرار کیا کہ انہوں نے کل رات چاند دیکھا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ توڑ دیں، اور کل عید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گاہ چلیں عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے مرتبہ عام مجلس کو خطاب فرمایا' اور عرض کیا: ''ألا إنی جالست أصحاب رسول الله ﷺ و سألتهم و إنهم حدثونی أن رسول الله ﷺ قال: "صوموا لرؤيته و أفطروا لرؤيته فإن غم عليكم فأكملوا ثلاثين فإن شهد شاهدان فصوموا و أفطروا" (نسائی برقم: ۲۱۱۵' علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے' دیکھئے صحیح نسائی برقم: ۲۱۱۵' ارواء الغلیل برقم: ۹۰۹) یعنی میں صحابہ رسول ﷺ (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ بیٹھا ہوں' اور میں نے ان سے پوچھا بھی ہے' انہوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو' اور چاند دیکھ کر عید مناؤ' اگر ابر آلود ہو جائے تو تیس دن مکمل کرو' اور اگر دو گواہ گواہی دے دیں' تو روزہ رکھو اور افطار کرو یعنی عید مناؤ۔

رؤیتِ ہلال اور اختلاف مطلع

اختلافِ مطلع کا کیا مطلب ہے؟

اس امر میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ دنیا بھر میں مطلع شمس کا فرق ہے' اور یہی وجہ ہے کہ نماز کے اوقات میں بھی فرق ہوتا ہے' مگر سوال یہ ہے کہ کیا پوری دنیا میں ایک وقت میں چاند طلوع ہوتا ہے اور ایک ہی وقت میں غروب بھی ہوتا ہے' یا کچھ فرق ہے' یعنی بعض ممالک ایسے ہیں جہاں دوسرے ممالک کے اعتبار سے دیر سے چاند طلوع اور غروب ہوتا ہے' اور بعض ممالک ایسے ہیں جہاں چھ چھ ماہ تک سورج طلوع نہیں ہوتا ہے۔

نیز اس امر میں بھی کوئی اختلاف نہیں کرتا کہ مطلع میں فرق ہوتا ہے' مگر علماءِ اسلام میں جو اختلاف ہے وہ یہ کہ کیا اختلافِ مطلع کا اعتبار شریعتِ غراء کی نظر میں ہے یا نہیں' اور کیا اس سے اتحادِ امت وملت پاش پاش ہو جاتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلہ میں چند امور ملاحظہ فرمائیں:

(۱) علماءِ اسلام کے ایک عظیم طبقے کا موقف یہ ہے کہ اختلافِ مطلع کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا' یعنی اگر ایک ملک میں چاند نظر آجاتا ہے تو دنیا کے ہر ملک کو عید منانی چاہئے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''صوموا لرؤيته و أفطروا لرؤيته فإن غبي عليكم فأكملوا عدة شعبان ثلاثين '' (بخاری برقم: ۱۹۰۹' مسلم برقم: ۱۰۸۱) یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو اور چاند دیکھ کر عید مناؤ' اگر ابر آلود ہو جائے تو تیس دن مکمل کرو چنانچہ جب چاند نظر آجائے تو رؤیت کا ثبوت ہو گیا' لہٰذا ہر مسلمان کے اوپر ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل کرے۔

امت مسلمہ کا وہ طبقہ جو اختلافِ مطلع کا کوئی اعتبار نہیں کرتا' حضرت کریب کی روایت جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔ سے مروی ہے' سے استدلال کرتے ہوئے اختلافِ مطلع کی معتبریت کا قائل ہے' اس روایت کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت کریب فرماتے ہیں کہ میں شام قدم رنجہ ہوا' اور شام میں ہی ہم نے چاند دیکھا' چاند ہم نے جمعہ کی رات دیکھا' پھر آخری مہینہ میں مدینہ منورہ واپس پلٹے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ نے ہم سے دریافت کیا کہ: تم لوگوں نے چاند کب دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہم لوگوں نے تو چاند جمعہ کی رات ہی دیکھا ہے' فرمایا: کیا تم نے جمعہ کی رات چاند دیکھا ہے؟

میں نے کہا: ہاں' اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا ہے' اور انہوں نے اسی رؤیت کی اساس پر روزہ بھی رکھا' اور حضرت معاویہ۔ رضی اللہ عنہ۔ نے بھی روزہ رکھا' تو آں رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن ہم لوگوں نے تو ہفتہ (سنیچر) کی رات چاند دیکھا ہے' لہٰذا ہم تو روزہ رکھتے رہیں گے' یہاں تک یا چاند دیکھ لیں' یا تیس دن (تیس کی گنتی) مکمل ہو جائے' میں (کریب) نے کہا: کیا آپ حضرت معاویہ کی رؤیت اور روزہ کا اعتبار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کریں گے؟ عرض کیا: نہیں، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے" (مسلم برقم: ۱۰۸۷)

یہ ہے وہ مستدل، جس سے ان طبقہ نے کشید کر یہ جواز فراہم کرنے کی کوشش کی ہے کہ اختلافِ مطلع کا اعتبار ہے، جیسا کہ خود حضرت ابن عباس نے اس حدیث میں اختلافِ مطلع کا اعتبار فرمایا ہے۔

علماءِ اسلام کا دوسرا طبقہ وہ ہے جس نے قرب و بعد کا فرق ملحوظ رکھا ہے کہ اگر کسی ملک کے درمیان اختلافِ مطلع نہیں ہے تو وہاں کے اہالیان ایک جگہ کے چاند کی رؤیت کا اعتبار کریں گے، اور کچھ فرق ہے، تو پھر کوئی اعتبار نہیں ہوگا، یہ قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔ رحمہ اللہ۔ کا ہے (دیکھئے: الاختیارات الفقہیہ ص ۱۵۸، مجموع فتاوی: ۲۵/۱۰۳۔۱۱۳)

علماءِ اسلام کا تیسرا طبقہ: یہ ہے کہ عام رعایا حکمران کے تابع ہیں، اگر بادشاہ کا حکم ہے، کہ عید منالیا جائے، تو حکم سر آنکھوں پر تمام رعایا کو عید منالینا چاہئے، یہ قول شیخ ابن عثیمین کا ہے، دیکھئے: الشرح الممتع: ۶/۳۲۳، نیز یہی بات مالکی مسلک سے منسلک جناب ابن ماجشون نے بھی نقل فرمائی ہے، دیکھئے: بدایۃ المجتہد: ۱/۲۸۸)۔

جیسا کہ سعودی عرب کا معاملہ ہے، کیونکہ مملکتِ سعودی عرب میں مستقل ایک مجلس (مجلس القضاء الأعلی) ہے، جہاں سے مکمل تحقیق، تنقیح، اور تدقیق کے بعد فیصلہ صادر ہوتا ہے، پھر بادشاہِ وقت کے نام سے اعلان صادر کیا جاتا ہے کہ فلاں تاریخ کو عید ہے، ایسی صورت میں کسی چون و چرا کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے، اس فیصلہ کا ماننا لابدی ہوجاتا ہے (مگر اس مسلک کے ماننے میں قدرے تامل ان ممالک کے مسلمانان کو ہوسکتا ہے، جو غیر اسلامی ممالک میں بستے ہیں، اور جہاں بھانت بھانت کے مذاہب و مسالک کے لوگ رہتے ہیں، اور ہر شخص کو آزادی حاصل ہے، جیسا کہ ہمارے ملک ہندوستان کا مسئلہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا طبقہ: ان علماء کا ہے جو ہر ممکن موصولہ خبر کی یقین دہانی کی قائل ہے' اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اگر وقت متعین میں خبر پہنچائی جاسکتی ہے تو جہاں تک خبر موصول ہو جائے' رؤیت کا اعتبار کرنا چاہئے' یہ رائے شیخ ابن عثیمین کی ہے (دیکھئے: الشرح الممتع: ۶/۳۲۳)

مگر اس بیان سے یہ خرابی لازم آئے گی کہ ایک لمحہ کیلئے فرض کرلیں کہ اگر یہ وسائل اتصال اور ذرائع ابلاغ مفقود ہو جائیں' تو اس حکم کا کیا ہوگا؟ اس وقت جبکہ ہم ترقی یافتہ دنیا میں سانس لے رہے ہیں' ایک لمحہ کیلئے ماننے پر مجبور ہو جائیں گے' مگر اگر یہ سہولیات مفقود ہو جائیں تو کیا بنے گا؟؟

پانچواں طبقہ: ان علماء کا ہے' جو کہتے ہیں کہ اگر مکہ مکرمہ میں چاند نظر آجائے تو عالم اسلام کو عید منانا چاہئے' یہ بیان شیخ احمد شاکر مصری' وغیرہ کا ہے۔ (دیکھئے: الروض المربع: ۴/۲۷۳' اوائل الشہور العربیۃ: ص/۲۱' الموسوعۃ الفقہیہ ۲۲/۳۵' و ۲۳/۱۴۲)

(۲) تاریخ ۱۳' ۱۴ اور ۱۵' مئی ۲۰۰۵ء میں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس منعقد ہوئی تھی' جس میں عالم اسلام کے جید اور مشہور ترین مقالہ نگاران کو مقالہ نگاری کی دعوت دی گئی تھی' ان مقالات میں ایک مقالہ' عالم اسلام کی مشہور و معروف ہستی اور بے مثال محقق جناب شیخ غازی عزیر۔ وفقہ اللہ۔ کا بھی تھا' افسوس کہ آں موصوف کی عدم شرکت کے سبب اس کانفرنس میں آں موصوف کا مقالہ نہیں پیش ہوسکا' مگر بعد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث (انڈیا) کے زیر نگرانی طبع ہوا' اس مقالہ کا خلاصہ یہ تھا کہ دنیا میں وحدت ویگانگت کا جو مسئلہ چل رہا ہے' وہ بے سود ہے' اور اختلاف مطلع کا اعتبار عقل و نقل سے ثابت ہے' لہذا یہ باور کرانا کہ ,,مملکت سعودی عرب کی عید کے مطابق ہمیں عید منانا چاہئے'' عبث سا ہے۔ (طالبان علوم نبوت کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے' اس باب میں میری معلومات کی حد تک یہ کتاب لاجواب' بے مثال'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مفید تر کتاب ہے)

(۳) ایک لمحہ کیلئے اس حقیقت پر بھی غور کر لینا چاہئے کہ چودہ صدی تک ہر دور میں اس مسئلہ میں علماءِ اسلام کے مابین لے دے ہوتی رہی ہے' مگر تا ہنوز یہ مسئلہ عقدۂ لاینحل بنا ہوا ہے' آج کے دور کا کوئی مولوی اگر چاہے' کہ چٹکی بجاتے حل کر دیں تو شاید نادانی ہوگی۔

(۴) موجودہ ہندوستان' پاکستان' بنگلہ دیش اور افغانستان' بلکہ دنیا کے کثیر ممالک میں جس طرح مختلف مذاہب' مشارب' اور مسالک کے لوگ بستے ہیں' ایسے حالات میں اتحاد و اتفاق کی بات کرنا شاید نادانی ہوگی۔

اس امر کو راقم ایک عینی واقعہ (بچشم دید واقعہ) سے مبرہن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ تقریباً ۱۳ر نومبر ۲۰۰۴ء کی بات ہے' راقم اپنے شہر ضلع گریڈیہہ (جھارکھنڈ' ہند) میں اقامت پذیر تھا' عید الفطر کی رؤیت اور عدم رؤیت کا واقعہ بلکہ ایسا دلدوز واقعہ پیش آیا' کہ چشم فلک نے شاید ہی کوئی ایسا منظر دیکھا ہو' اس ضلع کے قلب شہر (MAIN CITY) میں تین مختلف اسلامی طبقے بستے ہیں (اہل حدیث' دیوبندی' اور بریلوی)

فرقۂ بریلویت نے اپنی مسجد کا مائیک تھاما اور یوں اعلان کیا: ''چونکہ ادارہ شرعیہ نے چاند کے نظر آنے کی تصدیق نہیں کی ہے' اس لئے کل (۱۴ر نومبر) رمضان المبارک کی تیس تاریخ ہوگی' اور عید پرسوں (۱۵ر نومبر) منائی جائے گی''۔

فرقۂ دیوبندیت نے یہ اعلان سن کر منادی کرائی: ''چونکہ امارتِ شرعیہ بہار و جھارکھنڈ نے اطلاع دی ہے کہ دو شاہدوں کی اطلاع کے مطابق چاند نظر آ گیا ہے' اس لئے کل شوال کی پہلی تاریخ ہے' مگر چونکہ اطلاع از تاخیر ملی' اس لئے عید پرسوں منائی جائے گی''

(واضح ہو کہ اعلانات تقریباً ۱۰ر بجے رات کے لگ بھگ میں کئے جا رہے تھے' نیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی کہ یہ اعلانات ایک قاضی صاحب کی موجودگی میں ہو رہے تھے' آپ ان قاضی صاحب کے افتاء اور قضا کا اندازہ فرما سکتے ہیں)

مسلکِ اہلحدیث کے افراد میرے پاس تشریف لائے' چونکہ میں ہی اس وقت امام تھا' میں نے عرض کیا' کہ قریبی شہر رانچی' پٹنہ' دربھنگہ' اور بوکارو' وغیرہ سے اگر چاند نظر آنے کی کوئی اطلاع مل جائے تو کل عید ہوگی' ورنہ کل رمضان کی تیس تاریخ' اس درمیان دونوں مذکورہ طبقوں نے پھر ایک بار اعلان کیا' اس بار اعلان فرقۂ دیوبندیت کی طرف سے تھا' جوابی کاروائی میں فرقۂ بریلویت بھی لنگوٹی کس کر میدان میں آ گیا' اور اعلان ٹھونکا: ,,کل عید نہیں ہوگی'' پانچ مرتبہ کے اعلان کے بعد تقریباً یہ طے پا گیا کہ: (بریلویوں کے نزدیک) چونکہ ادارہ شرعیہ کی طرف سے چاند نظر آنے کی تصدیق نہیں ہو سکی ہے' اس لئے کل عید نہیں ہوگی۔

(دیوبندیوں کے نزدیک) چونکہ امارتِ شرعیہ نے چاند نظر آنے کی تصدیق کر دی ہے' مگر خبر تاخیر سے موصول ہوئی' اس لئے کل عید نہیں اور روزہ بھی نہیں' عید پرسوں منائی جائے گی۔

(بردرانِ احناف کی دلیل کیا تھی؟ چاند نظر آنے کی تصدیق تاخیر (۱۰ بجے رات) موصول ہوئی' ابھی کپڑے خریدنے باقی ہیں' دکانیں بند ہو گئی ہیں' اور شہر کی لائٹیں بجھ گئی ہیں' اس لئے عید پرسوں ہوگی' اس دلیل کا بھی کیا کہنا؟؟)۔

پھر دوبارہ مسلکِ اہلحدیث کے افراد میرے پاس تشریف لائے' اور عرض گزار ہوئے: قریبی شہروں (رانچی' دھنباد کے بعض افراد کے مطابق' پٹنہ' دربھنگہ اور بوکارو' وغیرہ) سے چاند نظر آنے کی تصدیق ہو گئی ہے' کل وہاں عید منائی جا رہی ہے''

تحقیق' تدقیق' تنقیح معاملہ' اور شخصی اور نجی رابطے کے بعد میں نے اعلان کیا:

''چونکہ امارتِ اہل حدیث صادقپور' پٹنہ' اور بعض خبروں کے مطابق' رانچی اور دھنباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اور خود گریڈ یہہ کے بعض رشتہ داروں سے بھی (جو ہزاری باغ میں رہتے ہیں) چاند دیکھنے کی تصدیق ہوگئی ہے' نیز امارتِ شرعیہ (دیوبندیوں کی امارت) نے بھی چاند نظر آنے کی تصدیق کردی ہے' اس لئے کل عید ہوگی (میری اس بات کی تصدیق اگر کرنا چاہیں' تو شہر گریڈیہہ کے افراد سے اس وقت بھی تصدیق کی جاسکتی ہے)

ایک مضحکہ خیز بات یہ بھی سامنے آئی کہ ہم نے عید کی نماز شہر گریڈیہہ میں پڑھائی' نماز پڑھا کر اپنے زادِ بوم (ماتھاسیر' راقم کا زادِ بوم اور مسقطِ راس) پہنچے' تو اطلاع ملی کہ یہاں عید نہیں ہوئی ہے' یہ اس دور کی بات ہے جب نہ موبائل کا دور دورہ تھا' نہ ٹیلیفون' اور انٹرنیٹ کا' مزید لطف کی بات تو یہ ہے کہ یہ سب اختلافات وہاں رونما ہوئے' جہاں کے 80% افراد حاملین کتاب وسنت کہلاتے ہیں۔

یعنی مملکت سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۳ر نومبر (۲۰۰۴ء) بروز ہفتہ کو شہر گریڈیہہ میں (مسلکِ اہل حدیث کے یہاں) مؤرخہ ۱۴ر نومبر بروز اتوار (مسلکِ احناف کے یہاں مگر ۱۴ر نومبر کو روزہ نہیں رکھا گیا)' اور گریڈیہہ سے تقریباً 35 کیلومیٹر کے فاصلے پر آباد بستیوں میں مؤرخہ ۱۵ر نومبر کو عید کی نماز ادا کی گئی۔

آپ اندازہ فرمائیں کہ ایسی صورتِ حال میں کیا وحدت ویگانگت' اور اتحاد و اتفاق' بلکہ مکہ مکرمہ کے مطابق عید منانے کی بات کی جاسکتی ہے؟ جہاں ہر ملک نہیں بلکہ ہر صوبہ میں' ہر صوبہ نہیں' بلکہ ہر ضلع میں' ہر ضلع نہیں' بلکہ ہر تحصیل میں' ہر تحصیل نہیں بلکہ ہر قریہ' ہر بستی' اور ہر گاؤں میں ایک مفتی کھڑا ہوجائے یہی نہیں بلکہ ہر مسلک کا الگ الگ مفتی اور قاضی کھڑا ہوجائے (یعنی اہل حدیثوں کا الگ مفتی' دیوبندیوں کا الگ' شافعیوں کا الگ' مالکیوں کا الگ' حنفیوں کا الگ' حنابلہ کا الگ' وغیرہ وغیرہ) اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان: "صوموا لرؤیته و أفطروا لرؤیته فإن غبی علیکم فأکملوا عدة شعبان ثلاثین" (بخاری برقم: ۱۹۰۹' مسلم برقم: ۱۰۸۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو اور چاند دیکھ کر عید مناؤ اگر ابر آلود ہو جاتا تو تیس دن مکمل کرو) سے استدلال کرتے ہوئے دلیل و برہان کا مطالبہ کرنے لگے اور جب تک ثقہ عادل اور معتبر ترین کی شہادت موصول نہ ہو جائے عید منانے کی حرمت کا فتوی دے تو اس سلسلہ میں آپ ہی اندازہ فرمائیں کہ وحدت و یگانگت کی بات کرنا کہاں تک معقولیت کا درجہ رکھتا ہے؟

(۴) ایک لمحہ کیلئے اس امر پر بھی تامل و تفکر سے کام لینا چاہئے کہ ہر ملک بلکہ ملک کے ہر صوبہ کے افراد بلکہ صوبہ کے تمام ضلع کے افرادِ دانش و بینش بلکہ ضلع کی ہر اکائی اگر یہی دلیل دینے لگے کہ "صوموا لرؤیته و أفطروا لرؤیته فإن غبی علیکم فأکملوا عدة شعبان ثلاثین" (بخاری برقم:۱۹۰۹ مسلم برقم:۱۰۸۱) (یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو اور چاند دیکھ کر عید مناؤ اگر ابر آلود ہو جاتا تو تیس دن مکمل کرو) تو پھر اتحاد و اتفاق یقیناً پارہ پارہ ہو جائے گا اور بہت حد تک مضحکہ خیز بھی۔

رؤیت ہلال اور وحدت و یگانگت کا مسئلہ اور میری اپنی رائے

اس مسئلہ میں معتبر ترین علماء فقہاء اعیان قوم اور محققین اسلام کی رائے کا مطالعہ کرنے کے بعد راقم جس نتیجہ پر پہونچا وہ کچھ اس طرح ہے:

اُولاً: اعتبارِ اختلافِ مطلع کا مسئلہ برحق ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے (دیکھئے: أحکام الصیام والاعتکاف در محمد عقلہ ص/۴۲ رسائل ابن عابدین: ۱/۲۵۱) مگر جس طرح کی وسعت سے کام لیا جا رہا ہے وہ میری نظر میں نہ شریعتِ مطہرہ کا مقصود ہے نہ محققین علماء نے اسے قابلِ اعتبار گردانا ہے جیسا کہ میں نے شہر ضلع گریڈیہہ (جھارکھنڈ ہند) میں پیش آمدہ گزشتہ واقعہ سے اسے مبرہن کر دیا ہے وفی ذلك عبرة لأولی الأبصار۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثال کے طور پر ایک قریہ اور دوسرے قریہ کے مابین صرف ۱۵ر کیلو میٹر کا فاصلہ ہے' اور وہاں کے علماء اپنے اپنے قریہ میں اپنی اپنی ڈفلی بجائیں' اور اختلافِ مطلع کا اعتبار کرنے لگیں' تو یقیناً یہ شریعت کا مقصود نہیں' اقصی حد جس میں علماء نے اختلافِ مطلع کا اعتبار فرمایا ہے' کم از کم (۸۹) کیلو میٹر ہے' کیونکہ ۲۴ر فرسخ سے کم میں اختلاف مطلع کا کوئی اعتبار نہیں ہے' اس کی تفصیل یہ ہے: (ایک فرسخ 5544م' یعنی 24×5544 = 133.56 کیلو میٹر کی مسافت کے مساوی ہے (دیکھئے: الفقہ الاسلامی وأدلتہ از: دروہبہ الزحیلی: ۳/۳۹)

مزید قریبی مثال سے اس مسئلہ کو مبرہن کیا جاتا ہے' فرض کریں کہ شہر گریڈیہہ (جھارکھنڈ' ہند) اور شہر جامتاڑا (جھارکھنڈ' ہند) کے مابین صرف (40) کیلو میٹر کا فاصلہ ہے' اگر یہاں کے علماء کے مابین اختلافِ مطلع کا مسئلہ چھڑ جائے اور شہر گریڈیہہ (جھارکھنڈ' ہند) میں (مثلاً) ہفتہ کو عید منالی جائے' مگر شہر جامتاڑا (جھارکھنڈ' ہند) کے مفتی اور قاضی صاحب اپنا یہ فرمان جاری فرمادیں "کوئی نمازی' اور متقی میرے پاس آکر شہادت پیش کرے' تب نمازِ عید ہوگی' ورنہ عید اتوار کو منائی جائیگی' ہم شہر ضلع گریڈیہہ (جھارکھنڈ' ہند) کی شہادت تسلیم نہیں کرتے"

تو آپ اس فقاہت و مسندِ افتاء کو کیا کہیں گے؟؟ میرے خیال سے یہ تشدد اور اسلام کو دائرۂ سماحت و یسر سے نکالنے اور دین کے اندر اختلاف پیدا کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں' اور یقیناً یہ شریعتِ مطہرہ کا مقصود نہیں ہے۔

کیونکہ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس قدر فاصلہ کو نہ اختلافِ مطلع کہا جا سکتا ہے' اور نہ ہی یہ امر معقول ہے کہ یہاں یہ اختلاف روا رکھا جائے' فاعتبروا یا أولی الأبصار۔

ثانیاً: آج کے اس دور میں جب کہ قسم قسم کے مذاہب و مشارب اپنی سینگیں اٹھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہیں' اتحاد و اتفاق کی بات کرنا شاید بہت زیادہ عقلمندی اور ہوشمندی کی دلیل نہیں کہی جاسکتی ہے۔

کیونکہ جب ایک مسلک (چاہے وہ دیوبندی مسلک ہو' یا اہل حدیث یا کوئی اور) کے مابین اتفاق و اتحاد کو یقینی نہیں بنایا جاسکتا ہے (کیونکہ تاہنوز نہیں بنایا جارہا ہے)' جیسا کہ مختلف واقعات شاہد عدل ہیں تو پھر تمام مذاہب (یعنی مسالک) کے مابین اتحاد و اتفاق کا کیا معنی؟ پھر ایسی صورت حال میں وحدت و یگانگت کجا؟

لہذا جس طرح آج تک رمضان و عید الفطر کا مسئلہ تھا' ویسے ہی رہنے دیا جائے' البتہ اگر قرار واقعی اسلامی ملک ہے' جہاں اسلامی نظام کا قرار واقعی نفاذ ہے' تو وہاں اس وحدت و یگانگت کی سعی کی جانی چاہئے' اور حاکم وقت کا فیصلہ معتبر ترین ہونا چاہئے' کیونکہ حاکم شہر کا فیصلہ رفع اختلاف و انتشار کا باعث ہوا کرتا ہے' ساتھ ہی علماء شہر (ملک) کی سپریم کونسل علماء کی تشکیل دی جانی چاہئے تاکہ اس طرح کے نزاعی مسائل کا قلع قمع باحسن طریق ہوسکے' نیز عوام الناس کو ان فیصلوں کا احترام کرنا چاہئے۔

مفتی عبد العزیز حقانی (شیخ الحدیث جامعہ اصلاح المومنین' برہیٹ' صاحب گنج' جھارکھنڈ' موصوف علمی حلقوں میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں' پاکوڑ کانفرنس میں موصوف نے بھی مقالہ پڑھا تھا) ایک مقام پر پورے عالم اسلام کی رویت میں وحدت و یگانگت کو غیر معقول اور غیر ضروری قرار دیتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

''مواصلات کے تیز رفتار وسائل اور ذرائع کی وجہ سے پورے عالم اسلام کو صوم و افطار اور اعیاد کے لئے متحد و متفق کرنا غیر معقول اقدام ہے' کیونکہ عید محض ایک تہوار نہیں ہے بلکہ اور عبادتوں کی طرح ایک عبادت بھی ہے اور عبادت کی شان یہ ہے کہ جب معبود حکم دے اس وقت بجالانا چاہئے'' (فقہی و علمی مقالات: ص ۲۱۲/)

ثالثاً: چونکہ یہ مسئلہ صدیوں اختلافی اور اجتہادی مسئلہ ہے' جس میں ہر مجتہد مصیب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہوسکتا ہے اور اس سے غلطی کا بھی امکان ہے و فی کلِ خیر۔ لہٰذا اس مسئلہ میں بہت زیادہ کرید، شدت، حدت اور لے دے کی ضرورت میری سمجھ سے بالاتر ہے۔

رابعاً: اگر انتہائی آسانی اور سہولت کے ساتھ اسلامیانِ عالم میں انتہائی تحقیق و تدقیق کے بعد اتحاد اتفاق ہو جاتا ہے تو یقیناً یہ شریعتِ مطہرہ کا عین مقصود ہے۔

اس موقعہ پر علامہ البانی۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔ کا ایک انتہائی نفیس قول نقل کر دینا مناسب ترین معلوم ہوتا ہے، آں رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "... یہی شریعتِ غراء کے لئے موزوں ترین بھی ہے، جس کا مقصد عام افراد کو جمع کرنا، وحدت صف کا مظاہرہ کرنا، اور ہر وہ امر جیسے انفرادی آراء جس سے انتشار لازم آتا ہو اس سے دور کرنا ہے، چنانچہ شریعتِ مطہرہ اجتماعی عبادت جیسے روزہ، عید منانا، نمازِ با جماعت، کے سلسلہ میں انفرادی رائے کا اعتبار ہی نہیں کرتی ہے، گو کہ وہ صواب ہی کیوں نہ ہو، دیکھیں: بعض صحابہ، بعض ان صحابہ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے، جن عام خیال یہ تھا کہ عورت کا چھونا، عضوِ (تناسل) کا چھونا، اور خون وغیرہ کا نکلنا نواقضِ وضو میں سے ہے، بعض صحابہ کی یہ رائے نہیں تھی (یعنی بعض کی رائے تھی کہ ان سے وضو نہیں ٹوٹتا) بعض سفر میں قصر کرتے تھے، اور بعض دیگر قصر نہیں کرتے تھے، اس طرح اور اس طرح کے دیگر اختلاف کی بنیاد پر کسی امام کے پیچھے نماز ادا کرنے سے باز نہیں رہتے تھے، کیونکہ وہ یقینی طور پر جانتے تھے کہ دین میں اختلاف بعض آراء میں اختلاف کے مقابلہ میں کہیں بدترین ہے، ان میں سے بعض نے تو مخالف رائے کو امام اعظم (حاکمِ وقت) کے اختلاف کے مقابلہ میں کوئی اہمیت ہی نہیں دی، جیسے منی میں، کہ انہوں نے اپنی رائے کی بنیاد پر اس عام اجتماع میں عمل کرنا ہی چھوڑ دیا ہو، کیونکہ وہ اس سے بچنا چاہتے تھے کہ اپنی رائے پر عمل کی بنیاد پر کوئی برائی نہ جنم لے، ابوداؤد (۱/۳۰۷) کی روایت ہے کہ حضرت عثمان۔ رضی اللہ عنہ۔ نے منی میں چار رکعات ادا فرمائی (یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قصر نہیں کیا) چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود۔رضی اللہ عنہ۔ نے اس امر پر نکیر فرمائی' فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ' حضرات ابوبکر' عمر' اور عثمان۔رضی اللہ عنہم اجمعین۔ کے شروع کے دورِ خلافت میں دو دو رکعات ادا کی' پھر انہوں (عثمان) نے پوری نماز ادا کی' پھر آپ لوگوں کے راستے مختلف ہو گئے' لہذا میری خواہش یہ ہے کہ چار رکعات کے بدلہ میں دو رکعت ہی قبول ہو جائے' پھر حضرت ابن مسعود نے چار رکعات ادا فرمائی' آں رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ آپ تو حضرت عثمان۔رضی اللہ عنہ۔ کی عیب جوئی کرتے تھے' پھر آپ نے چار رکعات کیوں پڑھی؟ فرمایا: ''اختلاف برا ہے'' اس کی سند صحیح ہے' امام احمد (۱۵۵/۵) نے اسی طرح کی روایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی کی ہے' اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

لہذا اس حدیث اور اس خبر واثر پر ان افراد کو تامل کرنا چاہئے جو اپنی نمازوں میں افتراق وانتشار سے کام لیتے ہیں' اور بعض امامانِ مساجد کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھتے' خاص کر ماہِ رمضان میں نماز وتر میں (اقتدا نہیں کرتے) کہ یہ مسئلہ ان کے مذہب کے خلاف ہے' اور بعض ان علم

فلک کے دعویداران کو بھی جو اپنی رائے اور علم کی اساس پر عام اسلامیان عالم کے بعد یا پہلے روزہ رکھتے اور عید مناتے ہیں' اور اس طرح کے اختلاف سے خروج کی کوئی پرواہ نہیں کرتے' ان تمام افراد کو گزشتہ امور پر غور کرنا چاہئے' شاید وہ اپنے نفس میں موجود جہالت وفریب کی شفا کا کوئی سامان کر سکیں' اور عام اسلامیان عالم کی صف آرا ہو سکیں' کیونکہ جماعت (اجتماعیت) کے اوپر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے'' (سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۴۴۴/۱۔۴۴۵' زیر حدیث نمبر: ۲۲۴)

لہذا اختلافِ مطالع کا پورا پورا اعتبار کیا گیا ہے' علماءِ محققین نے ۵۶۰ میل (۸۴۰ کیلومیٹر) تک اختلاف مطلع کا اعتبار فرمایا ہے (دیکھئے: فضائل واحکام رمضان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ص ۸/۱۲، جدید فقہی مسائل: ۱/۷۹۔۸۰)

خامساً: اس تعلق سے مفتی عبدالعزیز حقانی کے ایک مقالے کا ایک اور اقتباس پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، آں موصوف ایک ''واضح ضابطہ'' کے تحت فرماتے ہیں ''صوم وافطار اور اعیاد و مواسم کے سلسلہ میں واضح اور غیر مبہم ضابطہ یہ ہونا چاہئے کہ اگر مغربی ہندوستان کے کسی بھی حصہ میں رؤیتِ ہلال ہوئی تو مشرقی ممالک کے ان حصے میں جن کا فاصلہ (۵۶۰) میل سے زیادہ نہیں ہے، وہ مغربی ہندوستان کی رؤیت پر صوم وافطار اور اعیاد کریں گے۔

اور اگر (۵۶۰) میل سے زیادہ فاصلہ ہے تو جس شب میں مغربی ممالک میں رؤیت ہلال ہو رہی ہے، مشرقی ممالک میں اس شب رؤیت ہلال غیر ضروری ہے لہٰذا مدراس یا مشرقی پنجاب یا دہلی کی رؤیت ہلال بہار، جھارکھنڈ، مغربی بنگال اور ہندوستان کی دوسری مشرقی ریاستوں کیلئے معتبر نہ ہوگی، مقام رؤیت ہلال سے اگر مشرقی ممالک والے (۵۶۰) میل کے اندر ہیں تو ان کے یہاں یہ رؤیت معتبر ہوگی۔

مشرقی ممالک کے کسی خطے میں (جھارکھنڈ، بہار، مغربی بنگال، بنگلہ دیش) رؤیت ہلال ہو جائے، تو بلا لحاظ مطلع (ہندوستان) کے سارے مغربی ممالک کے حق میں رؤیت ہلال معتبر مانی جائے گی، کیونکہ یہ بات کسی بھی دانشمند سے مخفی نہیں ہے کہ مشرقی ممالک میں ہمیشہ آفتاب پہلے طلوع ہوتا ہے، اور پہلے غروب بھی ہوتا ہے، اسی طرح مغربی ممالک میں سورج برابر دیر سے طلوع ہوتا ہے اور دیر میں غروب ہوتا ہے، اس لئے مشرق والوں کی رؤیت مغرب والوں کے حق میں معتبر ہوگی، اور مغرب میں چونکہ آفتاب دیر غروب ہوتا ہے، جبکہ مشرقی ممالک میں کچھ پہر گزر جاتی ہے یا رات آجاتی ہے، اس لئے مغرب میں جب رؤیت ہلال ہو مشرق میں ہونا ضروری نہیں ہے، کبھی کبھار ممکن ہے کہ جس شب وہاں چاند دکھائی دے، یہاں بھی دکھائی دے، لیکن تلازم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے' بلکہ (۶۰۰) میل سے زائد فاصلہ کی صورت میں عموماً ناممکن ہے'' (علمی اور فقہی مقالات: ص ۲۱۱/۲۱۲)

کیا رؤیت ہلال کے ثبوت کیلئے حسابِ فلکی کا اعتبار درست ہے؟

کتاب وسنت میں رؤیت ہلال کی خوب خوب ترغیب وتعلیم دی گئی ہے' گزشتہ صفحات میں اس وضاحت کردی گئی ہے' لہٰذا اثبوتِ ہلال کیلئے علم فلک کا اعتبار ناقابل درست ہے' بلکہ مملکت سعودی عرب میں قائم ''دائمی افتاء کمیٹی'' نے اسے بدعت قرار دیا ہے' چنانچہ اس طرح کی آیات واحادیث ذکر کرنے کے بعد ایک استفتاء کے جواب میں یوں مذکور ہے: ''فجعل عليه الصلاة و السلام الصوم لثبوت رؤية هلال شهر رمضان و الافطار منه لثبوت رؤية هلال شوال و لم يربط ذلك بحساب النجوم و سير الكواكب و على هذا جرى العمل زمن النبى ﷺ و زمن الخلفاء الراشدين و الأئمة الأربعة و القرون الثلاثة التى شهد لها النبى ﷺ بالفضل و الخير فالرجوع فى اثبات الشهور القمرية الى علم النجوم فى بدء العبادات و الخروج منها دون الرؤية من البدع التى لا خير فيها و لامستند لها من الشريعة ...'' (فتاوی اللجنہ الدائمۃ فتوی: ۱۰/۱۰۵' فتوی رقم: ۳۸۶)

یعنی آپ ﷺ نے ہلال رمضان کو روزہ کے لئے' اور ہلال شوال کو عید کیلئے معتبر قرار دیا' اور اسے نجوم وکواکب سے مربوط نہیں فرمایا' یہی عمل عہد نبوت' عہد خلفاءِ راشدین' عہد امامانِ اربعہ اور قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں جاری وساری رہا' لہٰذا عبادات کی ابتداو اختتام کے سلسلہ میں قمری مہینوں کے ثبوت کیلئے بغیر رؤیت علم نجوم کی طرف رجوع کرنا ان بدعات میں سے ہے' جن میں کوئی بھلائی نہیں ہے' اور نہ ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریعتِ مطہرہ میں اس کی کوئی دلیل موجود ہے۔

ریڈیو کی خبر' معتبر یا غیر معتبر؟؟

گزشتہ صفحات میں ہم ذکر کر آئے ہیں کہ شریعتِ اسلامیہ نے ثبوتِ رمضان و شوال کے لئے انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے' اور ثبوت رمضان کیلئے ایک شخص عادل و ثقہ کی شہادت' اور ثبوتِ عید (شوال) کیلئے کم از کم دو عادل اور ثقہ اشخاص کی شہادت معتبر قرار دیا' ودونہ خرط القتاد۔

ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اعلانِ رمضان وشوال کیلئے جو بھی معتبر ترین ذرائع ابلاغ ہوں' شریعتِ مطہرہ کی نظر میں معتبر و مستند ہے' بنابریں ریڈیو' ٹیلی ویژن' وغیرہ کی خبر معتبر اسی وقت مانا جاسکتا ہے' کہ ہمیشہ اس کے یہاں مصداقیت' اور معتبریت کا میزان قائم و دائم ہو' دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ ریڈیو کے یہاں ہمیشہ سچائی پر مبنی خبریں ہی نشر کی جاتی ہوں' اور غلط' بے بنیاد اور لا اساس خبروں کی اشاعت پر نکیل کسی ہوئی ہو' اور نظاماً اور قانوناً بھی اس طرح کے امور پر اس پر پابندی لگائی جاتی ہو۔

مگر ایسے ممالک جہاں اربابِ ذرائع ابلاغ شتر بے مہار کی طرح الم غلم خبریں نشر کرنے کیلئے شہرت رکھتے ہوں' جن ممالک میں آم کو ذرائع ابلاغ میں املی بھی تصور کرایا اور کیا جاتا ہو تو ایسے ذرائع ابلاغ کی خبریں قطعی غیر معتبر اور غیر مستند ہونگی (دیکھئے: فتاوی ورسائل شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ: ۱۶۹/۴۔۱۷۰)

اسی طرح کیلنڈر کی بنیاد پر بھی ثبوتِ رمضان وشوال نا قابلِ اعتبار ہے' الا یہ کہ کیلنڈر کے مطابق دی گئی تاریخ رؤیت کے مطابق ہو (دیکھئے: کتاب الدعوۃ (فتاوی ابن باز): ۱۵۷/۲' ۱۵۸

مسئلہ: ایسے ممالک کے باشندگان کے روزوں کا حکم جہاں دن چھوٹا یا بڑا ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہلال موحد کے عدم قائلین کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ دنیا میں بعض ممالک ایسے ہیں' جہاں چھ ماہ رات اور چھ ماہ دن ہوا کرتا ہے' ایسے ممالک کے باشندگان کس طرح روزہ رکھیں گے؟

سعودی عرب میں موجود سپریم علماء کونسل نے اس طرح کے مسئلہ کا انتہائی تفصیلی جواب دیا ہے' خلاصہ جواب یہ ہے کہ اس طرح کے ممالک کے اہالیان اندازہ کریں گے کہ دن کتنی ساعت کا ہوتا ہے' اسی اندازہ کے مطابق روزہ رکھیں گے' اور اسی کے مطابق نماز وغیرہ کا اہتمام بھی کریں گے' جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے مسیح دجال کے بارے میں صحابہ کرام کے سوال پر کہ زمین میں وہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: "أربعون يوماً :يوم كسنةٍ و يوم كشهرٍ و يوم كجمعةٍ و سائر أيامه كأيامكم فقيل:يا رسول الله !اليوم الذى كسنة أيكفينا فيه صلاة يوم ؟قال:لا' اقدروا له قدره" (مسلم برقم:۷۵۶۰' ابوداود:۴۳۲۱' ترمذی:۲۲۴۰' ابن ماجہ:۴۰۷۵) یعنی چالیس دن: ایک دن ایک سال کی طرح ہوگا' اور ایک دن ایک ماہ کی طرح ہوگا' اور ایک دن جمعہ کی طرح ہوگا' اور سارے ہی دن تمہارے دن کی طرح ہونگے' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ دن جس میں دن ایک سال کی طرح ہوگا' کیا ایک دن کی نماز کافی نہیں ہوگی' آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں' اس کیلئے اندازہ کرلو۔

اس حدیث میں ایک دن جو ایک سال کی طرح ہوگا' اس کا اعتبار کر کے ایک دن کی نماز کا اعتبار نہیں کیا گیا' (کہ ۲۴ر گھنٹے میں پانچ اوقات کی نمازیں ادا کر لی گئی' اور بس) بلکہ ہر ۲۴ر گھنٹے میں پانچ نمازوں کی ادائیگی کا حکم دیا گیا (تفصیل کے لئے دیکھئے: تحفۃ الاخوان باجوبہ مہمہ تتعلق بأرکان الاسلام ص ۱۶۴ر۱۶۹)

امام نووی۔ رحمہ اللہ۔ حدیث کا ٹکڑا "فاقدروا له قدره" کی یوں شرح فرماتے ہیں: "أنه اذا مضى بعد طلوع الفجر قدر ما يكون بينه و بين

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الظهر كل يوم فصلوا ثم اذا مضى بعده قدر ما يكون بينها و بين العصر فصلوا العصر و اذا مضى بعد هذا قدر ما يكون بينها و بين المغرب فصلوا المغرب و كذا العشاء و الصبح ثم الظهر ثم العصر ثم المغرب و هكذا ينقضي ذلك اليوم "(شرح مسلم للنووی:۶۶/۱۸)یعنی طلوع فجر کے بعد اتنا گزر جائے جتنا ہر دن ہوا کرتا تھا تو نمازِ ظہر ادا کرلو پھر جب اس کے بعد اتنا ہی وقت ظہر وعصر کے درمیان گزر جائے تو عصر کی نماز پڑھ لو اور جب اسی کے بقدر عصر ومغرب کے درمیان گزر جائے تو مغرب کی نماز پڑھ لو اسی طرح عشا و فجر کی نماز ادا کرو پھر ظہر وعصر اور مغرب کی اس طرح یہ دن ختم ہو جائے)

مسئلہ: اس شخص کا حکم جو کسی ایسے ملک میں قدم رنجہ ہوا جہاں تاخیر یا تقدیم کے ساتھ روزہ شروع ہوا ہو؟

مثال کے طور پر ایک شخص سعودی عرب سے ملک (مثلاً ہندوستان یا پاکستان) پہنچا ظاہر ہے حالتِ حاضرہ کے تناظر میں اگر اس شخص نے سعودی عرب کی رؤیت کے مطابق ۲۹ رمضان کو سفر کیا تو ملک (ہندوستان یا پاکستان) میں رمضان کی ۲۸ تاریخ ہوگی اگر سعودی عرب میں ۲۹ رمضان کو چاند نظر آ گیا تو شخص مذکور کیلئے جائز نہیں کہ وہ سعودی عرب کی رؤیت کے مطابق عید منائے بلکہ وہ جس ملک میں ہے وہاں کی رؤیت کے مطابق روزہ رکھے گا اور عید بھی منائے گا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "الصوم يوم تصومون و الفطر يوم تفطرون و الأضحى يوم تضحون "(ابوداؤد برقم:۲۳۲۴ ترمذی برقم:۶۹۷ دار قطنی برقم:۲۱۸۱ سلسلہ صحیحہ (البانی) برقم:۲۲۴ صحیح الجامع (البانی) برقم:۳۱۱۶ ۷) یعنی روزہ اس دن ہے جس دن تو روزہ رکھتے ہو اور عید اس دن منائی جائے گی جس دن تم عید مناتے ہو اور قربانی اس دن ہے جس دن قربانی تم کرتے ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاں اگر ایسے ملک میں پہنچا' جہاں ۲۹ر دن سے کم ہی میں عید منالی گئی تو اس پر ایک دن کی قضا لازم ہوگی' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انا أمة أمية لا نكتب لا نحسب الشهر هكذا و هكذا و هكذا' و أشار بيده يعني مرة تسعة عشرين و مرة ثلاثين '' (بخاری برقم: ۱۹۱۳' مسلم برقم: ۸۰۱۰' ابوداؤد برقم: ۲۳۲۱' صحیح ابن خزیمہ برقم: ۱۹۰۹) یعنی ہم امی قوم ہیں' ہم پڑھنا لکھنا اور حساب و کتاب نہیں جانتے' مہینہ اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے' یعنی کبھی ۲۹ر کا' اور کبھی ۳۰ کا۔

کیونکہ عربی ماہ کم از کم (۲۹) انتیس اور زیادہ سے زیادہ (۳۰) تیس دن کا ہوا کرتا ہے۔

چاند دیکھنے کی مسنون دعا

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بعض اسلامیان عالم تغافلی کی بنیاد پر چاند دیکھ کر دعا کا اہتمام نہیں کرتے' حالانکہ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ ﷺ چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

(۱) ''اللهم أهله علينا باليمن و الايمان و السلامة و الاسلام ربي و ربك الله '' (ترمذی برقم: ۳۴۵۱' مستدرک حاکم برقم: ۷۶۷' صحیح ابن حبان برقم: ۸۸۸' شیخ شعیب ارناؤط نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے' نیز علامہ البانی نے بھی اسے صحیح کہا ہے' دیکھئے: سلسلہ صحیحہ (البانی) برقم: ۱۸۱۶) ترجمہ: اے اللہ اس چاند کو میرے لئے امن' ایمان' اسلام' اور سلامتی والا بنا' میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔

(۲) ایک دوسری روایت میں یہ دعا یوں مذکور ہے: ''الله أكبر' اللهم أهله علينا بالأمن و الايمان و السلامة و الاسلام' و التوفيق لما تحب ربّنا و ترضى' ربنا و ربك الله '' (صحیح ترمذی (البانی) برقم: ۲۷۴۵' داری: ۱۶۸۸' السنہ از ابن ابی عاصم برقم: ۳۷۶' مسند ابو یعلی برقم: ۶۶۱' الیوم واللیلہ از ابن سنی برقم: ۶۴۱' الکلم الطیب ص ۹۰' سلسلہ صحیحہ (البانی) برقم: ۱۸۱۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لئے مرد مؤمن کو چاہئے کہ دعا کا اہتمام کرے

(۳) ایک اور روایت میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے چاند دیکھنے کی دعا یوں مذکور ہے: ''اللهم أهله علينا باليمن و الايمن و السلامة و الاسلام و غير ضالين و لا مضلين ربي و ربك الله'' (ظلال الجنۃ برقم: ۳۷۶ علامہ البانی نے ظلال الجنہ کی تحقیق میں اس سند کی تصحیح فرمائی ہے)

واضح رہے کہ یہ دعائیں عمومی طور پر چاند دیکھنے کے وقت پڑھنے کی ہیں' ماہِ رمضان کے ساتھ خاص نہیں ہے لہٰذا دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا' چاند کی طرف اشارہ کرنا' اور دیگر عمل بجالانا شرعی امور نہیں ہیں' نیز اس موقعہ سے دیگر مزید کئی دعائیں ذکر کی جاتی ہیں' مگر وہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

روزوں کی اقسام

عمومی طور پر روزوں کی (بحیثیت ادائیگی) چار قسمیں کی جاتی ہیں:

(۱) فرض روزے

(۲) مستحب روزے

(۳) مکروہ روزے

(۴) حرام روزے

اُولاً: فرض روزے:

(اَلف) بحیثیت تحدید و تعیین اس کی دو قسمیں ہیں (۱) جس کا کوئی خاص وقت مقرر ہو جسے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہو اور اس میں ہیر پھیر کی کوئی گنجائش نہ ہو جیسے: ماہِ رمضان کے روزے' یا پھر بندے نے اپنی طرف سے اسے مقرر کر لیا ہو جیسے: نذر کا روزہ۔

(۲) وہ روزے جن کا کوئی خاص وقت مقرر نہ ہو' جیسے: ماہِ رمضان کے روزوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی قضا' یا کفارات کے روزے: ظہار کا کفارہ' یمین کا کفارہ' محرم کیلئے شکار کرنے کی وجہ سے کفارہ وغیرہ وغیرہ۔

(ب) من حیث کیفیۃ الأداء فرض روزوں کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۲) جسے پے در پے رکھنا ضروری نہ ہو' جیسے: رمضان کے روزوں کی قضا۔

ثانیاً: مستحب روزے: مستحب روزوں کا مفہوم یہ ہے کہ جن روزوں کا رکھنا مستحب اور مستحسن ہو' ان روزوں کی تعداد خاصی اور بیشمار ولا تعداد ہے' از راہِ مثال چند ایک اقسام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

(۱) ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن ترک کر دینا:

ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن ترک کر دینا یہ فرض روزوں کے بعد سے سب سے افضل روزہ قرار دیا گیا ہے' کیونکہ یہی روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا تھا' نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو۔ رضی اللہ عنہما۔ سے فرمایا: ''صم یوماً و أفطر یوماً و ذلك صیام دؤد علیه السلام۔و ذلك أعدل الصیام'' (بخاری برقم: ۳۴۱۸' مسلم برقم: ۱۸۱' و برقم: ۲۷۸۶) ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن ترک کر دو یہی داؤد علیہ السلام کا روزہ تھا' اور یہی متوسط قسم کا روزہ ہے۔

(۲) أیام بیض (عربی مہینے کے اعتبار سے ۱۳/ویں' ۱۴/ویں' اور ۱۵/ویں تاریخ) کے روزے رکھنا۔ ایام بیض یعنی عربی مہینہ کے اعتبار سے ۱۳ویں' ۱۴ویں' اور ۱۵ویں تاریخ کے روزے بھی اسلام کی نظر میں خاصی اہم ہیں اور ان روزوں کی انتہائی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے' چنانچہ حضرت أبو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ کا بیان اس سلسلہ میں انتہائی سبق آموز اور عبرت انگیز ہے' فرماتے ہیں: ''أوصانی خلیلی بثلاث: صیام ثلاثة أیام من کل شهر و صلاة الضحی و أن أوتر قبل أن أنام'' (بخاری برقم: ۱۹۸۱) میرے دوست (یعنی نبی اکرم ﷺ) نے مجھے تین امور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی وصیت فرمائی: ہر مہینہ میں تین دن کے روزہ کی' چاشت کے وقت کی نماز کی' اور یہ کہ سونے سے قبل (ضرور) وتر ادا کرلوں۔

یہی وصیت نبی محترم ﷺ نے حضرت ابو درداء۔رضی اللہ عنہ۔کو بھی فرمائی تھی' آں۔رضی اللہ عنہ۔بیان فرماتے ہیں: ''أوصاني حبيبي بثلاث ألا أدعهن ما عشت: بصيام ثلاثة أيام من كل شهر و صلاة الضحى و بأن ألا أنام حتى أوتر'' (مسلم برقم:۷۰۸' نسائی برقم:۲۴۰۴' السنن الکبری للبیہقی برقم:۵۰۹۳' المعجم الأوسط برقم:۹۰۹۵' صحیح ابن خزیمہ برقم:۱۰۸۳) میرے حبیب ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی کہ جیتے جی انہیں نہ چھوڑوں' ہر مہینہ میں تین دن کے روزوں کی' صلاۃ الضحی کی' اور یہ کہ سونے سے پہلے وتر کی نماز ادا کرلوں۔

(۳) پیر اور جمعرات کے روزے۔

پیر اور جمعرات کے روزوں کی بھی نبی اکرم ﷺ خاص اہتمام فرماتے تھے' پیر کے دن کی بابت آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ذلك يوم ولدت فيه و يوم بعثت فيه'' (مسلم برقم:۱۸۰۴' مسند احمد برقم:۲۲۵۳۷' وبرقم:۲۲۵۴۱' السنن الصغری للبیہقی برقم:۱۴۱۳' السنن الکبری للبیہقی :برقم:۸۱۸۲' صحیح ابن خزیمہ برقم:۲۱۱۸' مستدرک حاکم برقم:۴۱۷۹' إرواء الغلیل:۱۰۹/۴) یہی دن ہے' جس میں میری ولادت ہوئی' اور اسی دن مجھے نبوت سے سرفراز کیا گیا۔

اسی لئے پیر اور جمعرات کا روزہ نہ صرف مستحب بلکہ مسنون' مشروع اور مرغوب بھی ہے کیونکہ ان دونوں دنوں میں نبی اکرم ﷺ خصوصی طور پر روزہ کا اہتمام فرمایا کرتے تھے' رہا جمعرات کے دن کے روزہ کی بابت امر' تو آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ۔سے اس امر کی حقیقت بتلائی' جب آں رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ اس بوڑھاپے میں بھی ان دونوں ایام کے روزوں کا اس قدر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہتمام کرتے ہیں تو فرمایا: کہ خود رسول اللہ ﷺ بھی ان ایام کے روزوں کا اہتمام فرمایا کرتے تھے' اور جب اس بابت دریافت کیا گیا۔

تو فرمایا "إن أعمال العباد تعرض يوم الاثنين و يوم الخميس" (سنن أبوداؤد برقم: ۲۴۳۸' کنز العمال برقم: ۳۵۲۰۴' علامہ البانی نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے' دیکھئے: صحیح أبوداؤد برقم: ۲۴۳۹' وصحیح الجامع برقم: ۱۵۷۰) یعنی پیر اور جمعرات کو بندوں کے اعمال (بارگاہِ لم یزل ولا یزال میں) پیش کئے جاتے ہیں.

ایک دوسری روایت میں اس قدر اضافہ ہے: "فأحب أن يعرض عملي و أنا صائم" (ترمذی برقم: ۷۴۷' نسائی برقم: ۲۳۵۸' مسند أحمد برقم: ۲۱۵۳' السنن الکبری برقم: ۲۶۶۷' علامہ البانی نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے' دیکھئے: إرواء الغلیل برقم: ۹۳۲' صحیح الترغیب برقم: ۱۰۴۳' صحیح الجامع برقم: ۲۹۵۹) یعنی لہذا میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال پیش ہوں اور میں روزے سے ہوں۔

اللہ اکبر! یہ اس نبیٔ رحمت اور شفیع دو جہاں (ﷺ) کا عالم ہے' جن کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردئے گئے ہیں' آپ ﷺ کی خواہش وتمنا اور چاہت یہ تھی کہ آپ کے اعمال بارگاہِ رب ذوالمنن میں پہونچیں' تو آپ روزے سے ہوں.

اور محبانِ رسول ﷺ (اور بقول: بعض عاشقانِ رسول' جو تعبیر غیر صحیح ہے) اس سنت وعمل سے کس قدر دور ہیں' ایک لمحہ کیلئے تامل کرلینا چاہئے۔

نیز حضرت عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ کا یہ بیان بھی ملاحظہ فرمائیں' فرماتی ہیں: "كان النبي ﷺ يتحرى صوم يوم الاثنين و الخميس" (ترمذی برقم: ۷۴۵' نسائی برقم: ۲۳۵۹' ابن ماجہ برقم: ۱۷۳۹' علامہ البانی نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے' دیکھئے: صحیح ترمذی برقم: ۷۴۵' نسائی برقم: ۲۳۵۹') یعنی نبیٔ اکرم ﷺ پیر اور جمعرات کے روزوں کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا: ''تفتح أبواب الجنة يوم الاثنين و يوم الخميس فيغفر لكل مسلم لا يشرك بالله شيئا إلا رجلا كانت بينه و بين أخيه شحناء فيقال :أنظروا هذين حتى يصطلحا أنظروا هذين حتى يصطلحا'' یعنی پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، چنانچہ ہر ایک مسلمان کی مغفرت ہو جاتی ہے، مگر دو ایسے شخص کی نہیں، جن دو کے درمیان کینہ و حسد (نا اتفاقی) ہو لہٰذا کہا جاتا ہے: انہیں رہنے دو یہاں تک کہ یہ آپس میں اتفاق کر لیں، انہیں رہنے دو یہاں تک کہ یہ آپس میں اتفاق کر لیں۔

ایک دوسری روایت میں یوں مذکور ہے: ''تعرض الأعمال في كل يوم خميس و إثنين فيغفر الله عز و جل في ذلك اليوم لكل امرءٍ لا يشرك بالله شيئا الا كانت بينه و بين أخيه فيقال:أركوا هذين حتى يصطلحا أركوا هذين حتى يصطلحا '' (مسلم برقم:۲۵۶۵) یعنی (بندوں کے) اعمال ہر پیر اور جمعرات کو (بارگاہِ الٰہی میں) پیش کیے جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس دن ہر مسلمان کی بخشش فرماتا ہے، جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو، مگر ان دو کی نہیں جن کے مابین آپسی چپقلش اور رنجش ہو، کہا جاتا ہے: ابھی رہنے دو یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں، ابھی رہنے دو یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔

امت محمدیہ کے عام تمام اسلامی طبقہ جات کے احوال وظروف کا مطالعہ کر جایئے اس تعلق سے بڑی حد تک مایوس کن صورت حال نظر آئے گی۔

(۴) ماہِ شعبان کے روزے بکثرت رکھنا:

نبی اکرم ﷺ ماہِ شعبان کے روزوں کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے، اور اس قدر پابندی سے رکھا کرتے تھے، جس قدر کسی دیگر ماہ کا نہیں۔ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں: ''كان رسول الله ﷺ يصوم حتى نقول: لا يفطر و يفطر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حتی نقول لا یصوم و ما رأیت النبی ﷺ استکمل صیام شھرٍ إلا رمضان و ما رأیته أکثر صیاماً منه فی شعبان "(بخاری برقم:۱۹۶۹، و برقم:۱۹۷۰، مسلم برقم:۱۱۵۶) رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے تھے کہ ہمیں گمان ہونے لگتا تھا کہ آپ اب یہ روزے ترک ہی نہیں فرمائیں گے، اور جب ترک فرما دیتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اب آپ روزہ رکھیں گے ہی نہیں، اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ کا روزہ مکمل رکھتے دیکھا ہی نہیں، اور جتنا روزہ کا اہتمام کرتے ہوئے شعبان میں دیکھا کسی اور دوسرے مہینہ میں نہیں دیکھا۔

نیز حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "ما رأیت النبی ﷺ یصوم شھرین متتابعین إلا شعبان و رمضان "(ترمذی برقم:۷۳۶، نسائی برقم:۲۱۵، السنن الکبری برقم:۲۶۶۱، ابو یعلی برقم:۶۹۷۰، صحیح ابن ماجہ (البانی) برقم:۱۶۴۸، صحیح نسائی (البانی) برقم:۲۳۵۲، صحیح الترغیب (البانی)۱۰۲۵، شرح السنہ (بغوی) برقم:۱۷۲۰) یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو پے در پے کسی دو مہینے روزہ رکھتے نہیں دیکھا، ہاں شعبان اور رمضان کے روزے پے در پے رکھا کرتے تھے۔

یہاں ایک اعتراض کا جواب نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ مذکورہ حدیثِ عائشہ میں یہ ہے کہ آپ ﷺ رمضان کے علاوہ کسی اور دوسرے مہینہ کا روزہ مکمل نہیں رکھا کرتے تھے، مگر اس روایتِ ام سلمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ شعبان کا روزہ بھی مکمل (مہینہ کا) رکھا کرتے تھے۔

اس کا جواب سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن باز۔ رحمہ اللہ۔ (سابق مفتیٔ اعظم مملکتِ سعودی عرب) کی زبانی ملاحظہ فرمائیے، آں موصوف فرماتے ہیں: "حضرت ام سلمہ کی اس روایت میں مذکور حالت آپ ﷺ کی عمومی حالت کی عکاس ہے، کہ آپ ﷺ ماہِ شعبان کے بعض ایام میں روزہ ترک بھی فرما دیا کرتے تھے، اور بعض اوقات مکمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھا کرتے تھے' جیسا کہ حدیثِ عائشہ میں مذکور ہے'' (منقول از: الصیام فی الاسلام ص/۳۶۶)

نیز حضرت اسامہ بن زید۔رضی اللہ عنہ۔ کی یہ روایت بھی ملاحظہ فرمائیں' فرماتے ہیں: ''قلت یا رسول الله!لم أرك تصوم شهراً من الشهور ما تصوم من شعبان؟قال :"ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجبٍ و شعبان' و شهر ترفع فيه الأعمال إلى رب العالمين 'فأحب أن يرفع عملي و أنا صائم '' (مسند احمد برقم:۲۱۷۵۳' مصنف ابن أبی شیبہ برقم:۹۷۶۵' احادیث المختارہ (ضیاء مقدسی) برقم:۱۳۵۶' نسائی برقم:۲۳۵۷' علامہ البانی نے اس حدیث کی سند کی تصحیح فرمائی ہے' دیکھئے: صحیح النسائی برقم:۲۳۵۷' سلسلہ صحیحہ (البانی) برقم:۱۸۹۸' اور علامہ أرناؤط نے بھی تحقیق جامع الأصول از ابن أثیر ۳۱۹/۶ اور تحقیق مسند احمد برقم: (۲۱۸۰۱) میں اس کی سند کی تحسین فرمائی ہے)

یعنی میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس قدر اہتمام وحرص سے آپ اس ماہ (شعبان) کے روزے رکھتے ہیں کسی اور ماہ کا اتنا اہتمام نہیں ہوتا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسا مہینہ ہے جس سے عام طور پر لوگ غافل ہیں' یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اعمال اللہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں' اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اٹھائے جائیں اور میں روزہ سے ہوں''.

مگر ایک صد افسوس ناک امر یہ ہے کہ بدقسمتی سے بعض اسلامیانِ عالم میں خصوصی طور پر ۱۵ رویں شعبان کے روزوں کی وبا سرایت کر گئی ہے' جو انتہائی نحوست کی حد تک موجود ومقبول خواص وعوام ہوتا جا رہا ہے' چنانچہ:

☆اس رات کو ,,شبِ قدر'' تصور کرنا

☆اس رات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اس رات مردے تشریف لاتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆خصوصیت کے ساتھ حلوہ پوڑی اور قسم قسم کے مطعومات و ماکولات و مشروبات (کھانے' پینے' وغیر)ہ کا انتظام کرنا

☆خصوصیت کے ساتھ قبروں کی اجتماعی زیارت کا اہتمام کرنا

☆اس رات میں جلسے جلوس کا اہتمام کرنا' گانے بجانے اور شادیانے کا انتظام کرنا' اور شکم پرور ملانوں سے تقریریں کروانا وغیرہ وغیرہ بہت سے ایسے امور ہیں جن کا شریعتِ اسلامیہ سے کوئی تعلق و سروکار نہیں' ان امور کی تفصیلات میری مطبوع کتاب ''بدعات اور ان کی ہلاکت خیزیاں'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں.

(۵) ماہِ شوال کے شش عیدی روزے

ماہِ رمضان کے بعد ماہِ شوال ایک عظیم اور مہتم بالشان مہینہ ہے' جو عربی مہینہ کے اعتبار سے ۱۰واں مہینہ ہے' نبی اکرم ﷺ نے اس ماہ کے روزوں کا بھی خصوصی اہتمام فرمایا ہے' اور اپنی امت کو اس ترغیب و تعلیم دیا کرتے تھے' چنانچہ آپ ﷺ نے اس ماہ میں روزوں کا اہتمام کی اس قدر تعلیم دی کہ جس نے رمضان کے پورے روزے رکھے' پھر ماہ شوال کے چھ روزے رکھے تو اسے پورے سال روزے رکھنے کا ثواب ملے گا' فرمایا: ''من صام رمضان ثم أتبعه ستاً من شوال كان كمن صام الدهر'' (مسلم برقم: ۱۱۶۴' ترمذی برقم: ۷۵۹' السنن الکبری برقم: ۳۸۶۳' صحیح ابن خزیمہ برقم: ۲۱۱۴' صحیح ابن حبان برقم: ۳۶۳۴' المعجم الکبیر (طبرانی) برقم: ۳۹۰۲' من حدیث أبی أیوب انصاری۔ رضی اللہ عنہ۔) یعنی جس نے رمضان کے روزے رکھے' پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سال بھر روزہ رکھا (یعنی اس کو سال بھر روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا)

نیز فرمایا: ''من صام ستة أيام بعد الفطر كان تمام السنة من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها'' (ابن ماجہ برقم: ۱۷۱۸' المعجم الأوسط (طبرانی) برقم:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۶۰۷، المعجم الکبیر (طبرانی) برقم: ۹۵۴، کنز العمال (ہندی) برقم: ۲۴۲۱۲، مجمع الزوائد (ہیثمی) برقم: ۵۱۰۰، صحیح الترغیب (البانی) برقم: ۱۰۰۷، صحیح الجامع (البانی) برقم: ۶۳۲۷، علامہ البانی نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے صحیح ابن ماجہ برقم: ۱۷۱۵) یعنی جس نے عید الفطر کے بعد چھ دن روزے رکھے، گویا اس نے پورے سال روزہ رکھا، کیونکہ جو کوئی ایک نیکی کرتا ہے، اس کیلئے دس گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے۔

شوال کے چھ روزے رکھنے کے بعد پورے سال بھر کا روزہ کیوں اور کس طرح ہو جاتا ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بفحوائے رسول ﷺ "الحسنة بعشر أمثالها" اگر ایک ماہ تیس (۳۰) دن کو (۱۰) سے ضرب دیتے ہیں، تو (۳۰۰) ہوتے ہیں، اور مزید چھ دن کو (۱۰) سے ضرب دینے کے بعد (۶۰) بن جاتے ہیں، اور پورے سال میں (۳۶۰) دن ہوتے ہیں، چنانچہ آپ بھی ضرب دیں، اور ملاحظہ فرمالیں:

(360×60=10×6+300=10×30) و هكذا يكون كمن صام الدهر۔

یہ روزے متفرق بھی رکھے جاسکتے ہیں اور پے در پے بھی، کوئی ضروری نہیں ہے کہ پے در پے ہی رکھے جائیں "ثم أتبعه ستاً من شوال" کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان روزوں کی پابندی کرنے والوں کیلئے ضروری ہے کہ پہلے رمضان کے روزوں کو مکمل کرے۔ "من صام رمضان ثم" کا لفظ بھی اسی بات کی طرف غماز ہے۔

اسلامیانِ عالم کا ایک طبقہ ان روزوں کی کوئی اہمیت نہیں دیتا، بلکہ بدعت قرار دیتا ہے (حالانکہ ایسی حدیث دانی، خبر فہمی اور فقاہت وبصیرت پر قربان جانے کو دل چاہتا ہے) جو یکسر صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ کا معمول اور آپ ﷺ کی قولی حدیث اس کی اساس وبنیاد بتاتی ہے، جہاں عقل وخرد کے استعمال کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(۶) ماہِ ذوالحجہ کے ابتدائی نو دن کے روزے، مگر نویں تاریخ کا روزہ کچھ زیادہ ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہم ہے ماہِ ذوالحجہ اسلامی طبقوں میں کچھ زیادہ ہی اہم اور اسپیشل درجہ رکھتا ہے' کیونکہ اسی ماہ میں اسلامی فریضۂ حج ادا کیا جاتا ہے' اس لئے انتہائی ذوق وشوق اور حرص و رغبت سے اسلامیان عالم اس کا بہ شدت انتظار کرتے ہیں' اور اس لئے بھی کہ اس ماہ کچھ ایسے خصوصی اعمال ہیں جو کسی دوسرے ماہ میں نہیں' چنانچہ اسی ماہ میں:

(الف) حج کا اہم اور اسلامی بنیادی فریضہ ادا کیا جاتا ہے' جس کے انتہائی اہم ترین فضائل کتاب وسنت میں وارد ہوئے ہیں' جس کی تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں.

(ب) اسی ماہ میں قربانی جیسی اہم عبادت ادا کی جاتی ہے' جو حضرات ابراہیم و اسماعیل۔علیہما السلام۔کی ایک عظیم سنت ہے' جہاں جا بہ جا فدائیت و وفا شعاری' جاں سپاری اور صفاءِ نفس کا مظہر نظر آتا ہے' وہ کون سا اور کیسا جاں سپار اور وفا شعار گوشہ جگر تھا جس نے اپنے باپ کے ایک ادنی سے خواب کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا' اور دنیا کے سامنے اپنی وفا شعاری کا بیش بہا ثبوت بہم پہنچایا' ﴿یا أبت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین﴾ کا لفظ لفظ مطالعہ کر جایئے ہر قربانی اور فداکاری کا ایک ثبوت نظر آئے گا' آج کی نسل نو کو اس قربانی پر "جانوروں کی قربانیاں" پیش کرنے سے پہلے بصد بار غور کر لینا چاہئے۔

(ج) اس ماہ کے اوائل میں اعمال خیر کی جو خوبی بیان فرمائی گئی ہے' وہ بھی نظر حسین کو خیرہ کر دینے والی ہے' کہ ان ابتدائی دس ایام میں کوئی بھی عمل اللہ کے یہاں اتنا محبوب نہیں ہے' جتنا محبوب ان ایام میں عمل صالح محبوب ہیں' حتی کہ محبوب (اللہ کی راہ) میں جہاد وقتال بھی وہ مقام ومرتبہ حاصل نہیں کر سکتا ہے' جو مقام مرتبہ ان ایام میں صالح ونیک اعمال کے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "ما من أیام العمل الصالح فیهن أحب إلی اللہ من هذه الأیام العشر فقالوا یا رسول اللہ و لا الجهاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبیل اللہ ؟فقال رسول اللہ ﷺ: "و لا الجهاد فی سبیل اللہ اِلا رجل خرج بنفسه و ماله فلم یرجع بشیء "(بخاری برقم:۹۶۹'ترمذی برقم:۷۵۷عن ابن عباس) یعنی ان دس دنوں میں انجام دئے جانے والے اعمال سے بہتر کوئی عمل نہیں' صحابۂ کرام نے سوال کیا' اے اللہ کے رسول! کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا بھی اتنا مقام ومرتبہ نہیں' رسول اللہ ﷺ نے جواباً فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ کا بھی یہ مقام نہیں' الا یہ کہ کوئی شخص اپنی جان ومال لے کر اللہ کی راہ میں نکلے اور کچھ بھی لے کر واپس نہ آئے۔

(د) خصوصی طور پر روزوں کی انتہائی فضیلت بیان کی گئی ہے' خاص طور پر ۹ رویں ذوالحجہ کا روزہ تو انتہائی اہم اور خیر کثیر کا باعث ہے' نبی اکرم ﷺ نے اس دن روزہ رکھنے کی خصوصی طور پر ترغیب وتعلیم دی ہے' فرمایا: "صیام یوم عرفة أحتسب علی اللہ أن یکفر السنة التی قبله و السنة التی بعده "(مسلم برقم:۱۱۶۲')۔ روزِ عرفہ کے روزہ کے تعلق سے مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کی خطائیں معاف ہوں گی۔

تاہم حاجی کیلئے اس دن کا روزہ غیر مشروع اور غیر مرغوب ہے۔

کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے عرفہ کے دن کھانا تناول فرمایا اور لوگ آپ ﷺ کی طرف دیکھ رہے تھے' جیسا کہ حضرت ام فضل۔رضی اللہ عنہا۔ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے' لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کے روزہ کے تعلق سے شک تھا' اور سب آپس میں لڑ رہے تھے کوئی کہہ رہا تھا کہ نبی اکرم ﷺ روزہ سے ہیں اور کچھ دوسرے کہہ رہے تھے کہ آپ ﷺ روزہ سے نہیں ہیں' چنانچہ آں رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کیلئے دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی میں کھڑے ہوکر سب کے سامنے اسے تناول فرمایا (بخاری برقم:۱۹۸۸' مسلم برقم:۱۱۲۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس لئے بھی حاجیوں کیلئے روزہ غیر مشروع اور غیر مرغوب ہے تا کہ کھانا وغیرہ کھا کر دعا' ذکر واذکار اور تضرع وابتہال میں مشغول ہو جائیں۔

ایک وضاحت: مملکت سعودی عرب کے علاوہ دوسرے ممالک کے باشندگان یوم عرفہ کو روزہ رکھیں گے یا نویں تاریخ کو؟

یہ ایک اہم اور چبھتا ہوا سوال ہے' جو قابل توجہ طلب امر ہے' علماءِ معاصرین متقدمین کے مابین خاصی جھڑپ رہی ہے' آیئے اس تناظر میں چند حقائق معلوم کرتے ہیں' شاید مطلع کچھ صاف ہوتا نظر آئے' وباللہ التوفیق۔

(۱) امت مسلمہ کا بیشتر طبقہ صدیوں سے آج تک رؤیت کے مطابق روزہ رکھتا آرہا ہے' چنانچہ ملاحظہ فرمایا جائے کہ:

(الف) رمضان کے روزوں کی ابتدا' (ب) اختتام اور عید الفطر (ج) عید الاضحیٰ (د) ایام بیض کے روزے' (ھ) عاشورہ کے روزے (و) نماز کے سارے اوقات (ز) اور ان کی ادائیگی اپنے اپنے ملک کی رؤیت کے اعتبار سے ادا کیا جا رہا ہے' اب اس وقت کا کوئی فلسفی کھڑا ہو اور یہ باور کرانے کی کوشش کرے تو اسے دھینگا مشتی نہ کہا جائے جائیگا.

(۲) ''یوم عرفہ'' کے نام سے اس لئے موسوم کیا جاتا ہے کہ عربوں کے یہاں نویں تاریخ عمومی طور پر ''یوم عرفہ'' کے نام سے مشتہر تھا' جیسا کہ محرم کی دسویں تاریخ کو ''یوم عاشوراء'' کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

(۳) آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جب کہ وسائل مواصلات اور گلوبل (انٹرنیٹ' موبائل' ٹیلیفون' فیکس' E-MAIL) کا دور دورہ ہے کہ خبر ایک سکنڈ میں دنیا کے کونے کونے تک پھیل جاتی ہے لہذا ''آج عرفہ ہے'' ''آج حج ہے'' اور ''آج عید ہے'' وغیرہ وغیرہ جیسی خبریں انتہائی آسانی سے نشر کی جاسکتی ہیں' مگر یہ ایک اہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور چبھتا ہوا سوال یہ ہے کہ:

(الف) فرض کرلیا جائے کہ یہ ذرائع ایک دن کیلئے مفقود ہو جائیں تو کیا ہوگا؟؟۔

(ب) نیز یہ بھی کہ آج بھی دنیا کے کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں کے لوگ اس طرح کی سہولیات سے محروم ہیں، وہ کیا کریں گے؟؟

(ج) نیز ان کشادہ ذہنوں کو اس امر پر بھی ایک لمحہ کیلئے غور کرنا چاہئے کہ صرف ''یوم عرفہ'' کے روزے کے تعلق سے یہ مشورہ کیوں دیا جاتا ہے، جبکہ ہماری عبادت کا ہر مسئلہ رؤیت سے مربوط ہے، چنانچہ انہیں یہ بھی مشورہ دینا چاہئے کہ:

(۱) سعودی عرب کی رؤیت کے مطابق روزہ رکھو (۲) سعودی عرب کی رؤیت کے مطابق عید مناؤ (۳) سعودی عرب کی رؤیت کے مطابق بقرعید کا اہتمام کرو (۴) سعودی ٹائم ٹیبل سے نمازوں کا اہتمام کرو وغیرہ وغیرہ

(د) لہٰذا ہر ملک میں اپنی اپنی رؤیت کا اعتبار ہوگا (اگر مطلع کا فرق ہو)

(۷) ماہِ محرم کے روزے:

(الف) ماہِ محرم کے عمومی روزے: ماہِ محرم اسلامی تاریخ کا ایک عظیم باب ہے، حضرت عمر۔ رضی اللہ عنہ۔ نے اسی ماہ سے عربی تاریخ کا کیلنڈر طے فرمایا، جو آج تک اسلامیانِ عالم کے یہاں معمول بہ ہے، مگر ایک عجیب امر یہ ہے کہ اس ماہ میں بعض مدعیانِ اسلام کے یہاں عجیب وغریب افراط وتفریط نظر آتی ہے، قسم قسم اور بھانت بھانت کی بدعات وخرافات، فضولیات وشرکیات، اور رسوم ورواج کی عجیب وغریب شکلیں نظر آتی ہیں، کہ کتاب وسنت کا ورق ورق شرمسار ہو جاتا ہے۔

دو طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ جو امور مشروع ومسنون ہیں ان سے قطع نظر، جن امور کا اسلامی تاریخ میں کوئی سراغ نہیں ملتا، ایسے امور سرانجام دئے جاتے ہیں، فَإِلَى اللهِ الْمُشْتَكَى؟

احادیث نبویہ میں ماہِ محرم کے روزے مسنون ومشروع قرار دئے گئے ہیں بلکہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماہ کے روزوں کو رمضان کے روزوں کے بعد سب سے اہم اور افضل قرار دیے گئے ہیں، چنانچہ فرمانِ نبوی ہے: ''أفضل الصيام بعد رمضان صيام شهر الله المحرم و أفضل الصلاة بعد الفريضة صلاة الليل ''(مسلم برقم: ۲۸۱۲، سنن أبوداؤد برقم: ۲۴۳۱، ترمذی برقم: ۴۳۸، نسائی برقم: ۱۶۱۳، مسند أحمد برقم: ۸۵۳۴، مستدرک حاکم برقم: ۱۱۵۵، صحیح ابن حبان برقم: ۳۶۳۶، صحیح ابن خزیمہ برقم: ۲۰۷۶، السنن الکبری برقم: ۸۲۰۴)

یعنی ماہِ رمضان کے روزوں کے بعد سب سے بہتر روزہ ماہِ محرم کا روزہ ہے، اور فرض نمازوں کے بعد سب سے بہترین نماز رات (تہجد) کی نماز ہے۔

(ب) عاشورہ کے روزے:

ماہ محرم کی دسویں تاریخ کو اسلامیانِ عالم ''یوم عاشورہ'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں، یوم عاشورہ کا روزہ حبیبِ امت ﷺ رکھا کرتے تھے، کیونکہ دسویں محرم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ظلم و استبداد سے نجات دلایا تھا، اور فرعون اور اس کی قوم کو غرقاب، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے شکر و امتنان سے سرشار ہو کر روزہ رکھا تھا، نبی اکرم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ روزہ رکھتے ہیں، سوال کیے جانے پر معلوم ہوا کہ وہ حضرت موسیٰ کی نجات کے شکریے میں روزہ رکھتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نحن أحق بموسى منكم ''ہم تو تم سے زیادہ حقدار ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب روزہ رکھیں۔ (بخاری برقم: ۲۰۰۴، مسلم برقم: ۱۱۳۰) تاہم رمضان کا روزہ فرض کیے جانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''من شاء صامه و من شاء تركه '' (بخاری برقم: ۲۰۰۲، و برقم: ۱۵۹۲، مسلم برقم: ۱۱۲۵) جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے اسے ترک کر دے (نہ رکھے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز حضرت ابن عباس ۔رضی اللہ عنہما۔ فرماتے ہیں: ''جب رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا تو لوگوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! إنہ یوم تعظمہ الیھود و النصاری فقال رسول اللہ ﷺ: فإذا کان العام المقبل ۔إن شاء اللہ۔صمنا التاسع ''یعنی اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو ایسا دن ہے جس دن کی تعظیم یہود و نصاری بجالاتے ہیں (اس دن روزہ کیوں رکھا جائے) آپ ﷺ نے فرمایا: آئندہ سال سے ہم نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے۔ان شاء اللہ۔ایک دوسری روایت میں ہے: ''لئن بقیت إلی قابلٍ لأصومن التاسع ''(مسلم برقم: ۱۱۳۴' ابن ماجہ برقم: ۱۷۳۶' مسند احمد برقم: ۱۹۷۱' المعجم الکبیر (طبرانی) برقم: ۱۰۸۵' و برقم: ۱۰۷۳۵) ترجمہ: اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں تاریخ کا روزہ رکھوں گا مگر آئندہ سال کی آمد سے قبل اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو بلا لیا گیا اور آپ ﷺ اللہ کے پیارے ہو گئے

یوم عاشورہ کے روزے کے درجات (GRADE):

علامہ ابن القیم ۔رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: کہ عاشورہ کے روزے کے تین درجات ہیں:

(۱) سب سے اکمل و مکمل درجہ یہ ہے کہ عاشورہ سے ایک دن قبل اور ایک دن بعد کا روزہ رکھا جائے یعنی ۹ رویں' ۱۰ رویں' اور ۱۱ رویں تاریخ کے روزے۔

(۲) ۹ رویں اور ۱۰ رویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے' اس سلسلہ میں بیشتر احادیث مروی ہیں' خود نبی اکرم ﷺ کی بھی یہی خواہش تھی کہ اگر آئندہ سال تک بقیدِ حیات رہے تو ۹ رویں اور ۱۰ رویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے گا' جیسا کہ سابقہ روایت میں گزر چکا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) صرف ایک دن ۹ رویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے (دیکھئے: زاد المعاد: ۷۶/۲)

یہی رجحان میرا بھی تھا کہ عاشورہ کے روزوں کا سب سے آخری گریڈ (Grade) Last یہ ہے کہ کم از کم ایک روزہ (۹ رویں تاریخ کا روزہ) ضرور رکھ لیا جائے تاہم سماحۃ الشیخ کے ایک عظیم بیان نے میری نظر متوجہ کر لی، جس میں آں۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں:

''الظاهر أن صيام يوم عاشوراء وحده يكره فالسنة أن يصوم يوماً قبله أو يوماً بعده و الأفضل لمن لم يصم قبله أو بعده أن لا يصومه حتى لا يوافق اليهود'' (یہ معلومات میں نے درسعید وہف کی کتاب: ''الصیام فی الاسلام'' ص ۳۶۳/ سے اخذ کی ہیں) یعنی ایسا لگتا ہے کہ صرف یوم عاشورہ کا روزہ مکروہ ہے لہٰذا سنت یہ ہے کہ ایک پہلے یا ایک دن بعد کا بھی روزہ رکھا جائے اور جو ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ نہ رکھے، اس کیلئے افضل یہ ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے، تاکہ یہودیوں کی موافقت سے بچا جا سکے۔

نیز فرماتے ہیں: ''أما صومه وحده فيكره'' (مجموع فتاوی ابن باز: ۴۰۴/۱۵)

یعنی صرف ایک دن روزہ مکروہ ہے۔

مگر افسوس صد افسوس اس ماہ میں جو بدعات وخرافات سرانجام دئے جاتے ہیں، اسلامی مزاج کا حامل قلب گرما جاتا ہے، اس کی بعض تفصیلات میری مطبوع کتاب ''بدعات اور ان کی ہلاکت خیزیاں'' میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

(۸) قمری مہینہ کی ہر آخری تاریخ کا روزہ گو کہ شعبان کا مہینہ ہی کیوں نہ ہو۔ یوم شک کا روزہ اس استحباب سے مستثنیٰ ہے۔

(۹) اللہ کی راہ میں ایک یا ایک سے زیادہ دن کا روزہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''من صام يوما في سبيل الله بعّد الله وجهه سبعين خريفاً'' (بخاری: ۲۸۴۰، مسلم: ۱۱۵۳) یعنی جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزہ رکھا تو اللہ ستر ہزار سال تک (کی مسافت تک) اس کے چہرے کو آگ سے دور فرمادے گا

ثالثاً: مکروہ روزے: مکروہ روزوں کا مطلب یہ ہے کہ ان ایام میں روزہ حرام کے درجہ تک تو نہیں پہنچتا مگر ان ایام میں روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے' ان روزوں کی تعداد خاصی ہے جیسے:

(۱) خصوصی طور پر یوم جمعہ کا روزہ: خصوصی طور پر یوم جمعہ کا روزہ اسلامی شریعت کی نظر میں مکروہ ہے نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے: ''لا یصوم أحدکم یوم الجمعة إلا أن یصوم قبله أو بعده ''یعنی صرف جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھو' اگر کسی کو رکھنا ہی ہو تو ایک دن قبل یا ایک بعد میں ضرور رکھ لیا کرو۔

مسلم میں اتنا اضافہ ہے: ''لاتخصوا لیلة الجمعة بقیام من بین اللیالی و لاتخصوا یوم الجمعة بصیام من بین الأیام إلا أن یکون فی صوم یصومه أحدکم ''(بخاری برقم: ۱۹۸۵' مسلم برقم: ۱۱۴۴) جمعہ کی رات کو عبادت کیلئے خاص نہ کرو اور جمعہ کے دن کو روزہ کیلئے خاص نہ کرو' الا یہ کہ کوئی شخص پہلے سے روزہ رکھ رہا ہو (تو کوئی بات نہیں ہے)

ایک بار رسول اکرم ﷺ حضرت جویریہ کے خانۂ دولت میں تشریف لائے' دیکھا وہ روزہ رکھ رہی ہیں' فرمایا: کیا کل روزہ رکھا تھا' عرض کیا گیا: نہیں' فرمایا: کیا کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ فرمایا: نہیں' تو آپ ﷺ نے فرمایا: تب روزہ توڑ دو'' (بخاری برقم: ۱۹۸۶)

(۲) خصوصی طور پر ہفتہ کا دن کا روزہ:

خصوصی طور پر ہفتہ کا دن کا روزہ بھی شریعتِ اسلامیہ کی نظر میں ممنوع اور مکروہ ہے' چنانچہ حضرت صماء۔ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لاتصو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موا یوم السبت اِلا فیما افترض علیکم و اِن لم یجد أحدکم لحاء عنبةٍ أو عودَ شجرةٍ فلیمضغه "(أبوداؤد برقم:۲۴۲۱' ترمذی برقم:۷۴۴' مسند احمد برقم:۱۷۶۸۶' اس حدیث کی سند کو علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے' محقق مسند نے بھی اس کی تحسین فرمائی ہے) یعنی فرض روزوں کے علاوہ صرف ہفتہ کا روزہ نہ رکھو' گرچہ تم میں سے کوئی انگور کا چھلکا یا کسی درخت کی لکڑی کے علاوہ کچھ اور دوسری چیز نہ پاتا ہو تو بھی اسے چبالے۔

(۳) مقام عرفہ میں حاجیوں کیلئے روزہ:

عرفہ میں حاجیوں کیلئے روزہ رکھنا مکروہ ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "یوم عرفة و یوم النحر و أیام التشریق عیدنا أهلَ الاسلام و هی أیام أکل و شرب "(أبوداؤد برقم:۲۴۱۹' ترمذی برقم:۷۷۳' نسائی برقم:۳۰۰۴' علامہ البانی نے اس کی سند کی تصحیح فرمائی ہے' دیکھئے صحیح ابوداؤد برقم:۲۰۹۰' صحیح الترمذی برقم:۷۷۷) یعنی عرفہ کا دن' قربانی کا دن' اور ایام تشریق (۱۱' ۱۲' اور ۱۳) ہم مسلمانوں کیلئے عید ہیں' جو کھانے اور پینے کے دن ہیں۔

علامہ شوکانی اس کی حکمت بیان فرماتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں: "و الحکمة فی ذلك أنه ربما کان مؤدیا إلی الضعف عن الدعاء و الذکر یوم عرفة هناك و القیام بأعمال الحج' و قیل :أنه یوم عید لأهل الموقف لاجتماعهم فیه "(نیل الأوطار: شوکانی:۳/۱۸۵) یعنی اس کی حکمت یہ ہوسکتی ہے' بسا اوقات روزہ رکھنا دعا' ذکر اور اعمال حج کی ادائیگی سے کمزوری کا سبب ہوسکتا ہے' ایک اور حکمت بیان کی گئی ہے کہ یہ دن عرفہ میں موجود افراد کیلئے عید کا دن ہے' کیونکہ وہ سب وہاں جمع ہوتے ہیں۔

سماحۃ الشیخ علامہ ابن باز۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: "أما الحاج فلا یجوز له

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أن يصوم يوم عرفة لأن النبي ﷺ وقف في ذلك اليوم و هو مفطر ''یعنی حاجی کیلئے جائز نہیں ہے کہ عرفہ کے دن روزہ رکھے کیونکہ نبی کریم ﷺ اس دن کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ روزہ سے نہ تھے نیز فرمایا: ''...و إن صام يخشى عليه الإثم لأن النبي ﷺ نهى عن صوم يوم عرفة بعرفة و لم يصم فالحاج لا يصوم و ان تعمد الصيام و هو يعلم النهي يخشى عليه الاثم لأن الأصل في النهي هو التحريم'' (مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۴۰۵، ۵۰۶) یعنی اگر حاجی روزہ رکھے تو ڈر ہے کہ کہیں گنہگار نہ ہو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے بنفسِ نفیس روزہ بھی نہیں رکھا لہذا حاجی روزہ نہ رکھے اور اگر جان بوجھ کر روزہ رکھتا ہے تو ڈر ہے کہ کہیں گنہگار نہ جائے کیونکہ ''نہی'' (ممانعت) کی اصل تحریم ہے

(۴) شک کے دن روزہ رکھنا (یوم شک کا مطلب یہ ہے کہ اس شک میں روزہ رکھنا کہ ممکن ہے آج (شک کے دن (۳۰ شعبان کو) ماہ رمضان ہو)

اس امر سے بھی رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص احتیاطی روزہ رکھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لا يتقدمن أحدكم رمضان بصوم يوم أو يومين إلا أن يكون رجل كان يصومه صومه فليصم ذلك اليوم'' (بخاری برقم: ۱۹۱۴، مسلم برقم: ۱۰۸۲) یعنی رمضان سے ایک دو روز پہلے روزہ رکھنا مت شروع کرو الا یہ کوئی شخص پہلے سے روزہ رکھ رہا ہو تو وہ روزہ رکھتا رہے۔

(۵) کافروں کے جشن کی مناسبت سے خصوصی روزہ رکھنا جیسے ہفتہ کے دن یا اتوار کے دن روزہ کی تخصیص۔

(۶) صومِ وصال اس کا مطلب ہے کہ دن رات روزہ رکھنا اور شرعی طریقہ پر (غروب آفتاب کے وقت) افطار نہ کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لا تواصلوا' قالوا انك تواصل' قال: لست كأحد منكم إني أطعم و اسقى'' (بخاری:۱۸۶۰) وصال مت کرو عرض کیا: آپ تو وصال کرتے ہیں' فرمایا: میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے

(۷) عمری روزہ' یعنی عمر بھر روزہ رکھنا.

عمر بھر روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص۔رضی اللہ عنہما۔ سے فرمایا: ''إنك تصوم الدهر و تقوم الليل ؟'' قلت:نعم!قال :إنك أذا فعلت ذلك هجمت له العين' و نفهت له النفس لاصام من صام الدهر' صم ثلاثة أيام من كل شهرٍ' صوم الدهر كله' قال:فقلت :إني أطيق أكثر من ذلك ؟قال:فصم صوم داؤد عليه السلام كان يصوم يوماً و يفطر يوماً و لايفر إذا لاقى '' (بخاری برقم:۱۹۷۵' و ۱۹۷۷' مسلم برقم:۱۱۵۹) یعنی آپ ﷺ نے فرمایا: تم عمری روزہ رکھتے ہو' میں نے کہا: ہاں' آپ نے فرمایا: ایسا اگر کرو گے' تو آنکھیں اندر چلی جائیں گی' نفس کمزور پڑ جائے گا' جس نے عمری روزہ رکھا اس نے روزہ رکھا ہی نہیں (یعنی اس کا یہ روزہ مقبول نہیں) ہر مہینہ کے تین روزے رکھ لیا کرو' یہ پوری عمر کا روزہ ہے' فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: میرے پاس اس سے زیادہ رکھنے کی طاقت ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: صوم داؤد رکھا کرو' حضرت داؤد علیہ السلام ایک روزہ رکھتے تھے' دوسرے دن ترک کر دیا کرتے تھے' اور جب دشمنوں سے ملاقات ہوتی (جنگ کی نوبت آتی) تو بھاگ نہیں کھڑے ہوتے تھے (بلکہ دشمنوں کے مقابلہ میں ڈٹ جاتے تھے۔

حضرت ابوموسی اشعری۔رضی اللہ عنہ۔ کی ایک روایت میں تو اس قدر وعید شدید سنائی گئی ہے' کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''من صام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الدهر ضُيِّقَتْ عليه جهنم هكذا و قبض كفه "(مسند أحمد برقم:۱۹۷۱۳' ابن خزیمہ برقم:۲۱۵۴' محقق صحیح ابن خزیمہ اعظمی نے اس کی تصحیح فرمائی ہے' مصنف ابن ابی شیبہ برقم:۹۵۵۳' ابن حبان برقم:۳۵۸۴' السنن الکبری (بیہقی) برقم:۸۷۴۰' مسند الطیالسی برقم:۵۱۵' علامہ البانی نے (السلسلہ الصحیحہ برقم:۳۲۰۲) میں اس کی تصحیح فرمائی ہے) یعنی جس نے عمری روزہ رکھا اس پر جہنم اس طرح تنگ کردی جاتی ہے' (یہ فرما کر آپ نے) اپنی ہتھیلی کو پکڑ لیا۔

حضرت عمر۔ رضی اللہ عنہ۔ تو ایسے شخص پر درہ برسایا کرتے تھے جو عمری روزہ رکھتا ہو (دیکھئے: ابن أبی شیبہ: برقم:۸ و برقم:۹۵۵۶)

(۸) رجبی روزے:

ایک عام بلیہ بعض اسلامیان عالم کے یہاں پایا جاتا ہے وہ یہ کہ وہ ماہِ رجب میں خصوصی روزے رکھتے ہیں' حالانکہ یہ جاہلیت کا عمل ہے' شریعتِ اسلامیہ کا اس سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہے' اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں لوگ ماہِ رجب کی قدر کرتے تھے' ہاں اگر کوئی شخص ماہِ رجب کے ساتھ ماہِ شعبان کا روزہ بھی رکھ لیتا ہے' تو اس میں کوئی حرج نہیں' مگر صرف ماہِ رجب کے روزوں کا اہتمام عمل جاہلیت' مکروہ اور بدعت ہے (دیکھئے: الفروع از ابن مفلح:۵/۹۹' الانصاف از مرداوی:۷/۵۲۹' اور الشرح الممتع از ابن عثیمین:۶/۴۷۶)

رابعاً: حرام روزے: بحیثیت حرام' حرام روزوں کی دو قسمیں ہیں:

(اُلف) وہ ایام جن میں بعینہ روزہ رکھنا حرام ہے' پانچ ہیں:

(۱) عید الفطر کے دن کا روزہ

(۲) عید الأضحیٰ کے دن کا روزہ

(۳) ماہِ ذی الحجہ کی ۱۱ ویں تاریخ کا روزہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) ماہ ذی الحجہ کی ۱۲ رویں تاریخ کا روزہ

(۵) ماہِ ذی الحجہ کی ۱۳ رویں تاریخ کا روزہ

(آخری تین ایام کو ایام تشریق کے نام موسوم کیا جاتا ہے) ان ایام کے روزوں کی حرمت کیلئے درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں!

(۱) حضرت عمر۔ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں: ''هذان يومان نهى رسول الله ﷺ عن صيامهما يوم فطركم من صيامكم و اليوم الآخر تأكلون فيه من نسككم '' یہ دو دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے' یعنی عید الفطر کے دن' اور جس دن تم قربانی کا گوشت کھاتے ہو' صحیح بخاری میں الفاظ یوں مروی ہیں: ''يا أيها الناس إن رسول الله ﷺ قد نهاكم عن صيام هذين العيدين أما أحدهما فيوم فطركم من صيامكم و أما الآخر فيوم تأكلون من نسككم '' (بخاری برقم: ۱۹۹۰' و برقم: ۵۵۷۱' مسلم برقم: ۱۱۳۷) یعنی اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے ان دو عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے' ایک عید الفطر کا دن' دوسرا قربانی کا دن

(۲) حضرت ابو سعید خدری۔ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں: ''نهى رسول الله ﷺ عن صوم يوم الفطر و النحر.'' (بخاری برقم: ۱۹۹۱' و ۵۸۴' و ۵۸۱۹' مسلم برقم: ۸۲۷) یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں: ''ينهى عن صيامين و بيعتين :الفطر و النحر و الملامسة و المنابذة '' دو دن میں روزہ رکھنے اور قسم کے بیع و شرا سے منع کیا جاتا ہے' عید الفطر کے دن کا روزہ اور قربانی کے دن کا روزہ' اور بیع ملامست اور بیع منابذت (بیع ملامست یہ ہے کہ: کپڑا چھوئے' اس کو نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھیلائے اور یہ واضح نہ ہو کہ اس میں کیا ہے' منابذت: ایک شخص دوسرے شخص کی طرف کپڑا پھینک کر بغیر سوچے سمجھے بیع وشراء کا معاملہ کرے' اور ایک دوسرے سے کہے: یہ اس کے عوض ہے)

صحیح مسلم کے الفاظ کچھ یوں ہیں: ''أن رسول الله ﷺ نهى عن صيام يومين :يوم الأضحى و يوم الفطر ''(بخاری برقم:۳۶۷' وبرقم:۱۹۹۱' و برقم:۲۹۹۵' و برقم:۵۸۴' و برقم:۵۸۱۹' مسلم برقم:۸۲۷) یعنی رسول اللہ ﷺ نے دو دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے: عید الاضحیٰ کے دن اور عید الفطر کے دن امام نووی۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر حال میں ان دو دنوں کا روزہ حرام ہے' چاہے وہ روزہ نذر کا روزہ ہو' نفلی روزہ ہو' یا کفارہ وغیرہ کا روزہ ہو (دیکھئے: شرح النووی: ۸/۲۶۳)

نیز اس لئے بھی ان دو دنوں کا روزہ حرام اور ممنوع ہے کہ یہ دو دن خوشی ومسرت اور فرحت وانبساط کے ہیں' ان میں روزہ رکھنا نہ شرعاً صحیح ہے نہ عقلاً۔

(۴) حضرت نبیشہ ہذلی۔ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں: ''أيام التشريق أيام أكل و شرب و ذكر الله ''(مسلم برقم:۱۱۴۱' مسند أحمد برقم:۱۳۴۷' مسند ابو یعلی برقم:۶۰۲۳' صحیح ابن حبان برقم:۳۶۰۲' ابن ماجہ برقم:۱۷۱۹' معرفۃ السنن والآثار (بیہقی) برقم:۲۷۲۲' السنن الکبری (بیہقی) برقم:۸۲۴۳) یعنی ایام تشریق:۱۱ رویں' ۱۲ رویں اور ۱۳ رویں تاریخ کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے ہیں

(۵) حضرات عائشہ وابن عمر۔ رضی اللہ عنہما۔ فرماتے ہیں: ''لم يرخص في أيام التشريق أن يصمن إلا لم يجد الهدى ''(بخاری برقم:۱۹۹۷' ۱۹۹۸) ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت صرف انہی کو دی گئی ہے جو ہدی پیش کرنے کی طاقت نہیں رکھتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۶) حضرت عبداللہ بن حذافہ۔رضی اللہ عنہ۔فرماتے ہیں: ''أمر رسول الله ﷺ أن ينادي في أيام التشريق :أنها أيام أكل و شرب'' (مسند احمد برقم: ۱۵۷۳۵، معرفۃ السنن والآثار (بیہقی) برقم: ۲۷۲۴، مستدرک حاکم برقم: ۱۵۸۸، المعجم الأوسط (طبرانی) برقم: ۷۱۰، اور اس کے یہ الفاظ ہیں: ''أنها أكل و شرب فلا تصوموا'' صحیح ابن خزیمہ برقم: ۲۱۴۷، اور اس کے الفاظ یہ ہیں: ''انها ليست أيام صوم انها أيام أكلٍ و شربٍ'' مسند ابو یعلی برقم: ۴۶۱، مسند کے محقق شیخ حسین سلیم اُسد نے کہا: رجالہ ثقات، یہی بات آپ نے حضرات سعد ابن ابی وقاص اور علی بن ابو طالب سے کہی تھی، دیکھئے: مسند احمد برقم: ۱۴۵۶، مصنف ابن ابی شیبہ برقم: ۱۰۹) یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق (۱۱/۱۲/۱۳ ذی الحجہ) کو یہ اعلان کرایا کہ: ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں

(۷) حضرت عقبہ بن عامر۔رضی اللہ عنہ۔فرماتے ہیں: ''يوم عرفة و يوم النحر و أيام التشريق عيدنا أهل الاسلام و هي أيام أكلٍ و شربٍ'' (ابوداؤد برقم: ۲۴۱۹، ترمذی برقم: ۷۷۳، نسائی برقم: ۳۰۰۴، علامہ البانی نے اس کی سند کی تصحیح فرمائی ہے۔دیکھئے صحیح ابوداؤد برقم: ۲۴۱۹، صحیح الترمذی برقم: ۷۷۳) یعنی عرفہ کا دن، قربانی کا دن، اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، اور ۱۳) ہم مسلمانوں کیلئے عید ہیں، جو کھانے اور پینے کے دن ہیں۔

(ب) وہ روزے جن کا رکھنا کسی علت وسبب سے حرام ہو یہ ہیں:

(۱) حیض ونفاس والی عورت کا روزہ:

حیض ونفاس دو ایسے امور ہیں، جو عمومی طور پر عام خواتین کو پیش آتے ہیں، جو باعثِ استعجاب نہیں، یہی وجہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے اس باب میں بھی خواتین کے احوال وظروف کا خاص خیال رکھا، چنانچہ ایسی حالات میں جبکہ وہ حیض ونفاس سے گزر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی ہوں' شریعتِ غراء نے ان سے نماز اور روزہ میں تخفیف فرمائی' جو بلاشبہ آسانیٔ اسلام کی بیش از بیش دلیل و برہان ہے' ہاں اس قدر حکم ہوا کہ نماز کی قضا تو نہیں کرنی ہوگی' مگر روزہ کی قضا زوالِ سبب کے بعد کرنا ضروری ہے' مائی عائشہ۔رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں: ''کنا نحیض علی عهد رسول الله ﷺ فنؤمر بقضاء الصوم و لانؤمر بقضاء الصلاة ''(بخاری برقم:۳۲۱' مسلم برقم:۳۳۵) یعنی رسول اللہ ﷺ کے عہدِ میمون میں ہم خواتین کو حیض آتا تھا' چنانچہ ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم تو دیا جاتا تھا' مگر نماز کی قضا کا حکم نہیں تھا۔

اور چونکہ نفاس کا خون درحقیقت حیض ہی کا خون ہوا کرتا ہے لہٰذا جو حکم حیض کا ہوگا' وہی حکم نفاس کا بھی ہوگا' اور دن کے جس حصہ میں بھی حیض و نفاس سے عورت متصف ہوگی' روزہ فاسد ہو جائے گا' چاہے یہ عارضہ دن کے شروع حصہ میں ہو' یا آخر حصہ میں' یا سورج غروب ہونے سے قبل ہو۔اور اگر حیض و نفاس والی خاتون اس کی حرمت کے جانتے ہوئے روزہ کا اہتمام کرے' تو وہ گنہگار ہوگی' اور یہ روزہ اس کیلئے کافی نہیں ہوگا (دیکھئے: المغنی از ابن قدامہ:۴/۳۹۷)

اور اگر حیض و نفاس والی خاتون دن کے کسی بھی حصہ میں پاک ہو جائے تو اس دن کا روزہ رکھنا صحیح نہیں البتہ وہ کھانے اور پینے سے روزہ کے احترام میں باز رہے گی' راجح اور صحیح ترین قول یہی ہے' سماحۃ العلامہ شیخ عبدالعزیز بن باز۔رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: ''علیها الامساك فی أصح قولی العلماء بزوال العذر الشرعی و علیها قضاء ذلك الیوم كما لو ثبت رؤیة رمضان نهارا فان المسلمین یمسكون بقیة الیوم و یقضون ذلك الیوم عند جمهور هل العلم و مثلها المسافر إذا قدم فی أثناء النهار فی رمضان إلی بلده فإن علیه الإمساك فی أصح قولی العلماء لزوال حكم السفر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مع قضاء ذلك اليوم "(فتاوی ابن باز: ۱۵/۱۹۳) یعنی علماء اسلام کے صحیح تر بیان کے مطابق اس (عورت) کے اوپر ضروری ہے کہ وہ (کھانے اور پینے سے) رکی رہے' کیونکہ عذر شرعی اب ختم ہو چکا ہے' البتہ اس پر اس دن کی قضا ضروری ہے' اس کی مثال بعینہ ایسے ہی ہے' جیسے دن کے کسی بھی حصہ میں رؤیتِ ہلال ثابت ہو جائے' چنانچہ ایسی صورت میں تمام مسلمانوں کے اوپر (راجح ترین قول کے مطابق) رکا رہنا ضروری ہے' اور جمہور علماء کے قول کے مطابق اس دن کی قضا ضروری ہے' بعینہ ایسے ہی اس مسافر کا بھی حکم ہے' جو دن کے کسی بھی پہر اپنے وطن کو لوٹ آئے' صحیح ترین مسئلہ یہی ہے کہ وہ رکا رہے گا' کیونکہ سفر کا حکم اب ختم ہو چکا ہے' ساتھ ہی اسے اس دن کی قضا کرنا ہے) (نیز دیکھئے: الفروع از ابن مفلح: ۴/۴۳۱' فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: ۱۰/۲۱۰) یہی مسلک شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی ہے (دیکھئے: شرح العمدہ از ابن تیمیہ: ۱/۵۷۔۵۹) البتہ بعض علماء کا مسلک ہے کہ اس کے اوپر رکا رہنا ضروری نہیں' (دیکھئے: المقنع والشرح الکبیر: ۷/۳۷۱۔۳۶۳ الشرح الممتع از ابن عثیمین: ۶/۳۴۴' مجالس شہر رمضان از ابن عثیمین: ص ۹۲۔۹۳)

(۲) بغیر شوہر کی اجازت' عورت کا نفلی روزہ رکھنا

بغیر شوہر کی اجازت' عورت کا نفلی روزہ رکھنا بھی شریعت اسلامیہ کی نظر میں ممنوع اور حرام ہے' چنانچہ حضرت ابوہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لا تصوم المرأة و زوجها شاهد إلا بإذنه و لا تأذن في بيته إلا بإذنه و ما أنفقت من نفقةٍ عن غير أمره فإنه يؤدى إليه" (بخاری برقم: ۵۱۹۵' و مسلم برقم: ۱۰۲۶) یعنی شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی عورت روزہ نہ رکھے' اور نہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت دے' اور جو کچھ بھی اس کے مال میں سے خرچ کرے' تو اسے ادا کر دیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے "لاتصوم المرأة و بعلها شاهد بإذنه غير رمضان ' و لاتأذن فی بيته و هو شاهد إلا بإذنه "(ابوداؤد برقم: ۲۴۵۸' علامہ البانی نے صحیح ابوداؤد میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے) یعنی شوہر کی موجودگی میں رمضان کے روزوں کے علاوہ شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عورت روزہ نہ رکھے' اور نہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت دے۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے: "لا تصوم المرأة و زوجها شاهد يوماً من شهر رمضان إلا بإذنه "(ترمذی برقم: ۷۸۲' علامہ البانی نے صحیح ترمذی میں اس کی سند صحیح قرار دیا ہے) یعنی شوہر کی موجودگی میں رمضان کے روزوں کے علاوہ شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عورت روزہ نہ رکھے

ابن الملقن۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: "اتفق العلماء على أن المرأة لا يحل لها صوم التطوع و زوجها حاضر إلا بإذنه "(الإعلام بفوائد عمدة الأحكام: ۵/۲۸۹) یعنی یعنی تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت کیلئے حلال نہیں ہے کہ شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے۔

امام نووی۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: "و هذا محمول على صوم التطوع ' و المندوب الذی ليس له زمن معين ' وهذا النهی للتحريم ' صرح به أصحابنا ' و سببه أن للزوج حق الاستمتاع بها فی كل الأيام ' و حقه فيه واجب على الفور ' فلا يفوته بتطوعٍ و لا بواجبٍ على التراخی "یعنی یہ حکم نفلی اور مندوب روزوں پر محمول ہے' جس کا کوئی متعین وقت نہیں ہے' اور یہ ممانعت حرمت کیلئے ہے' جس کی ہمارے اصحاب نے صراحت کی ہے' اور اس کا سبب یہ ہے کہ شوہر کیلئے دن کے کسی بھی لمحہ میں بیوی سے استمتاع (فائدہ حاصل کرنے کا) حق حاصل ہے' اور یہ حق فی الفور واجب ہے' لہذا اسے نہ نفلی عمل کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے فوت ہونا چاہئے اور نہ ایسے واجبی عمل جسے مؤخر کیا جاسکتا ہے۔

آگے فحوائے رسول ﷺ: "و زوجها شاهد" کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "و زوجها شاهد أي مقيم في البلد أما إذا كان مسافراً فلها الصوم لأنه لايتأتى منه الاستمتاع إذا لم تكن معه" (شرح النووی: ۱۲۰/۷ نیز دیکھئے: فتح الباری: ۲۹۶/۹) (یعنی "وزوجہا شاہد" کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا شوہر اس ملک یا شہر میں موجود ہو جہاں وہ ہے ہاں اگر وہ مسافر ہو تو وہ روزہ رکھ سکتی ہے کیونکہ ایسی صورت میں تو اس سے فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے)

(۳) ان افراد کا روزہ جن کو روزہ رکھنے کی وجہ سے ہلاک و برباد ہونے کا خوف وخطرہ ہو۔

ایسے افراد پر بھی روزہ رکھنا حرام ہے جنہیں اس بات کا خطرہ ہو کہ اگر وہ روزہ رکھیں گے تو ان کی جان جاسکتی ہے اور وہ ہلاک ہوسکتے ہیں۔

شروطِ صیام کوئی بھی امر ہو اس کیلئے کچھ حدود و قیود اور شرائط ضرور ہوتی ہیں رمضان کے روزے کے وجوب کیلئے بھی چند شرائط ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو جاتی ہے تو مشروط بھی بے معنی ہو جاتی ہے۔ عام طور پر علماء نے روزہ کی (۶) شرطیں ذکر کی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) مسلمان ہونا:

بنابریں کسی کافر پر روزہ واجب نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا روزہ درست اور صحیح ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿و ما منعهم أن تقبل نفقاتهم الا أنهم كفروا بالله و برسوله﴾ (التوبہ: ۵۳) ترجمہ: کوئی سبب ان کے خرچ کی قبولیت کے نہ ہونے کا اس کے سوا نہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں۔

نیز فرمایا: ﴿و قدمنا الى ما عملوا من عملٍ فجعلناه هباءً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منثوراً ﴾ (الفرقان:۲۳) اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔

اس آیت پر غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح غیر شرعی عمل کو خس و خاشاک کی طرح کہہ کر عبث و بیکار قرار دیا ہے۔

نہ ہی اسلام لانے کے بعد اس سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ ماضی میں قضا روزوں کی قضا کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف ﴾ (الانفال:۳۸) ترجمہ: آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیے جائیں گے

البتہ اگر اثناءِ صیام دن کے کسی پہر کوئی کافر مشرف بہ اسلام ہوتا ہے تو کیا اس دن کی قضا کرنی ہوگی؟ فقہاءِ اسلام کا اس بارے میں مختلف رائے ہے تاہم راجح ترین قول کے مطابق اس دن کی بھی قضا اس کے اوپر ضروری نہیں البتہ احترام صیام و رمضان میں وہ کھانے اور پینے سے رکا رہے گا کیونکہ رمضان کا احترام اپنی جگہ مسلم ہے شیخ ابن عثیمین ۔رحمہ اللہ۔ نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن عثیمین:۱۹/۷۶ فتاوی رمضان لہ :۲/۶۶۵ نیز دیکھئے: المغنی از ابن قدامہ: ۴/۴۱۵ شرح العمدہ:۱/۴۱ الشرح الممتع:۶/۳۳۳ مجالس شہر رمضان:ص/۷۰)

(۲) بالغ ہونا:

دوسری شرط یہ ہے کہ مکلّف بالغ ہو چنانچہ کسی کم سن بچہ پر روزہ واجب نہیں ہوتا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”رفع القلم عن ثلاثة :عن المجنون المغلوب حتى يفيق و عن النائم حتى يستيقظ و عن الصبى حتى يحتلم “ (ابوداؤد برقم:۴۴۰۱ و برقم:۴۴۰۲ ترمذی برقم:۱۴۲۳ ابن ماجہ برقم:۲۰۴۱ و برقم:۲۰۴۲ و صححہ الالبانی فی ارواء الغلیل برقم:۲۹۷) یعنی تین قسم کے اشخاص مرفوع القلم ہیں (اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی پرسش نہیں ہوگی)' پاگل یہاں تک کہ اسے ہوش آجائے' سونے والا یہاں تک کہ وہ جاگ جائے' اور بچہ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔

ہاں سنتِ صحابہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے سرپرست حضرات کو چاہئے کہ بچپن سے ہی روزہ کی عادت ڈلوائیں تاکہ بڑے ہو کر ان پر گراں نہ گزرے' جیسا کہ حضرت ربیّع بنت معوذ۔رضی اللہ عنہا۔ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے' آں رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''من أصبح منكم فليتم بقية يومه و من أصبح صائماً فليصم'' (فرماتی ہیں:) ''فكنا نصومه بعد و نصوّم صبياننا و نجعل لهم اللعبة من العهن فإذا بكى أعطيناه ذلك حتى يكون عند الافطار'' (بخاری برقم: ۱۹۶۰' مسلم برقم: ۱۱۳۶) یعنی جس نے صبح کی' اسے بقیہ دن روزہ رکھنا چاہئے' اور جو روزہ سے ہو وہ روزہ رکھو (فرماتی ہیں) اس کے بعد ہم لوگ روزہ رکھتے تھے' اور اپنے بچوں سے روزہ رکھواتے تھے' اور ان کیلئے روئی کی گڑیا بنا دیتے تھے' جب وہ روتے تو ہم اسے دیدیتے' یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرپرستان کو چاہئے کہ جب سات سال کے ہو جائیں تو انہیں روزہ رکھنے کی عادت ضرور ڈلوائیں' اگر اس کے پاس طاقت ہو' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام کس قدر اسلامی تربیت کرنے' اور اپنی اولاد کو اسلامی رنگ میں رنگنے کے حریص تھے۔ ایسی تربیت پر تو قربان جانے کو جی چاہتا ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ بلوغت کی علامت درج ذیل ہیں' ان میں سے کوئی بھی علامت ظاہر ہونا شروع ہو جائے' یا ظاہر ہو جائے تو بچہ کی بالغ عمری کا پتہ ملتا ہے' وہ علامات ملاحظہ فرمائیں:۔

اَولاً: حالتِ بیداری یا حالت نیند میں منی کا خارج ہونا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿و إذا بلغ الأطفال منكم الحلم فليستأذنوا كما استأذن الذين من قبلهم﴾ (النور:۵۹) ترجمہ: اور تمہارے بچے (بھی) جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں، انہیں بھی اجازت مانگ کر آنا چاہیے نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم'' (بخاری برقم:۸۷۹، وبرقم:۲۶۶۵، مسلم برقم:۸۴۶) یعنی جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔

ثانیاً: موئے زیر ناف آنا:

جیسا کہ حضرت عطیہ القرظی اپنا واقعہ خود اپنی زبانی روایت فرماتے ہیں: ''كنت من سبى بنى قريظة فكانوا ينظرون فمن أنبت الشعر قُتل و من لم ينبت لم يقتل فكنت ممن لم ينبت'' (ابوداؤد برقم:۴۴۰۴، ۴۴۰۵، ابن ماجہ برقم:۲۵۴۱، نسائی برقم:۳۴۳۰) یعنی میں بنو قریظہ کے بنائے گئے قیدیوں میں سے ایک تھا (مجھے بھی غلام بنالیا گیا تھا) چنانچہ وہ دیکھتے تھے، جس کے (زیر ناف) بال آئے نظر آتے تھے انہیں قتل کر دیا جاتا تھا، اور جن کے بال نہیں آئے ہوتے ان کی جان بخشی کر دی جاتی تھی، اور میں ان میں سے تھا جن کے بال ابھی نہیں آئے تھے۔

ترمذی کی روایت میں اس کا تذکرہ کچھ یوں ہوا ہے: ''عرضنا على النبى ﷺ يوم قريظة فكان من أنبت قُتل و من لم ينبت خلّى سبيله فكنت ممن لم ينبت فخلى سبيلى'' (ترمذی برقم:۱۵۸۴۔) یعنی قریظہ کے دن ہم سب نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش ہوئے، جس کے (زیر ناف) بال اگے نظر آتے تھے انہیں قتل کر دیا جاتا تھا، اور جن کے بال نہیں اگے ہوتے ان کی جان بخشی کر دی جاتی تھی، اور میں ان میں سے تھا جن کے بال ابھی نہیں آئے تھے لہذا میری جان بخشی کر دی گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت کثیر بن سائب۔رضی اللہ عنہ ورحمہ۔فرماتے ہیں: حدثني ابنا قريظة أنهم عرضوا على رسول الله ﷺ يوم قريظة فمن كان محتلماً أو أنبت عانته قتل و من لم يكن محتلماً أو لم ينبت عانته ترك "(نسائی برقم:۳۴۲۹' وصححہ الالبانی فی صحیح النسائی) یعنی مجھے قریظہ کے دولڑکوں نے بتایا کہ قریظہ کے دن سب نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش ہوئے' تو جو کوئی بالغ ہوتا یا جس کے بال اگے نظر آتے تھے انہیں قتل کر دیا جاتا تھا' اور جو بالغ نہیں ہوتا تھا' یا جن کے موئے زیر ناف نظر آتے تھے' ان کی جان بخشی کر دی جاتی تھی۔

ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ زیر ناف بال کا آنا شریعتِ اسلامیہ کی نظر میں معتبر رہا ہے' اور اسی کے پیش نظر فیصلے ہوا کئے ہیں۔

ثالثاً: ۱۵ر سال کی عمر کا ہونا:

بلوغت کی علامت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بچہ جب ۱۵ر سال کا ہو جائے' جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر۔رضی اللہ عنہما۔کا بیان اس سلسلہ میں انتہائی معتبر ترین ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے احد کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا' اس وقت میری عمر ۱۴ر سال کی تھی' تو رسول اللہ ﷺ نے میری شرکت سے انکار فرما دیا' کیونکہ اس وقت میری عمر کوئی ۱۴ر سال بنتی تھی' دوبارہ جب واقعہ خندق پیش آیا تو پھر دوبارہ میں نے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے شرکت کیلئے پیش کیا تو اس بار آپ ﷺ نے مجھے شرکت کی اجازت مرحمت فرما دی' کیونکہ اس وقت میری عمر کوئی ۱۵ر سال بن جاتی تھی" (مستفاد از: بخاری برقم:۲۶۶۴' و برقم:۴۰۹۷' مسلم برقم:۱۸۶۸' صحیح ابن حبان برقم:۴۷۲۸' بیہقی (۸۳/۳) کی روایت میں اس قدر کی زیادتی ہے کہ: آپ نے مجھے بالغ نہیں سمجھا (یعنی احد کے موقعہ پر)' اور جب واقعہ خندق میں میری عمر ۱۵ر سال کی ہوگئی تو بالغ سمجھ کر مجھے اجازت مرحمت فرما دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رابعاً: حیض کا آنا (یہ شرط صرف لڑکی کے لئے خاص ہے یعنی منجملہ ان امور کے جن کا تذکرہ ہوا عورت کی بلوغت کا پتہ اس کے حیض (MONTHLY CORSE) آنے سے بھی چلے گا) (دیکھئے: مجالس شہر رمضان از ابن عثیمین: ص ۴۷)

بعض بچیوں کو ۹ رسال کی عمر میں ہی حیض کا خون آنا شروع ہو جاتا ہے لیکن بسا اوقات لاعلمی کی بنیاد پر وہ روزہ نہیں رکھتیں اور نہ ہی اس کے اہل خانہ وخاندان اسے روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں حالانکہ اس پر روزہ رکھنا واجب اور ضروری ہے کیونکہ اس نے اسلام کے عظیم رکن کو ترک کر دیا ہے لہذا اگر کسی عورت سے ایسی غلطی کا صدور ہوا ہو تو اس پر ان تمام روزوں کی قضا ضروری ہے جنہیں اس نے ابتدائے حیض میں ترک کیا تھا گو کہ اس پر ایک لمبی مدت گزر گئی ہو کیونکہ یہ تمام روزے اس کے ذمہ باقی ہیں (دیکھئے: خواتین کے مخصوص مسائل مترجم رڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری ص ۱۵۸/۱۵۸۔۱۵۹)

مسئلہ: اگر کوئی اثناءِ نہار بالغ ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

اس مسئلہ میں بھی فقہاءِ امت کے مابین اختلاف رہا ہے راجح ترین بات یہی ہے کہ وہ کھانے پینے سے باز رہے گا البتہ اس پر نہ قضا ہے نہ کفارہ یہی قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا ہے (دیکھئے: مجموع فتاوی: ۱۰۹/۲۵ نیز دیکھئے: المغنی از ابن قدامہ: ۴۱۲/۴۔۴۱۵ الکافی از ابن قدامہ: ۲۲۰/۲۔۲۲۱ مجموع فتاوی ابن باز: ۱۷۳/۱۵ تحفۃ الاخوان لہ: ص ۱۶۰/۱۶۱۔۱۶۱ مجالس شہر رمضان ص ۷۰/۷۵ نیل الاوطار از شوکانی: ۱۲۴/۳۔۱۲۵)

(۳) عاقل ہونا:

تیسری شرط یہ ہے کہ پابند شرع عقلمند ہو (صاحب عقل وہوش ہو) اور جنون و دیوانگی کا شکار نہ ہو کیونکہ شریعتِ مطہرہ نے پاگل شخص کو مرفوع القلم قرار دیا ہے یہاں تک کہ اس کی عقل واپس آجائے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "رفع القلم عن ثلاثة :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عن المجنون المغلوب حتی یفیق ' و عن النائم حتی یستیقظ ' و عن الصبی حتی یحتلم " (ابوداؤد برقم:۴۴۰۱' و برقم:۴۴۰۲' ترمذی برقم:۱۴۲۳' ابن ماجہ برقم:۲۰۴۱' و برقم:۲۰۴۲' و صححہ الالبانی فی ارواء الغلیل برقم:۲۹۷) یعنی تین قسم کے اشخاص مرفوع القلم (کوئی پرسش نہیں ہوگی) ہیں' پاگل یہاں تک کہ اسے ہوش آجائے' سونے والا یہاں تک کہ وہ جاگ جائے' اور بچہ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔

(۴) روزہ رکھنے کی طاقت و مقدرت:

چوتھی شرط یہ ہے کہ شخص پابند کے پاس روزہ رکھنے کی مقدرت و طاقت ہونی چاہئے' چنانچہ اگر کوئی ایسا شخص ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے' البتہ اس پر قضا ضروری ہے' جیسے کوئی ایسا مریض ہو جسے اپنی شفایابی کی امید ہو' لہذا ایسا شخص اپنی صحت یابی کا انتظار کرے گا' یہاں تک کہ شفایاب ہو جائے' پھر فوت شدہ روزوں کی قضا کرے گا۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فمن کان منکم مریضاً أو علی سفرٍ فعدة من أیامٍ أخر﴾ (البقرۃ:۱۸۵) ترجمہ: تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے البتہ اگر کوئی ایسا عاجز ہو جو دائمی ہو جیسے ایسا مریض جسے اپنی صحت یاب ہونے کی امید ہی نہ نظر آتی ہو' یا ایسا عمر رسیدہ بوڑھا (اس میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں) جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہ ہو تو ان پر روزہ کے ہر دن کے حساب سے ایک مسکین کو کھانا کھلانا پڑے گا (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے' ان شاء اللہ)

(۵) اقامت پذیری:

پانچویں شرط یہ ہے کہ اقامت پذیر ہو' یعنی مسافر نہ ہو' البتہ ایسے شخص پر عذر زائل ہونے کے بعد قضا واجب ہوگی' جیسا کہ گزشتہ آیت میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے (اس کی مزید تفصیل ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرما سکیں گے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۶) موانع سے خالی ہونا:

یعنی (خصوصی طور پر عورت کیلئے) حیض ونفاس جیسے عوارض سے خالی ہو' حالتِ حیض ونفاس میں روزہ واجب نہیں ہے اور نہ ہی ایسی حالت میں روزہ صحیح ہے (اس کی تفصیل بھی قارئین آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرما سکیں گے' ان شاء اللہ)

ارکانِ صیام:

اسلامی ارکان کے اس بنیادی رکن ''روزہ'' کے بھی ارکان ہیں' جس کے بغیر بنیاد ہی بے بنیاد ہوتی' اور اس بنیاد پر مبنی عمارت قائم نہیں رہ سکتی ہے' روزہ کے دو ارکان ہیں' جن پر یہ رکن ''روزہ'' قائم ہے۔

(۱) نیت:

نیت کا معنی:

عربی لغت میں ''نیت'' کا معنی ارادہ کرنا' قصد کرنا' چاہنا' یعنی دل میں پیدا ہونے والا وہ عمل جو انسان کرنا چاہتا ہے'' ملتا ہے (دیکھئے: دستور العلماء (جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون) از: احمد نگری: ۲۹۵/۳)۔

جس سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ ''نیت'' درحقیقت دل میں جنم لینے والا وہ عمل ہے' جس کا ارادہ انسان کر رہا ہوتا ہے' لہٰذا نیت قلبی عمل ہے' زبان وجوارح سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے' ہاں اس کا اظہار اعضاء وجوارح سے ضرور ہوتا ہے' جو عملی پیکر بن کر سامنے آتا ہے' بنابریں نیت کے جو مروجہ الفاظ عوام الناس یا خواص میں متداول ومنتشر ہیں' اس کی کوئی حقیقت وحیثیت نہیں ہے' اور نہ ہی شریعتِ مطہرہ نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

بعض چھوٹی چھوٹی کتابوں' اشتہارات' پمفلٹ' وغیرہ میں ''نویت بصوم غدٍ من شهر رمضان'' (یعنی میں نے کل کے ماہِ رمضان کے روزے کی نیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی) وغیرہ کے جو الفاظ رائج قرار دیے گئے ہیں' درحقیقت بعض علما کی اپنی خود ساختہ اور خانہ ساز دعائیں اور الفاظ ہیں' کتب سنت اور دواوین احادیثِ رسول ﷺ میں اس طرح کے الفاظ کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا لہذا ایسے الفاظ سے احتراز کرنا چاہیے' اس کے بدعت ہونے کی صراحت شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے (مجموع فتاوی: ۲۲/۲۱۷' میں) علامہ ابن قیم جوزیہ نے (زادالمعاد: ۱/۲۰۱ میں) (فتاوی علمائے حدیث ۳/۸۷) عبدالحی لکھنوی نے (عمدۃ الرعایۃ: ص/۱۳۹ میں) شیخ احمد سرہندی نے (مکتوب نمبر ۱۸۶ میں) مولانا عبدالغفور رمضانپوری پاکستانی نے (مفید الاحناف ص/۳ میں) اور مولانا اشرف علی تھانوی نے (بہشتی زیور: ۲/۱۳ میں) فرمائی ہے' طالبان حق اور تشنگانِ صداقت کو ان کتب کی طرف مراجعت کرنا چاہیے (دیکھیے: اشعۃ اللمعات از شیخ عبدالحق دہلوی: ص/۱۹' عمدۃ الرعایۃ از شیخ عبدالحی لکھنوی ص/۱۲۹' بہشتی زیور ۲/۱۳' منقول از روزہ' رمضان از ابوعدنان منیر قمر: ص/۱۳)

روزہ کی نیت:

اسلام نے عام طور پر کسی بھی عمل کی صحت کیلئے نیت شرط اولین قرار دیا ہے' کوئی بھی عمل اس وقت تک معتبریت و مستندیت کا درجہ حاصل نہیں کرسکتا ہے جب تک کہ اس کی نیت نہ کی جائے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انما الأعمال بالنیات ' وانما لکل امرء ما نوی ' فمن کانت هجرته الی اله و رسوله فهجرته الی الله و رسوله ' و من کانت هجرته الی دنیا یصیبها أو الی امرأة ینکحها فهجرته الی ما هاجر الیه'' (بخاری برقم: ۱' مسلم برقم: ۱۹۰۷)

ترجمہ: عملوں کا دارومدار نیتوں پر (منحصر) ہے' اور ہر انسان کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا' چنانچہ جس کی نیت اللہ اور اس کی رسول کی طرف ہوگی' تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کی رسول کی طرف ہوگی' اور جس کی ہجرت کسی عورت سے شادی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیلئے ہوگی تو اس کی ہجرت اس کیلئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہے۔

بنابریں روزہ کی صحت کیلئے بھی نیت ضروری ہے' بلکہ فرض روزوں کی صحت کیلئے رات ہی سے نیت ضروری قرار دیا گیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام له" (ابوداؤد برقم: ۲۴۵۴' ترمذی برقم: ۷۳۰)

ترجمہ: یعنی جس نے فجر سے قبل روزہ کی نیت نہ کی' اس کا روزہ نہیں ہوگا)

اس باب کی دوسری حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں: "من لم یبیت الصیام قبل الفجر فلا یصوم" (نسائی برقم: ۲۳۳۲' ابن ماجہ برقم: ۱۷۰۰ من حدیث حفصہ۔ رضی اللہ عنہا۔) یعنی جس نے فجر سے قبل روزہ کی نیت نہ کی' وہ شخص روزہ نہ رکھے

حضرات عائشہ وحفصہ۔ رضی اللہ عنہما۔ سے موقوفاً یہ روایت بھی مروی ہے جو اس مسئلہ کی مزید وضاحت کرتی ہے' فرمایا: "لا یصوم الا من أجمع الصیام قبل الفجر" (نسائی برقم: ۲۳۴۰) یعنی روزہ وہی رکھے جس نے فجر سے قبل روزہ کی نیت کی لہذا فرض روزوں کی نیت رات سے ہی ضروری ہے' شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: "أما تبییت النیة فان الصوم الواجب الذی وجب الامساك فیه من أول النهار لایصح الا بنیة من اللیل سواء فی ذلك ما تعین زمانه کأداء رمضان و النذر المعین و ما لم یتعین کالقضاء و النذر المطلق"

(الاختیارات الفقہیۃ از شیخ الاسلام ابن تیمیہ ص ۱۵۸)

ترجمہ: جہاں تک بات رہی' رات ہی میں نیت کرنے کی' تو فرض روزوں میں جس میں صبح سویرے سے ہی رکا رہنا ضروری ہے' تو اس میں رات سے ہی نیت کرنا ضروری ہے' چاہے یہ ایسا روزہ ہو جس کا وقت معین ہے جیسے رمضان کا روزہ' متعین روزہ' چاہے ایسا روزہ جس کا وقت متعین نہ ہو' جیسے نذرِ مطلق کا روزہ کیا پورے رمضان کیلئے ایک ہی نیت کافی ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پورے رمضان کیلئے ایک مرتبہ نیت کرنا کافی ہوگا' یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہر رات نیت کی جائے' الا یہ کہ کوئی عذر پیش آجائے' مثلاً اثناء رمضان سفر پر چلا جائے' یا عورت کو حیض آجائے' یا انسان بیمار پڑ جائے' ایسی صورت حال میں از سر نو نیت کرنی پڑے گی' یہی مسلک شیخ الاسلام ابن تیمیہ (شرح العمدہ: ۱/۱۹۸) ابن القیم (اعلام الموقعین: ۱/۳۰۲' مرداوی (الانصاف ۷/۳۹۵) آں رحمہ اللہ نے امام مالک سے یہ بات نقل فرمائی ہے اور علامہ ابن عثیمین۔ رحمہم اللہ جمیعا (الشرح الممتع: ۶/۳۶۹۔۳۷۰) کا ہے۔

البتہ نفلی روزوں کی نیت زوال شمس سے قبل یا بعد کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے' اگر اس درمیان کچھ کھایا پیا نہ ہو جیسا کہ مائی عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے' فرماتی ہیں: ''قال لی رسول الله ﷺ ذات یوم: یا عائشة! هل عندکم شیء؟ قالت فقلت: یا رسول الله ما عندنا شیء' قال: فانی صائم' قالت: فخرج رسول الله ﷺ فأهديت لنا هدية۔ أو جائنا زور۔ و قد خبأت لك شيئاً' قال: ما هو؟ قلت: حيس' قال هاتيه' فجئت به فأكل' ثم قال: قد كنت أصبحت صائماً'' (مسلم برقم: ۱۱۵۴) ترجمہ: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ: تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا: کچھ بھی نہیں ہے اللہ کے رسول! فرمایا: تب میں روزہ سے ہوں' فرماتی ہیں: چنانچہ رسول اللہ ﷺ نکل پڑے' چنانچہ ہمیں ہدیہ ملا' اور میں نے آپ کے لئے کچھ چھپا رکھا ہے' فرمایا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: حیس (ایک قسم کا کھانا)' فرمایا: لاؤ' میں نے اسے لا کر دیا' چنانچہ آپ نے اسے کھایا' پھر فرمایا: میں روزہ سے تھا۔

نیز حضرت ام ہانی۔ رضی اللہ عنہا۔ کی روایت ہے' فرماتی ہیں: ''لما كان يوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفتح ۔فتح مكة۔جاء ت فاطمة فجلست عن يسار رسول الله ﷺ و أم هانى ء عن يمينه ٬قالت فجاء ت الوليدة باناء فيه شراب فناولته فشرب منه ٬ثم ناوله أم هانى ء ٬فشربت منه ٬فقالت يا رسول الله! لقد أفطرت و كنت صائمة ؟فقال لها:أكنت تقضين شيئاً ؟ قالت:لا ٬قال:فلا يضرك ان كان تطوعاً ''(ابوداؤد برقم:۲۴۵۶)فتح مکہ والے دن فاطمہ آئیں'اور رسول اللہ ﷺ کے دایاں طرف بیٹھ گئیں'اور دایاں ام ہانی'فرماتی ہیں:چنانچہ لڑکی ایک برتن لے کر آئی'جس میں پانی تھا'چنانچہ آپ نے اس سے پیا'پھر ام ہانی کو دیا'انہوں نے بھی پیا'چنانچہ فرمایا:اللہ کے رسول!میں نے کھالیا'حالانکہ میں روزہ سے تھی'آپ نے ان سے فرمایا:کیا تم قضا کر رہی تھی؟عرض کیا:نہیں'فرمایا:اگر نفلی روزہ تھا تو کوئی ضرر رساں نہیں۔

ترمذی کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ام ہانی سے فرمایا::''الصائم المتطوع أمين نفسه ٬ان شاء صام و ان شاء أفطر ''(ترمذی برقم:۷۳۱'و برقم:۷۳۲) ترجمہ:نفلی روزہ رکھنے والا خود مختار ہے'اگر چاہے روزہ رکھے اور اگر چاہے روزہ نہ رکھے۔

حضرت ام درداء۔رضی اللہ عنہا۔فرماتی ہیں کہ حضرت ابو درداء۔رضی اللہ عنہ۔ ام درداء سے دریافت کیا کرتے:کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟اگر ہمارا جواب نفی میں ہوتا تو فرماتے:''فانى صائم يومى هذا''یعنی آج میں روزہ سے ہوں'یہی حال تقریباً حضرات صحابہ:ابوطلحہ'ابو ہریرہ'ابن عباس'اور حذیفہ(رضی اللہ عنہم) کا بھی تھا (دیکھئے:بخاری برقم:۱۹۲۴)

بعض علماء کا قبل از زوال نیت کا شرط لگانا عبث سا لگتا ہے'تلاش بسیار کے بعد اس شرطیت کی کوئی دلیل نہ مل سکی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس کے برعکس حضرات حذیفہ وعبداللہ بن مسعود۔رضی اللہ عنہما۔کا عمل یہ ثابت کرتا ہے کہ نفلی روزوں میں جب تک انسان نہ کھائے پیئے نیت کی گنجائش ہے حضرت حذیفہ۔رضی اللہ عنہ۔کا عمل ملاحظہ فرمائیں:

''أن حذيفة بدا له الصوم بعد ما زالت الشمس فصام''(مصنف ابن ابی شیبہ برقم:۲/۲۹۰'مصنف بن عبد الرزاق:۴/۲۷۴' السنن الکبری برقم: ۷۹۲۰اس اثر کی سند کو شرح العمدۃ (۱/۱۸۸) کے محقق زائد بن احمد النشیری نے صحیح قرار دیا ہے' نیز فتح الباری:۴/۱۴۱)یعنی حضرت حذیفہ۔رضی اللہ عنہ۔کو زوال سورج کے بعد محسوس ہوا کہ روزہ رکھنا چاہئے تو روزہ رکھ لیا۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں:''متى أصبحت يوماً فأنت على أحد النظرين ما لم تطعم أو تشرب 'ان شئت فصم 'و ان شئت فأفطر'' (مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۲۸۹' برقم (۹۰۸۴)شرح المعانی از طحاوی:۲/۵۶ برقم: ۲۹۳۹' السنن الکبری برقم: (۸۳۵۱)اس اثر کی سند کو بھی شرح العمدۃ (۱/۱۸۸) کے محقق زائد بن احمد النشیری نے صحیح قرار دیا ہے' یہی بات شیخ الاسلام ابن تیمیہ (مجموع فتاوی: ۲۵/۱۲۰) نے کہی ہے' امام نووی نے تو اسے اعدل اور صواب ترین قول' اور سنت نبویہ کے زیادہ مشابہ قرار دیا ہے(شرح العمدہ :۱/۱۹۴)یعنی جب تم صبح کرو جب تک تم نہ کھاؤ پیو تم دو میں سے ایک کے اختیار کرنے کے مجاز ہو' اگر چاہو تو روزہ رکھو' اور چاہو تو روزہ نہ رکھو) مذکورہ صحابہ کرام کی یہ عملی تطبیق ہمارے لئے مشعل راہ ہے' جو اس باب میں صحیح سمت متعین کرتی ہے' لہذا ''زوال شمس'' کی قید لگانا کوئی وزن نہیں رکھتا' اور نہ ہی یہ شرط لگانا قرین قیاس ہے۔

(۲)طلوع فجر صادق سے لیکر غروب آفتاب تک تمام قسم کے مفطرات و مفسدات صیام سے رکا رہنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صیام کا دوسرا رکن یہ ہے کہ انسان طلوعِ فجر صادق سے غروبِ آفتاب تک ان تمام امور سے رکا رہے، جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مفطرات و مفسداتِ صیام کا تفصیلی تذکرہ ان شاء اللہ آئے گا، آپ وہاں ملاحظہ فرما سکیں گے کہ وہ کون سے امور ہیں، جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟۔

روزہ، عذر اور اربابِ عذر (شریعت کے تناظر میں)

عناصر اسلامی کا ایک اہم عنصر یہ بھی ہے کہ مردِ مسلم اس امر پر ایمان رکھے، اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض فرما کر امت محمدیہ اور دیگر امتوں پر اپنی رحمت و مہربانی کی بیش از بیش برسات نازل فرمائی ہے، چنانچہ روزے فرض فرما کر اس کے ساتھ ہی آسانی اور رحمت و کرم کی بارش نازل فرمائی، فرمایا: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه، و من كان مريضاً أو على سفرٍ فعدةٌ من أيامٍ أخر يريد الله بكم اليسر و لا يريد بكم العسر﴾ (البقرۃ:۱۸۵) یعنی جو کوئی رمضان کو پالے وہ روزہ رکھے، اور جو کوئی مریض ہو یا مسافر اسے دوسرے دنوں میں اس کی قضا کرنی چاہیے، اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا۔

نیز فرمایا: ﴿و ما جعل عليكم في الدين من حرجٍ﴾ (الحج:۷۸)

ترجمہ: اور وہ (اللہ) تم پر کوئی تنگی کرنا نہیں چاہتا۔

بلکہ اللہ تعالیٰ تو انسانی زندگی کے ہر موڑ پر تخفیف و تیسیر کا اعلیٰ نمونہ اور مظہر پیش کرتا ہے، فرمایا: ﴿يريد الله أن يخفف عنكم و خلق الانسان ضعيفاً﴾ (النساء:۲۸) یعنی اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہی ہے کہ تم پر تخفیف کرے، اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تخفیف و آسانی کا ایک عنصر اور اہم عنصر یہ ہے کہ اس ذاتِ ولا صفات نے نبیِ رحمت اور رسولِ رأفت ﷺ مبعوث فرمایا، اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ملاحظہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائیں: ﴿لقد جاءكم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم﴾ (التوبہ:۱۲۸) ترجمہ: تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

لہذا اس نبی رحمت ﷺ اور اس نبی رحمت کی لائی ہوئی شریعت کی خصوصیت ہی یہ ہونی چاہئے تھی کہ وہ رحمت، رأفت، آسانی، اور سہولت پر مبنی اور مشتمل ہو، چنانچہ اللہ تعالی نے روزے فرض فرما کر ارباب اعذار کو سہولت بھی بہم پہنچائی جو روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے، یا جن کے پاس عذر معقول ہے، وہ اس طرح کی سہولیات سے لطف اندوز ہوں، آئندہ صفحات میں ارباب اعذار کی معمولی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: (1) مریض (بیمار شخص)

☆ مرض کی حقیقت:

مرض درحقیقت انسانی جسم میں پیش آنے والا وہ عارضہ ہے جس سے مزاج میں فساد، صحت و تندرستی میں فرق و بگاڑ پڑنا شروع ہوتا ہے (دیکھئے: معجم لغۃ الفقہاء از محمد رواس: ص/۳۹۱)

لہذا اسلامی شریعت نے اس باب میں شخص انسان کی بہترین رہنمائی فرمائی کہ ایسی صورت حال میں انسان کو صبر و شکیبائی کا خوب خوب مظاہرہ کرنا چاہئے، کیونکہ مرض سے انسان اس وقت دوچار ہوتا ہے، جب اللہ تعالی کی مشیت ہوتی ہے، اللہ تعالی نے ایسی مصائب و آلام پر صبر کرنے والوں کو بلا حد و حساب اجر کی بشارت سنائی ہے، فرمایا: ﴿انما يوفى الصابرون أجرهم بغير حساب﴾ (الزمر:۱۰) (یعنی صبر کرنے والوں کو بلا حد حساب اجر سے نوازا جائے گا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا: ﴿و لنبلونكم بشيء من الخوف و الجوع و نقص من الأموال و الأنفس و الثمرات و بشر الصابرين﴾ (البقرۃ:۱۵۵) یعنی اور تم کو ہم خوف، بھوک، اور کچھ مال و جان اور اہل میں کمی کر کے آزمائیں گے، اور (اے نبی!) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے، جو اپنے مصائب پر صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں) نیز اس بات کی بشارت دی گئی ہے کہ جو صبر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی معیت کا شرف و کفایت انہیں حاصل ہے، فرمایا: ﴿يا أيها الذين آمنوا استعينوا بالصبر و الصلاة ان الله مع الصابرين﴾ (البقرۃ:۱۵۳) یعنی اے ایمان والو! صبر اور نماز (صلاۃ) کے ذریعہ (اللہ سے) مدد طلب کیا کرو، بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور فرمانِ رسول ﷺ صبر کو ضیاء قرار دیا گیا ہے، فرمانِ نبوی ہے: "... و الصبر ضياء" (مسلم برقم:۲۲۳) یعنی ... اور صبر روشنی ہے

نیز یہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ کوئی بھی مصیبت، غم، الم، پریشانی، درد و کرب اور رنج و ملال انسانی کھاتے میں اجرِ عظیم کا باعث ہیں، نبی اکرم ﷺ کی یہ بشارت بھی ملاحظہ فرمائیں: "ما يصيب المسلم من نصب و لا ووصب و لا هم و لا حزن و لا أذىً و لا غم حتى الشوكة يشاكها الا كفر الله بها من خطاياه" (بخاری برقم:۵۶۴۱، ۵۶۴۲، مسلم برقم:۲۵۷۳) یعنی کسی مسلمان کو جب بھی کوئی پریشانی، بیماری، تکلیف، حزن، درد، غم یہاں تک کہ کوئی کانٹا ہی چبھتا ہے، تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں نیز یہ بھی کہ یہی تکلیف و پریشانی اور درد و الم ازدیادِ درجات اور محوِ سیئات کا سبب بھی ہوتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ما من مسلم يشاك شوكة فما فوقها الا كتب له بها درجة و محيت عنه بها خطيئة" (مسلم برقم:۲۵۷۱) یعنی کسی مسلمان کو جب کوئی کانٹا یا دوسری کوئی اور چیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچتی ہے تو اس کے عوض ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹایا جاتا ہے۔

نیز ایک مردِ مسلم کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جس شخص کا جس قدر ایمان مضبوط، قوی اور عظیم ہوگا اسی بقدر اسے ابتلا و آزمائش میں مبتلا بھی کیا جائے گا نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی ملاحظہ فرمائیں: ''ان عظم الجزاء مع عظم البلاء و ان الله اذا أحب قوما ابتلاهم فمن رضى فله الرضى و من سخط فله السخط'' (ترمذی برقم: ۲۳۹۶، ابن ماجہ برقم: ۴۰۳۱، شعب الایمان برقم: ۹۳۲۵ علامہ البانی نے اسے (سلسلہ صحیحہ برقم: ۱۴۶) اور صحیح الجامع (۲۱۱۰) میں صحیح قرار دیا ہے) یعنی جس قدر آزمائش ہوگی اسی کے بقدر ثواب بھی ملے گا اور جب اللہ تعالی کسی قوم سے محبت کرتا ہے اسے مبتلائے آزمائش فرما دیتا ہے تو جو راضی ہو اس کیلئے رضامندی ہے اور جو ناراض ہو اس کیلئے ناراضگی ہے۔

نیز یہ بھی فرمادیا کہ سب سے سخت ترین آزمائش انبیاء کیلئے ہوتی ہے پھر درجہ بہ درجہ اہل ایمان کی، فرمایا جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے تو فرمایا: ''الأنبياء ثم الأمثل فالأمثل فيبتلى الرجل على حسب دينه فان كان في دينه صلبا اشتد بلاءه و ان كان في دينه رقة ابتلي على حسب دينه فما يبرح البلاء بالعبد حتى يتركه يمشي على الأرض ما عليه خطيئة'' (مسند احمد برقم: ۱۸۱۴، ترمذی برقم: ۲۳۹۸، ابن ماجہ برقم: ۴۰۲۳، علامہ البانی نے سلسلہ صحیحہ (۱۴۳ و ۲۲۸۰) میں اس کی سند صحیح قرار دیا ہے) یعنی سب سے سخت آزمائش انبیاء کی پھر بہترین لوگوں کی ہوتی ہے، انسان اپنے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے، چنانچہ جو شخص اپنے دین میں جس قدر مضبوط ہوتا ہے اس کی آزمائش بھی اتنی ہی سخت ہوتی ہے اور اگر انسان اپنے دین میں کمزور ہوتا ہے اس کی آزمائش بھی اس کے دین کے بقدر ہوتی ہے لہذا بندہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی آزمائش ہوتی رہتی ہے' یہاں تک کہ وہ زمین پر چلتا ہوتا ہے' اور اس کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہوتا ہے۔

لہذا انسان کو عفو و عافیت' صحت و تندرستی کی دعا کرتے رہنا چاہئے' اور اگر مصائب و آلام سے کبھی دوچار ہو تو قضا و قدر پر ایمان لاتے ہوئے صبر و شکیبائی کا مظاہرہ کرنا چاہئے' کیونکہ انسانی زندگی میں رنج و الم' حزن و غم کا در آنا انسانی زندگی کا لازمہ ہے' اس سے کوئی مفر نہیں ہے۔

مرض کی اقسام اور روزہ کے احکام

مرض کی دو قسم ہیں:

(۱) ایسا مرض جس سے صحت یابی کی امید ہو' ایسی صورت ِ مرض میں روزہ نہ رکھنے کی شریعتِ غراء میں اجازت ہے کہ مریض روزہ ترک کردے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أیاماً معدوداتٍ فمن کان منکم مریضاً أو علی سفرٍ فعدة من أیامٍ أخر﴾ (البقرة:۱۸۴) نیز فرمایا: ﴿فمن شهد منکم الشهر فلیصمه' و من کان مریضاً أو علی سفرٍ فعدةٌ من أیامٍ أخر یرید الله بکم الیسر و لا یرید بکم العسر﴾ (البقرة:۱۸۵) یعنی جو کوئی رمضان کو پالے وہ روزہ رکھے' اور جو کوئی مریض ہو یا مسافر اسے دوسرے دنوں میں اس کی قضا کرنی چاہئے' اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے' سختی نہیں چاہتا۔

اگر آپ مرض اور مریضوں کے احوال و ظروف پر تامل فرمائیں گے تو ماہِ رمضان میں مریض کے تین قسم کے حالات سامنے آتے ہیں:

پہلی حالت: ایسا مریض جس کے لئے روزہ رکھنا کوئی مشکل نہ ہو' اور نہ ہی روزہ اس کے لئے مضر اور نقصان دہ ہو' ایسے مریض کے اوپر روزہ رکھنا ضروری ہے' کیونکہ اس کے پاس کوئی عذرِ معقول نہیں ہے کہ جس کی بنیاد پر وہ روزہ ترک کرے' اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریعتِ مطہرہ اس پر کوئی قدغن نہ لگائے' جیسے کسی شخص کو بخار' زکام' سردی' نزلہ' سر درد اور پیٹ درد وغیرہ ہو' اور وہ روزہ نہ رکھنا چاہتا ہو' ایسے مریض کے لئے قطعاً روزہ ترک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

دوسری حالت: روزہ رکھنا اس کے لئے باعثِ مشقت ہو' مگر ضرر رساں نہ ہو' ایسے مریض کیلئے روزہ ترک کرنے کی اجازت ہے' اگر وہ کوئی پریشانی محسوس کرتا ہو تو' تو روزہ رکھنا مکروہ اور باعثِ ناپسندیدگی ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان الله يحب أن تؤتى رُخَصه كما يكره أن تؤتى معصيته'' (مسند احمد برقم: ۵۸۶۶' ابن حبان برقم: ۲۷۴۲' ابن خزیمہ برقم: ۹۵۰' (۲۰۲۷)' السنن الکبری برقم: ۵۱۹۹' علامہ البانی نے اس کی سند کو (ارواء الغلیل رقم (۵۶۴) میں' صحیح الجامع (۱۸۸۶) میں' اور صحیح الترغیب (۱۰۵۹) میں صحیح قرار دیا ہے) (یعنی اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے کہ کوئی معصیت نہ ہو' اسی طرح یہ بھی چاہتا ہے کہ جو چھوٹ دی گئی ہے اسے روبہ عمل لایا جائے)

تیسری حالت: ایسا مریض جس کیلئے روزہ ضرر رساں ہو (ذیابیطس' شوگر پیشنٹ اور گردے کا مریض وغیرہ' تو اس کیلئے روزہ چھوڑنا ضروری ہے' کیونکہ اسلام کی نظر میں جان کو ہلاکت میں نہیں ڈالا جاسکتا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿و لاتقتلوا أنفسكم ان الله كان بكم رحيما﴾ (النساء: ۲۹) (یعنی اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو' بلاشبہ اللہ تمہارے ساتھ ''رحیم'' ہے) نیز فرمایا: ﴿و لاتلقوا بأيديكم الى التهلكة﴾ (البقرۃ: ۱۹۵) (یعنی اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو اور اگر کوئی حالتِ صیام میں بیمار ہو جائے' اور روزہ رکھنا اس کے لئے باعثِ مشقت ہو تو اس کیلئے روزہ توڑ دینا جائز ہے' اور اگر کوئی بیمار اثناءِ رمضان صحت یاب ہو جائے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا' کیونکہ فرض روزوں کیلئے رات ہی میں نیت کرنا ضروری ہے' البتہ اس کیلئے بہتر یہ ہے کہ سارا دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھانے پینے سے رکا رہے اور ان ایام کی قضا کرے جن میں روزہ نہیں رکھ سکا ہے (دیکھئے: شرح العمدۃ: ۱/۵۷ الفروع از ابن مفلح: ۴/۴۳۱ مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۱۹۳ فتاوی لجنہ دائمہ: ۱/۳۲۴ فتوی نمبر: ۲۰۷۱ و ۱۹۵۴)

(۲) ایسا مرض یا عارضہ جس سے شفایابی کی کوئی امید نظر نہ آتی ہو جیسے کوئی ایسا بوڑھا یا بوڑھی جس کے پاس روزہ رکھنے کی استطاعت نہ ہو جسے شیخ فانی بھی کہتے ہیں یا ایسا مریض جس کی صحت یابی کی کوئی امید نہ ہو جس کی خبر ماہر مسلم اور ثقہ طبیب نے دی ہو کہ اس قسم کا مریض روزہ نہیں رکھ سکتا ہے ایسے اشخاص کیلئے شریعتِ مطہرہ نے چھوٹ دی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فاتقوا اللہ ما استطعتم﴾ (التغابن: ۱۶) یعنی حسبِ استطاعت اللہ سے ڈرو نیز فرمایا: ﴿لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا﴾ (البقرۃ: ۲۸۶) یعنی اللہ تعالی کسی بھی نفس کو اتنا ہی تکلیف دیتا ہے جتنا اس کے پاس برداشت کرنے کی طاقت ہو۔

بلکہ امام ابن منذر۔ رحمہ اللہ۔ نے علماءِ اسلام کا اس امر پر اتفاق نقل فرمایا ہے کہ شیخ فانی اور بوڑھی عورت جو روزہ رکھنے سے قاصر ہو وہ روزہ نہ رکھیں (دیکھئے: الاجماع از ابن منذر ص/۶۰) نیز یہی بات حضرت عبد اللہ بن عباس سے بھی منقول ہے (دیکھئے: بخاری برقم: ۴۵۰۵)

شیخ فانی اور مریض کا کفارہ:

ایسے اصحاب اعذار جو روزہ رکھنے سے قاصر ہوں اور مسلم ماہر اور ثقہ طبیب یہ رپورٹ دے کہ اس قسم کا مریض روزہ نہیں رکھ سکتا ہے یا روزہ اس کیلئے ضرر رساں ثابت ہو سکتا ہے تو شریعتِ مطہرہ نے اس کیلئے فدیہ مقرر فرمایا ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت میں اس کا تذکرہ بار بار ہو چکا ہے کہ اس کے اوپر ایک مسکین کو کھانا کھلانا ضروری ہے یعنی پورے مہینے رمضان کے تیس دن کے عوض تیس مسکین کو کھانا کھلانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فقہ السنہ: ۱/۴۴۲، احکام القرآن از جصاص ۱/۲۔۴) جیسا کہ حضرت انس بن مالک۔ رضی اللہ عنہ۔ سے منقول ہے کہ جب آں رضی اللہ عنہ عالم شیخوخت میں پہنچ گئے، تو سال دو سال تک ہر دن (تیس دن) ایک مسکین کو روٹی، گوشت سمیت کھانا کھلاتے اور روزہ چھوڑ دیتے تھے (دیکھئے: بخاری برقم: ۴۵۰۵)

البتہ ان اصحاب اعذار کو اختیار حاصل ہے کہ:

(۱) مختلف مساکین کو کھانا کھلائے، یعنی یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ایک ہی مسکین کو کھانا دیا جائے بلکہ مختلف اور کئی مسکین کے درمیان آدھا صاع کے اعتبار سے تقسیم کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ سے فرمایا تھا: "... أو أطعم ستة مساكين لكل مسكين نصف صاع" (بخاری برقم: ۱۸۱۶، مسلم برقم: ۱۲۰۱) (یعنی ... یا چھ مسکین کو کھانا کھلا دو، ہر مسکین کو نصف (آدھا) صاع کے حساب سے)

یہاں یہ بات واضح رہے کہ صاع سے مراد صاع نبوی ہے نہ کہ صاع عراقی، اور ایک صاع موجودہ وزن کے حساب سے تقریباً تین کیلو (۵۶۲۱/۲ گرام) بنتا ہے (یہی وزن مملکت سعودی عرب کے کبار مشائخ نے اختیار فرمایا ہے، دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۲۰۳، اس امر کی مزید تحقیق کا تذکرہ صدقہ فطر کے باب میں۔ ان شاء اللہ۔ ہوگا)

(۲) یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی روز قضا کے حساب سے کھانا تیار کر لیا جائے، اور مساکین و فقراء کو دعوت دے کر انہیں کھلا دیا جائے، کیونکہ حضرت انس بن مالک کا یہی دستور تھا کہ جب آں رضی اللہ عالم شیخوخت میں پہنچ گئے تو، سال دو سال تک ہر دن (تیس دن) ایک مسکین کو روٹی، گوشت سمیت کھانا کھلاتے اور روزہ چھوڑ دیتے تھے (دیکھئے: بخاری برقم: ۴۵۰۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاں اگر کوئی اتنا تنگ دست اور محتاجگی کی زندگی گزار رہا ہو کہ وہ مساکین کو کھلانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور نہ روزہ رکھنے کی مقدرت و طاقت تو ایسا شخص اس کی ادائیگی سے بھی معفوعنہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا﴾ (البقرہ: ۲۸۶) یعنی اللہ تعالیٰ کسی بھی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا (دیکھئے: فتاوی علماءِ حدیث ۶/۱۰۰ منقول از: روزہ رمضان از منیر قمر ص ۶۰)

ثانیاً: (2-3) حاملہ اور مرضعہ عورت:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جان کو ہلاکت و بربادی میں ڈالنے سے قطعی طور پر روکا ہے کیونکہ اسلام میں نہ ضرر کیلئے کوئی جگہ ہے ضرر رسانی کیلئے کوئی مقام نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لا ضرر و لا ضرار" (ارواء الغلیل برقم: ۸۸۸ وسندہ صحیح) یعنی نہ کوئی ضرر ہے نہ کوئی ضرر رسانی۔

اور اسی اسلامی اصول و ضابطہ کے مطابق شریعتِ مطہرہ نے ان خواتین کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی ہے جو حمل و رضاعت کی مدت سے گزر رہی ہوں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "إن اللہ وضع عن المسافر شطر الصلاۃ و عن المسافر و الحامل و المرضع الصوم أو الصیام" (مسند احمد برقم: ۱۹۰۲۷ و رقم: ۲۰۳۲۶ ترمذی برقم: ۷۱۵ ابن ماجہ برقم: ۱۶۶۷ نسائی برقم: ۲۲۷۴ ابوداؤد برقم: ۲۴۰۸ السنن الکبری برقم: ۵۲۷۳ صحیح ابن خزیمہ برقم: ۲۰۴۳ علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے) یعنی اللہ تعالیٰ نے مسافر کے ذمہ سے آدھی نماز کی تخفیف کر دی ہے اور مسافر حاملہ اور مرضعہ خواتین سے روزہ رکھنے کی تخفیف کر دی ہے۔

حالتِ حمل میں خون روک لیا جاتا ہے جو جنین (بطن مادر میں موجود بچہ) کیلئے غذا کا سامان ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اندازہ فرمایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جنین کی غذا کا انتظام رحم مادر میں فرمایا اور اس درمیان خواتین کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت عطا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائی (دیکھئے: فیض الرحیم الرحمٰن از: عبداللہ الطیار: ص/۹۱)

اور حاملہ اور مرضعہ خواتین کو عمومی طور پر تین قسم کے حالات درپیش ہوتے ہیں:

(۱) پہلی حالت یہ ہے کہ ان (حاملہ اور مرضعہ) دونوں کو صرف اپنی جان کا ڈر ہو، اگر مطلق طور پر روزہ باعثِ مشقت نہ ہو تو، ان کا حکم مریض کے حکم کی طرح ہوگا، یعنی اگر اس پر روزہ رکھنا شاق نہ ہو تو روزہ رکھنا ان پر ضروری ہے، اور اگر باعثِ مشقت ہو تو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(۲) دوسری حالت یہ ہے کہ اگر انہیں اپنے بچے کی جان کا خطرہ ہو تو ایک معصوم کی جان بچانے کی خاطر روزہ ترک کردیں گی۔

(۳) تیسری اور آخری حالت یہ ہے کہ اگر انہیں اپنے اور اپنے بچے کی جان کا خطرہ ہو تو روزہ نہیں رکھیں گی۔

ان ایام کی قضا کریں گی یا ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا؟ اس سلسلہ میں علماءِ کرام کی دو آراء ہیں

(۱) ایک رائے یہ ہے کہ ان کو ان ایام کی قضا کرنی پڑے گی۔

(۲) دوسری رائے یہ ہے کہ قضا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلانا پڑے گا۔

اس باب میں یہی رائے قوتِ دلائل کے اعتبار سے زیادہ وزنی ہے، گو کہ بعض علماء کبار نے اس رائے کو مرجوح قرار دیا ہے، مگر چونکہ اس باب میں وارد آثار کی استنادی حیثیت معتبر اور قابلِ تصدیق ہے، تو محض کسی ظن وتخمین کی بنا پر اسے مرجوح قرار نہیں دیا جاسکتا، وہ یہ کہ ایسی خواتین حاملہ ومرضعہ جنہیں اپنی جان کے ساتھ ساتھ اپنی نوزائدہ کی اور ان کا بھی خطرہ ہے، ان کے اوپر قضا ضروری ہی نہیں ہے بلکہ ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں گی۔ درج ذیل امور پر انتہائی سنجیدگی سے غور فرمائیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) حضرات عبداللہ بن عمر و ابن عباس۔رضی اللہ عنہم۔کی روایت سے معلوم ہوتا ہے ان دونوں حضرات صحابہ کا فتوی تھا: ''تفطر و تطعم مكان كل يوم مسكينا مدا من حنطة'' (مسند الشافعی:۱/۲۷۸، بیہقی::۲/۲۳۰، مصنف عبد الرزاق: برقم: ۷۵۶۷، علامہ البانی نے ارواء الغلیل:۴/۱۹۔۲۰ میں اس اثر کو سنداً صحیح قرار دیا ہے، دار قطنی:۲/۲۰۶، تقریباً یہی بات ''الناسخ والمنسوخ'' از ابو عبیدہ:ص/۶۵، ''تفسیر طبری'':۳/۴۲۷، میں بھی کہی گئی ہے۔یعنی: روزہ چھوڑ دے گی اور ہر دن کے بدلے گیہوں کا ایک مد کے اعتبار سے کھانا کھلائے گی۔

(۲) اس باب میں حضرت ابن عباس۔رضی اللہ عنہما۔کا اثر بھی ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں: ''إذا خافت الحامل و المرضع على ولدها في رمضان قال: يفطران و يطعمان مكان كل يوم مسكينا و لا يقضيان صوما'' (یعنی اگر حاملہ اور مرضعہ کو رمضان میں اپنے بچہ پر خوف ہو) فرماتے ہیں: تو روزہ توڑ کر ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں گی اور روزہ کی قضا نہیں کریں گی (تفسیر طبری:۳/۴۲۷) نیز قول باری تعالی: ﴿وعلى الذين يطيقونه﴾ کی شرح میں فرماتے ہیں: ''أثبتت للحبلى و المرضع'' (ابوداؤد برقم:۲۳۱۷ علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے) یعنی یہ حاملہ اور مرضعہ کے لئے ثابت ہے۔

(۳) حضرت ابن عباس۔رضی اللہ عنہما۔فرماتے ہیں: ''أنت من الذين لا يطيقون الصيام عليك الجزاء و ليس عليك القضاء'' (ارواء الغلیل:۴/۱۹۴) یعنی تم ان لوگوں میں سے ہو جن پر قضاء نہیں ہے بلکہ ان پر جزاء ہے (یعنی ہر روز کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

(۴) حضرت ابن عباس۔رضی اللہ عنہما۔نے ایک بار ایک حاملہ کو دیکھا تو فرمایا: ''أنت بمنزلة الذي لا يطيق عليك أن تطعمي كل يوم مسكينا و لا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قضاء عليك "(مصنف عبدالرزاق برقم: ۷۵۶۷، سنن دار قطنی: ۲/۲۰۶)(تم اس شخص کے مقام پر ہو جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں، تم ہر روز کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرو، تم پر قضا نہیں ہے)

(۵) جناب نافع رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: "حضرت عبداللہ بن عمر۔ رضی اللہ عنہما۔ کی ایک لڑکی ایک قریشی کے ہاتھ میں تھی جو حمل سے تھی، رمضان میں ایک بار شدید پیاس سے دوچار ہوئی، تو حضرت ابن عمر۔ رضی اللہ عنہما۔ نے اسے روزہ توڑ کر اس کے عوض ہر دن کھانا کھلانے کا حکم دیا" (دار قطنی: ۲/۲۰۷، ارواء الغلیل: ۴/۲۰)

(۶) اس امر پر تامل فرمائیں کہ حاملہ اور مرضعہ شیخ فانی کی طرح نہیں ہیں لہذا انہیں شیخ فانی کا حکم نہیں دیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ مستطیع ہیں، اور یہی بنیادی غلطی ہے جس کی بنا انہیں مریض کے حکم میں تصور کیا اور کرایا جاتا ہے۔

(۶) یہی قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بھی ہے (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۲۱۸)

(۷) محقق جناب کمال بن سید سالم ایک مصری محقق و مدقق عالم دین، اور فقہی بصیرت کے حامل ہیں، محقق مذکور نے "صحیح فقہ السنۃ" کے نام سے ایک تالیف امت مرحومہ کی نذر فرمائی ہے، اس عنوان پر بحث کرتے ہوئے، اس سلسلہ میں موجود علما اسلام کی رائے اور اقوال ذکر کرنے کے بعد انتہائی نفیس محاکمہ فرمایا ہے، فرماتے ہیں: "و أرجح الأقوال أنهما تفطران و تطعمان عن كل يومٍ مسكيناً ولا قضاءَ عليهما و هو قول ابن عباس و ابن عمر و لايعلم لهما مخالفٌ من الصحابة ثم إن حديثَ ابن عباس له حكم الرفع لأنه حديثُ صحابيٍ جاءَ في تفسير يتعلق بسبب نزول الآية فهذا حديثٌ مسندٌ كما تقرر في علم المصطلح" (صحیح فقہ السنہ: ۲/۱۱۴)(ان آراء میں سب سے راجح ترین رائے یہی ہے کہ حاملہ و مرضعہ پر قضا نہیں صرف ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر کھانا کھلانا ہے' کیونکہ یہی بیان حضرات ابن عمر و ابن عباس کا ہے اور صحابہ میں سے بھی کوئی مخالف نہیں ہے' پھر یہ حدیثِ ابن عباس' حدیثِ مرفوع کے حکم میں ہے' کیونکہ صحابی کی حدیث سببِ نزول آیت میں آئی ہے لہذا یہ مسند (مرفوع) حدیث ہوئی' خلاصہ ترجمہ)

(۵) اس طرح کے تقریباً کئی آثار حضرات ابن عمر و ابن عباس۔ رضی اللہ عنہم۔ سے صحیح اسناد سے مروی ہیں' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حاملہ اور مرضعہ پر قضا نہیں ہے بلکہ ہر روز کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

(۶) نیز اس لئے بھی یہی رائے اور موقف قوی تر ہے کہ آپ میرے ساتھ خود تامل فرمائیں کہ ایک خاتون (مثلاً) ماہِ رمضان سے قبل حاملہ ہوئی' اب ماہِ رمضان کا روزہ نہ رکھنے کی رخصت شریعت نے اسے دے دی ہے' اب نو ماہ مسلسل وہ حاملہ رہے گی' نو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوگا' پھر کم از کم ایک سال تک مرضعہ رہے گی' یعنی تقریباً دو سال تب تک پھر دوبارہ رمضان شروع جائے گا' سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ قضا کب کریں گی' لہذا قرین قیاس بھی یہی ہے کہ حاملہ اور مرضعہ کے اوپر صرف اطعام ہی ہے' نہ کہ قضا (اس بارے میں راقم نے اپنے استادِ محترم مفتیٔ دیار مئوناتھ بھنجن علامہ محفوظ الرحمٰن فیضی رحفظہ اللہ سے رابطہ کر کے ان کی رائے جاننے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ آں موصوف نے اس رائے کی تائید میں ایک مقالہ مدتوں قبل جریدہ ترجمان میں اشاعت کیلئے روانہ فرمایا تھا' میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ کم از کم ہماری اس رائے کی موافقت کرنے والے مزید اور بھی افراد و کبار علما ہیں) (ترجمان شمارہ نمبر ۱ راگست' ۲۰۱۰ء' جلد ۳۰' شمارہ: ۱۵)

(۷) اس امر پر بھی لمحہ بھر کیلئے تامل فرمالیں کہ ایک خاتون (مثلاً) ماہِ شعبان میں حاملہ ہوئی' پھر ۹ ماہ کے بعد وضع حمل ہوگا' پھر تقریباً ایک ڈیڑھ سال مدتِ رضاعت ہوگی' یعنی اپنے بچہ کو دودھ پلائے گی' پھر اس مدت میں یقیناً میاں بیوی کے درمیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلقاتِ زن وشو قائم ہوں گے' مثلاً پھر حاملہ ہوئی' اور یہ سلسلہ پھر ۹/ ماہ تک ممتد رہا' پھر وضع حمل' رضاعت' کی مدت تقریباً ۲/ سال' یا ایک سال ہوگی' غور طلب بات یہ ہے کہ یہ بیچاری قضا کب کریں گی؟ اور کیا شریعتِ اسلامیہ جو یقیناً سماحت ویسر اور آسانی کا منبع ومخزن ہے' یہ حکم صادر کرسکتی ہے' کہ اسے قضا کرنی ہے؟ میرے فہم ناقص سے بالاتر ہے۔ لہٰذا اس سے بھی معلوم ہوا کہ اس پر قضا نہیں بلکہ صرف اطعام (کھانا کھلانا) ہے' واللہ اعلم

(۸) حاملہ اور مرضعہ کو ,,مریض'' کے احکام سے نہیں جوڑا جاسکتا ہے' اور بنیادی طور پر جب ,,مریض'' سے اس مسئلہ کو مربوط کیا جاتا ہے تو پھر مریض کے احکام ان پر لاگو کرنا شروع ہوجاتے ہیں۔ (جسے تفصیل مطلوب ہو اسے ارواء الغلیل کا مطالعہ کرنا چاہئے)

ثالثاً: (4) مسافر

منجملہ ان اصحابِ اعذار' ایک عذر' عذرِ سفر بھی ہے۔ کیونکہ سفر انسانی ضرورت ہے' اور ایسے مواقع پر اسلام نے انسانی طبائع کا خاص خیال رکھا ہے۔

اگر آپ انسانی احوال وظروف پر طائرانہ نظر دوڑائیں گے تو معلوم ہوگا کہ انسان کے سفر پر نکلنے کی پانچ صورتیں ہوتی ہیں:

(۱) حرام سفر: یعنی انسان اس سفر میں ان امور کا ارتکاب کرے' جنہیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے' جیسے کوئی شراب کی بیع وشرا' زنا کے ارتکاب' لوٹ مار' اور غلط کاری کے لئے سفر کرے' عورت کا بغیر محرم سفر کرنا بھی اسی ضمن میں آتا ہے' نیز ان حضرات سیاحت کو بھی اسی زمرے میں شامل کرنا چاہئے جو بدمستی' زنا کاری' چوری ڈکیتی' اور غلط کاری کیلئے باہر ان ممالک کا سفر اختیار کرتے ہیں' جہاں عیاشی' فحاشی' اور بے راہ روی کے سارے دروازے وا ہوتے ہیں' اور ایک انسان وہ سب کچھ کرسکتا ہے' جسے وہ اپنی زندگی میں خواہش کرتا رہا ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس شخص کا سفر بھی ''سفر حرام'' کے ضمن ہی میں آتا ہے جو حیلہ اختیار کر کے ماہِ رمضان میں سفر کرتے ہیں' تاکہ روزہ رکھنے سے چھٹی مل جائے' کیونکہ حیلہ سازی محرمات کو جائز نہیں قرار دے سکتی (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن عثیمین: ۱۹/۱۳۳' فقہ العبادات: ص/۲۰۰' ۲۰۱)

(۲) سفر واجب:

اس سفر سے مراد عمومی طور پر حج' عمرہ' اور جہاد کیلئے سفر اختیار کرنا ہے' کیونکہ یہ سفر صاحبِ استطاعت کیلئے واجب ہے' چنانچہ حج اور عمرہ ایک مستطیع شخص پر فرض ہے' اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے' اسی طرح جہاد کا معاملہ ہے' اگر حاکم وقت کا حکم ہو' اور مظلومین و مقہورین کی مدد کیلئے حاکم وقت منادی کرائے تو اس سفر پر نکلنا واجب ہے' بعینہ طلبِ علم کا بھی یہی معاملہ ہے' اگر ملک میں کوئی صاحبِ علم و فہم نہ ہو' اور وہاں کوئی تعلیم و تدریس کا فریضہ انجام دینے والا بھی نہ ہو تو ایسے شخص پر ضروری ہے کہ سفر پر نکلے' کیونکہ علم دین کا حصول واجب ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''**طلب العلم فريضة على كل مسلم**'' (ابن ماجہ برقم: ۲۲۴' المعجم الصغیر برقم: ۲۲' المعجم الأوسط برقم: ۲۲۶۲' المعجم الکبیر برقم: ۱۰۴۳۹' شعب الایمان برقم: ۱۵۴۴' علامہ البانی نے اس کی سند کو (صحیح الجامع برقم: ۳۹۱۴' صحیح الترغیب برقم: ۷۲ میں) صحیح کہا ہے' جب کہ (تخریج ابن ماجہ (۲۲۴) میں اس ٹکڑے کو حسن قرار دیا ہے) نیز دیکھئے: الطیوریات برقم: ۲۲ محقق ''الطیوریات'' نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے' نیز بعض علماء نے اس کی سند میں کلام فرمایا ہے' مگر معنی صحیح قرار دیا ہے' بنابریں اس حدیث سے استدلال کرنے میں کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا ہے' البتہ اس حدیث میں بعض حضرات کی طرف سے ,,و مسلمة'' کا اضافہ غیر صحیح ہے) یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلم پر فرض ہے) اور خصوصی طور پر علم دین کا کہ اس کے بغیر راہِ حق پر قدم زن نہیں ہوا جا سکتا ہے' اسی لئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔ رحمہ اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں: "ما لا یتم الواجب الا به فهو واجب " (مجموع فتاوی: ۵۳۶/۱۰ یعنی جس کے بغیر واجب کا حصول ممکن نہیں وہ واجب ہے) اور یہ سب کو معلوم ہے کہ علم شرعی کے حصول کے بغیر دینی معلومات نہیں حاصل کی جا سکتی ہے۔

(۳) سفر مستحب: یعنی مستحب امور کی انجام دہی کیلئے سفر کرنا جیسے: نفلی حج، نفلی عمرہ اور نفلی جہاد کیلئے سفر کرنا۔

(۴) سفر مباح: یعنی ایسا سفر جس میں مباح امور کا ارتکاب کیا جائے مثلاً کوئی شخص کپڑوں کی تجارت، کرانہ جیسے عام اشیاء خوردنی، تیل صابن وغیرہ کی تجارت کیلئے سفر کرے اس سفر پر اسے ثواب ملے گا نہ عقاب۔

(۵) سفر مکروہ: اس سفر سے مراد یہ ہے کہ انسان تن تنہا سفر کرے اور اس کا کوئی رفیق سفر نہ ہو تو ایسا سفر اختیار کیا تو جا سکتا ہے، مگر شرعی نظر میں معیوب ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لو یعلم الناس ما فی الوحدة ما أعلم ما سار راکب بلیلٍ وحده" (بخاری برقم: ۲۹۹۸ عن عمر۔ رضی اللہ عنہ) یعنی اکیلے سفر پر نکلنے والا اگر وہ چیز جان لے جو میں جانتا ہوں تو کوئی مسافر اکیلے رات کو نہ نکلے) ہاں اگر کوئی لابدی امر ہو تو اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ استثنائی حالات کے مستثنیٰ احکام ہوتے ہیں اور شریعت کا عام قاعدہ یہ ہے کہ: "الضرورات تبیح المحظورات " (دیکھئے: الاشباہ والنظائر ۵۵/۱ القواعد والضوابط الفقہیہ: ص ۵۰) ضرورتیں حرام چیزوں کو بھی جائز قرار دیتی ہیں۔

سابقہ اقسام سفر پر نظر تامل ڈالنے سے مترشح ہوتا ہے کہ "سفر محرم" ایسا سفر ہے جس میں شریعتِ مطہرہ کی طرف سے دی گئی چھوٹ سے مسافر (حرام) مستفید نہیں ہو سکتا ہے، (گو کہ بعض علماء نے سفر حرام میں بھی سہولیاتِ سفر سے بہرہ مند ہونے کا فتوی دیا ہے البتہ راجح ترین بات یہی ہے کہ) بقیہ چار قسم کے اسفار ایسے ہیں جن میں شریعتِ غرا کی رخصتوں سے خوب خوب فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہے چنانچہ ماہِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان کا مسافر رمضان کی رخصتوں: نماز میں قصر' موزوں پر ۲۴ گھنٹے مسح' عمامے (پگڑی) پر مسح' سنن رواتب کی چھوٹ اور سواری پر ہی نفلی نماز کی ادائیگی وغیرہ جیسے احکامِ سفر سے فیضیاب ہوسکتا ہے۔

گزشتہ زمانوں میں سفر انتہائی پر مشقت' کٹھن' تکلیف دہ اور باعثِ الجھن ہوا کرتا تھا' اور یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سفر کو "قطعة من النار" قرار دیا' نیز ان ادوار میں نہ آرام دہ وسائلِ سفر موجود تھے نہ اس قدر وسائل و مواصلات ہی مہیا تھے' جس طرح آج کے دور میں میسر ہیں۔

تاہم یہ طے شدہ امر ہے' جس سے کسی کو مجال انکار نہیں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ ہے' اس ذاتِ والا صفات کو ہر چیز کا علم و خبر ہے لہٰذا آج کے اس دور میں بھی مسافر انہیں سہولیات سے مستفید ہونے کا حق رکھتا ہے' جو کل کے مسافروں کو حاصل تھیں۔

چنانچہ مسافتِ قصر صلاہ میں رمضان کے روزے نہ رکھنے کی چھوٹ ہے' جو ۴ برید یعنی ۱۶ فرسخ یعنی ۴۸ میل کے مساوی ہے' جس کی تفصیل یوں معلوم کی جا سکتی ہے۔ یعنی مسافر کو اجازت ہے کہ 4 برید میں نماز قصر کرسکتا ہے' اور ایک برید 4 فرسخ کا ہوتا ہے' بایں طور کہ 4 برید 16 فرسخ کا ہوگا' اور ایک فرسخ کا اندازہ 3 میل کے برابر ہوتا ہے لہٰذا 16 فرسخ: 48 میل کا ہوگا' اور ایک میل: ایک کیلو اور 60% کے برابر ہوتا ہے' بنابریں 1600+48 میل = 76,8 کیلومیٹر تقریبا قرار پائے گا' واللہ اعلم وعلمہ أتم وأحکم.

کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے: ,,لاتقصر الی عرفة و بطن نخلة و اقصر الی عسفان و الطائف و جدة فاذا قدمت علی أهلٍ أو ماشيةٍ فأتم" (السنن کبری برقم: ۵۱۸۲' مصنف ابن ابی شیبہ برقم: ۸۱۴۰' معرفۃ السنن والآثار برقم: ۱۲۷۹' علامہ البانی فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے: ارواء الغلیل: ۱۴/۳) یعنی عرفہ اور بطن نخلہ تک کے سفر میں قصر نہ کرو، عسفان، طائف اور جدہ تک کے سفر میں قصر کرو، چنانچہ جب تم اپنے چوپایوں اور اہل وعیال کے پاس آجاؤ تو نماز پوری پڑھو۔

اور مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان کی مسافت 88 کیلومیٹر اور مکہ اور جدہ کی مسافت تقریباً 79 کیلومیٹر ہے، اس اعتبار سے مذکور مسافت کی تعیین صحیح معلوم ہوتی ہے۔

نیز حضرات عبداللہ بن عمر و ابن عباس۔ رضی اللہ عنہما۔ ۴ برید جو ۱۶ فرسخ کے مساوی ہوا کرتا ہے، قصر کیا کرتے تھے (دیکھئے: بخاری برقم: ۱۰۸۶، فتح الباری: ۵۶۶/۲)

البتہ اس دور کے بعض محققین علماء وفقہاء نے ہر اس سفر میں قصر کی اجازت دی ہے جسے عرفِ عام میں "سفر" کا نام دیا جاسکتا ہو، کیلومیٹر کی کوئی قید نہیں ہے (دیکھئے: مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۱۱/۲۴۔۱۳۵، مجموع فتاوی ابن عثیمین: ۲۵۲/۱۵۔۴۵۱، مجموع فتاوی ابن باز: ۵۶۷/۱۲، الاختیارات از علامہ سعدی ص/۶۵)

نیز نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ والے دن میں روزہ رکھا، اور جب آپ ﷺ "کدید" پہنچے تو روزہ توڑ دیا، اور آخری ماہ تک روزہ نہیں رکھا (بخاری برقم: ۱۹۴۴، مسلم برقم: ۱۱۱۳)

یہ مدت تقریباً 10 یا 11 ایام کی بنتی ہے، کیونکہ آپ ﷺ 20 رمضان کو قریباً مدینہ منورہ سے مکہ کیلئے روانہ ہوئے تھے (نیل الاوطار از شوکانی: ۸۴/۴)

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے تبوک میں تقریباً 20 دن قیام فرمایا اور نماز قصر کے ساتھ ادا فرماتے رہے (مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۱۷/۲۴)

خلاصہ کلام:

سابقہ سطور کا ماحصل یہ ہے کہ جس مسافت میں قصر کی جاسکتی ہے، اس میں روزہ کی رخصت سے مستفید بھی ہوا جاسکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالتِ سفر میں مسافر کے حالات

اس امر میں تو کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ حالت سفر میں روزہ ترک کر دینے کی اجازت کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے' یہ امر بالکل ایسے ہی ظاہر و باہر ہے جیسے دوپہر میں سورج' تاہم کتاب وسنت اور مسافرین کے احوال و ظروف کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مسافر کے تین قسم کے حالات ہوتے ہیں:

(۱) روزہ رکھنے کی بنیاد پر مسافر کو ایسی صورت حال پیش آسکتی ہے کہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتا' یا روزہ رکھنا اس کیلئے باعثِ ضرر ثابت ہوسکتا ہے' ایسے مسافر پر حتماً روزہ ترک کرنا واجب ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ﴿و لا تلقوا بأيديكم الى التهلكة﴾ یعنی اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو' اور ﴿و لاتقتلوا أنفسكم﴾ یعنی اپنے آپ کو قتل مت کرو' فرما کر انسانی جان کو ہلاکت میں ڈالنے سے یقینی طور پر منع فرمادیا ہے' نبی رحمت ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر بنفس نفیس اس فارمولہ پر عمل فرمایا' اور علی رؤس الاشہاد پیالہ منگا کر پیا اور اسے امت کے سامنے واضح فرمادیا (دیکھئے: مسلم برقم: ۱۱۱۴' نیز دیکھئے: مجموع فتاوی ابن عثیمین: ۱۹/۱۳۵' الشرح الممتع: ۶/۳۳۸ و ۳۵۶)

(۲) مسافر کی دوسری حالت یہ ہے کہ روزہ رکھنا اس کیلئے باعثِ مشقت ہو' مگر پہلی حالت کی طرح نہیں' بلکہ یہ مشقت کم سے کمتر ہو' ایسی صورت حال میں اس کیلئے مستحب یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے' کیونکہ خود نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس قسم کے واقعات ظہور پزیر ہوئے' چنانچہ آپ ﷺ نے ایک سفر میں مشاہدہ فرمایا کہ کچھ لوگ (صحابۂ کرام) ایک شخص کا احاطہ کئے ہوئے اس کا سایہ کئے ہوئے ہیں' دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ (سفر میں) وہ شخص روزہ سے ہے' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''لیس من البر الصوم فی السفر'' (بخاری برقم:۱۹۴۶، مسلم برقم:۱۱۱۵) یعنی سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے نیز دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: ''انه لیس من البر الصوم فی السفر و علیکم برخصة الله التی رخص لکم فاقبلوها'' (نسائی برقم:۲۲۵۷، علامہ البانی نے (صحیح الجامع برقم:۴۰۷۷ میں) اس کی سند صحیح قرار دیا ہے) یعنی سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے، اور تم اللہ تعالیٰ کی رخصتوں کو لازم جانو اور اسے قبول کرو۔

(۳) تیسری حالت یہ ہے کہ روزہ رکھنا اس کیلئے انتہائی آسان ہو، یعنی روزہ رکھنا اور نہ رکھنا بطور مشقت اس کیلئے یکسر برابر ہو، ایسی صورت میں اس کیلئے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی کلی اجازت ہے، یعنی اگر چاہے تو رکھ لے اور اگر نہ رکھنے کی خواہش ہو تو رخصت پر عمل کرتے ہوئے ترک کر دے، وہ قابل ملامت و سرزنش نہیں، پھر بعد میں اس کی قضا کر لے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی۔ رضی اللہ عنہ۔ سے اس وقت جب آں رضی اللہ عنہ۔ نے یہ استفسار فرمایا کہ میں روزہ رکھ سکتا ہوں، روزہ رکھنا میرے لئے باعثِ مشقت نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان شئت فصم و ان شئت فأفطر'' (بخاری برقم:۱۹۴۳، مسلم برقم:۱۱۲۱) یعنی اگر چاہو تو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو ترک کر دو

نیز ایک حدیث میں یوں ارشاد فرمایا: ''هی رخصة من الله تعالی فمن أخذ بها فحسن و من أحب أن یصوم فلا جناح علیه'' (مسلم برقم:۱۱۲۱) یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے، تو جو اس پر عمل پیرا ہو، بہتر ہے، اور جو روزہ رکھنا چاہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے

اور وہ مسافرین جو عمرہ کیلئے مکہ تشریف لے گئے ہوں، دورانِ قیام مکہ، یا دورانِ عمرہ روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے، لہٰذا اگر کوئی چاہے کہ روزہ نہ رکھے تو اسے اس رخصت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔

بنابریں ایسے معتمرین جو مکہ مکرمہ میں ماہِ رمضان میں روزہ رکھنا ضروری سمجھتے ہیں' یا روزہ نہ رکھنا جرم عظیم تصور کرتے ہیں' وہ غلطی پر ہوتے ہیں' نیز جو معتمرین مکہ مکرمہ میں ایام رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کرنا درجہ حرام تک سمجھتے ہیں' وہ بھی غلطی پر ہیں' کیونکہ ایسے حضرات پر صرف قضا ہے' کفارہ نہیں' اس لئے کہ مسافر کیلئے جائز ہے کہ اپنے روزہ کو توڑ دے' چاہے کھانا پینا ہو یا جماع کر کے' سب اس کے حق میں برابر ہے۔ اور یہ حکم صرف مکہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ عام ہے' اور دنیا کے کسی بھی گوشہ میں اس سے مستفید ہوسکتا ہے۔

اور ان مفتیان کو جو مکہ میں فتوی دیتے ہیں' انہیں فتوی صادر کرنے سے قبل ضرور یہ استفسار کر لینا چاہئے کہ وہ مسافر ہے یا مقیم؟ اس کے بعد ہی حلت و حرمت یا قضا و عدم قضا کا فتوی صادر کرنا چاہئے (جیسا کہ شیخ ابن عثیمین ۔رحمہ اللہ۔ نے مفتیان دین کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے۔ دیکھئے: فتاوی رمضان شیخ محمد بن عثیمین: ۴۸۰/۱۔۴۸۱)

حالتِ سفر میں روزہ رکھنا بہتر ہے یا روزہ ترک کرنا

اس ذیلی عنوان قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جب کہ ہر قسم کی سہولیات موجود ہیں' ایک مسافر درحقیقت اپنے سفر میں کوئی مشقت' صعوبت' گرانی' پریشانی' تھکان اور تکلیف محسوس نہیں کرتا' کیونکہ عام طور پر دور دراز کا سفر FLIGHT (جہاز)' TRAIN (ٹرین' ریل گاڑی)' A.C کار وغیرہ میں سفر کیا جاتا ہے' جا بہ جا ریستوران' ہوٹل اور اقامتی ہوٹل وغیرہ کے جال بچھے ہوئے ہیں' ایسے حالات میں ایک مسافر کیلئے بہتر' افضل' اور سنت' اور اجر کا باعث کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ روزہ رکھنا یا روزہ نہ رکھنا؟

اس باب کی احادیث پر نظر غائر دوڑانے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ آج کے اس دور میں بہتر وہی ہے جو کل بہتر تھا' درج ذیل امور پر انتہائی سنجیدگی سے غور فرمائیں:

(۱) نبی اکرم ﷺ یقیناً رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گئے' خود آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر علی رؤس الاشہاد روزہ توڑ کر یہ ثابت فرما دیا کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا ہی بہتر اور افضل ہے' حتی کہ اسی سفر میں کچھ لوگوں کے بارے میں جب یہ اطلاع دی گئی کہ وہ لوگ روزہ رکھے ہوئے ہیں تو فرمایا: ''أولئك العصاة 'أولئك العصاة'' (مسلم برقم: ۱۱۱۴) یعنی یہ نافرمان ہیں' یہ نافرمان ہیں' اور یقیناً نبی اکرم ﷺ کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حالتِ سفر میں روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

(۲) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ليس من البر الصوم فى السفر'' (بخاری برقم: ۱۹۴۶' مسلم برقم: ۱۱۱۵) یعنی سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے' نیز فرمایا: ''انه ليس من البر الصوم فى السفر' و عليكم برخصة الله التى رخص لكم فاقبلوها'' (نسائی برقم: ۲۲۵۷' علامہ البانی نے (صحیح الجامع برقم: ۴۰۷۷ میں) اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے) یعنی سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے' اور تم اللہ تعالی کی رخصتوں کو لازم جانو' اور اسے قبول کرو۔

کیا اس سے واضح نہیں ہوتا کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا ہی بہتر و افضل ہے؟ کیونکہ اللہ تعالی اپنے بندوں کے حالات بہتر سمجھتا ہے' نیز یہ بھی کہ اللہ تعالی آسانی چاہتا ہے سختی نہیں' نیز یہ بھی آج کے اس دور کے بعض ماڈرن حضرات' دین اسلام پر کیچڑ نہ اچھالنا شروع کر دیں کہ دین اسلام آسانی' اور سہولیات سے ورے ہے۔

(۳) اور اس لئے بھی کہ اس طرح کی رخصت اللہ تعالی کی طرف سے ''صدقہ'' ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے اور یقینی طور پر بندۂ مؤمن کو اللہ کا صدقہ قبول کرنا چاہئے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان اللہ یحب أن تؤتی رُخَصه کما یکره أن تؤتی معصیته ''(مسند احمد برقم: (۵۸۶۶ محقق اَرناؤط نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ابن حبان برقم: (۲۷۴۲) ابن خزیمہ برقم: (۹۵۰) علامہ البانی نے اس کی سند کو (اراوء الغلیل (۵۶۴ میں) صحیح قرار دیا ہے) یعنی اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے کہ کوئی معصیت نہ ہو اسی طرح یہ بھی چاہتا ہے کہ جو چھوٹ دی گئی ہے اسے روبہ عمل لایا جائے۔

سابق مفتیٔ اعظم مملکتِ سعودی عرب سماحۃ العلامہ عبدالعزیز بن باز۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: ''المسافر مخیر بین الصوم و الفطر و ظاهر الأدلة الشرعية أن الفطر أفضل و لا سیما اذا شقّ علیه ... مسافر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اور شریعتِ مطہرہ کے ظاہری دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے خاص کر اگر اس کو محسوس ہو کہ یہ اس پر شاق گزرے گا۔ نیز فرمایا: ''...لکن اذا علم المسلم بأن فطره فی السفر سیثقل علیه القضاء فیما بعد و یکلفه فی المستقبل و یخشی أن یشق علیه فصام ملاحظة لهذا المعنی فذلك خیر۔'' (مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۲۳۴۔۲۴۴) ...لیکن اگر کوئی مسلمان یہ سمجھتا ہو کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا اور بعد میں اس کی قضا اس پر بھاری پڑ سکتی ہے اور مستقبل میں تکلیف دہ ثابت ہو سکتی ہے اور وہ ڈرتا ہو کہ یہ اس پر شاق ہے اور اس اعتبار سے روزہ رکھ لے تو یہ خیر و بھلائی ہے اور یہی رائے سعودی عرب میں موجود ''دائمی افتا کمیٹی کی بھی ہے (دیکھئے: فتاوی دائمی افتا کمیٹی: ۱۰/۲۰۹، ۲۰۰، ۱۰/۲۱۱) بلکہ کمیٹی نے مشقت اور عدم مشقت کا اعتبار کئے بغیر روزہ نہ رکھنے کو ہی افضل قرار دیا ہے نیز آں رحمہ اللہ نے ایک موقعہ پر اسی امر کو افضل قرار دیا ہے (دیکھئے: الصیام فی الاسلام از دروہف القحطانی: ص ۱۵۵ فتاوی شیخ صالح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفوزان: ۳/۱۴۸، ۱۴۹)۔

(۴) اور اس لئے بھی امام مالک۔ رحمہ اللہ۔ یہ کا قول ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے' امام مالک فرماتے ہیں: ''لن یصلح آخر هذه الأمة الا بما صلح به أولها'' (اقتضاء الصراط المستقیم: ۲/۱۱۸، الجواہر الباہر: ص/۳۹، اضواء البیان: ۸/۱۵۵) یعنی اس امت کی صلاح وفلاح بھی اسی میں مضمر ہے' جس میں پہلی امت کی بھلائی مضمر تھی

(۵) اور اس لئے بھی کہ ساری بھلائی اتباع رسول ﷺ میں ہی مضمر ہے' اور نبی اکرم ﷺ کا طریقہ اس باب میں یکسر ظاہر و باہر ہے کہ آپ ﷺ نے سفر میں روزہ علی رؤوس الاشہاد توڑ دیا' جیسا کہ آپ ﷺ نے کئی اسفار میں روزہ نہیں رکھا' جس کا صاف مفہوم و مطلب یہ ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا ہی افضل و بہتر ہے۔ کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے غیر افضل عمل انجام دیا؟ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے آپ ﷺ نے افضل کو ترک فرما کر ''غیر افضل'' عمل کو ترجیح دیا؟ یا آپ ﷺ اس افضلیت سے ناواقف و ناآشنا تھے؟ کلا وحاشا۔

ہاں اگر کوئی شخص اس خوف سے کہ بعد میں اس پر شاق گزرے گا' یا اسے موقعہ نہیں مل سکے گا' یا اس اعتبار سے کہ اس پر کوئی مشقت و صعوبت نہیں ہے' اور اس نے روزہ رکھ لیا تو کوئی حرج نہیں' اور یہ بھی خیر کثیر ہے۔

(۶) نیز اس امر پر بھی تامل فرمالیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لیس من البر الصوم فی السفر'' (تخریج گزر چکی ہے) یعنی سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے اور ''البر'' کا اطلاق عمل صالح پر ہوتا ہے' یعنی سفر میں روزہ رکھنا کوئی ''عمل صالح'' نہیں ہے' بلکہ زیادہ سے زیادہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ امر مباح ہے' اور امر مباح کیلئے اپنے آپ کو تھکانا اور پریشان کرنا قرین عقل نہیں ہے' جب کہ نبی اکرم ﷺ نے انتہائی واضح طور پر ارشاد فرمادیا: ''اذا مرض العبد أو سافر کتب له مثل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ما كان يعمل مقيماً صحيحاً" (بخاری برقم:۲۹۹۶) یعنی جو بندہ بیمار ہو جائے یا سفر پر ہو اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ حالتِ اقامت وصحت پر عمل کرتے ہوئے ملتا تھا

(۷) نیز اس حقیقت پر بھی غور فرمائیں کہ اکثر صحابۂ کرام۔رضوان اللہ علیہم۔کا یہی مسلک تھا حضرات ابن عباس ابن عمر عثمان بن ابو العاص انس بن مالک ابو ہریرہ اور عمر۔رضی اللہ عنہم۔اس میں سرِ فہرست ہیں ان میں سے بعض تو حالتِ سفر میں روزہ کو ناکافی سمجھتے تھے یعنی سفر میں روزہ رکھے اس کے لئے سفر کا روزہ ناکافی ہوگا (اس ضمن میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔رحمہ اللہ۔نے انتہائی نفیس گفتگو فرمائی ہے طالبان حق کو شرح العمدہ:۱/۲۰۷۔۲۴۴ تک کا مطالعہ کرنا چاہئے)

جہاز ڈرائیور (پائلٹ) ٹرین ٹرک بس اور ٹریلہ وغیرہ ڈرائیور کے روزے کا حکم؟

رہا یہ مسئلہ کہ کچھ مسافران ایسے ہوتے ہیں جو تقریباً ۱۰/ماہ یا کم از کم سال کے اکثر ایام سفر پر ہی رہا کرتے ہیں جیسے ٹرک ڈرائیور یا بس ڈرائیور یا ٹریلہ ڈرائیور وغیرہ۔

ایسے ڈرائیوروں کا حکم عام مسافر کی طرح ہے یعنی جب تک وہ سفر پر ہیں ان پر عام سفر کا حکم نافذ ہوگا کیونکہ وہ بھی اللہ تعالی کے فرمان: ﴿فمن كان منكم مريضاً أو على سفرٍ﴾ کے زمرے میں شامل ہیں اور جیسے ہی یہ عارضہ ختم ہو جائے ان پر قضا ضروری ہے اور انہیں اختیار حاصل ہے کہ موسم سرما میں ان کی قضا کرے یا موسم گرما میں (دیکھئے: فتاوی دائمی افتا کمیٹی:۱۰/۲۰۴ فتاوی رمضان از ابن عثیمین:۱/۳۳۳۔۳۳۵ فتاوی شیخ عثیمین:۱/۴۸۹)

یہی حکم ان اشخاص کا بھی ہے جو طلبِ تجارت اور طلبِ رزق کیلئے سفر کرتے ہیں کیونکہ حضرت عمر۔رضی اللہ عنہ۔نے آذربائیجان میں تقریباً 6/ماہ قیام فرمایا اور قصر کے ساتھ نماز ادا فرماتے رہے البتہ اگر روزہ رکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

رابعا: (5-6) حیض ونفاس والی عورت کا روزہ:

حیض درحقیقت اس خون کا نام ہے جو عورت کے رحم کے اندر سے متعینہ اوقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بغیر کسی بیماری یا زخم کے نکلتا ہے۔

یہ چیز اللہ تعالیٰ نے تمام بناتِ آدم کے حق میں مقدر کر رکھا ہے' اسے رحم مادر کے اندر پیدا فرما کر اثناء حمل بچہ کیلئے غذائی بندوبست فرمایا ہے پھر یہی خون ولادت کے بعد دودھ کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے' حمل و رضاعت کے علاوہ دوسری مدت میں اس خون کا کوئی مصرف نہیں ہوتا۔

یہ خون ۹ رسال سے لے کر ۵۰ رسال (بعض علما کے بیان کے مطابق ۶۰ رسال) تک باقی رہتا ہے۔

نفاس در اصل رحم مادر سے نکلنے والا وہ خون ہوتا ہے جو ولادت کے وقت اور ولادت کے بعد خارج ہوتا ہے' درحقیقت وہ حمل کے وقت رحم مادر میں رکے ہوئے خون کا بچا ہوا حصہ ہوتا ہے' ولادت کے بعد آہستہ آہستہ یہ بچا ہوا خون خارج ہوتا ہے' نیز ولادت سے پہلے جو خون آثارِ ولادت کے ساتھ دکھائی دیتا ہے' وہ نفاس کا خون ہی ہوتا ہے' فقہائے کرام نے ولادت سے قبل دو یا تین دن کی قید لگائی ہے' عمومی طور پر نفاس کی ابتدا ولادت کے ساتھ ہوتی ہے۔

عموماً نفاس کی اکثر مدت ابتدائے ولادت یا اس سے دو تین دن پہلے (جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے) سے چالیس دن ہے' جیسا کہ حضرت ام سلمہ۔ رضی اللہ عنہا۔ کی حدیث میں وارد ہے' آں رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''كانت النفساء تجلس على عهد رسول الله ﷺ أربعين يوما'' (ترمذی برقم: ۱۳۹) رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں نفاس والی خواتین ۴۰ رویوم بیٹھا کرتی تھیں۔

چالیس دن کے بعد جاری رہنے والا خون یا تو حیض کا خون متصور ہوگا یا استحاضہ کا خون۔ حیض و نفاس دو ایسے امور ہیں' جو عمومی طور پر عام خواتین کو پیش آتے ہیں' جو باعثِ استعجاب نہیں' یہی وجہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے اس باب میں بھی خواتین کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احوال وظروف کا خاص خیال رکھا' چنانچہ ایسی حالات میں جبکہ وہ حیض ونفاس سے گزر رہی ہوں' شریعتِ غراء نے ان سے نماز اور روزہ میں تخفیف فرمائی' جو بلاشبہ یسر اسلام کی بیش از بیش دلیل و برہان ہے' ہاں اس قدر حکم ہوا کہ نماز کی قضا تو نہیں کرنی ہوگی' مگر روزہ کی قضا زوالِ سبب کے بعد کرنا ضروری ہے' مائی عائشہ۔رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں: ''کنا نحیض علی عهد رسول الله ﷺ فنؤمر بقضاء الصوم و لانؤمر بقضاء الصلاة '' (بخاری برقم:۳۲۱' مسلم برقم:۳۳۵) یعنی رسول اللہ ﷺ کے عہدِ میمون میں ہم خواتین کو حیض آتا تھا' چنانچہ ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم تو دیا جاتا تھا' مگر نماز کی قضا کا حکم نہیں تھا

اور چونکہ نفاس کا خون درحقیقت حیض ہی کا خون ہوا کرتا ہے' لہذا جو حکم حیض کا ہوگا' وہی حکم نفاس کا بھی ہوگا' اور دن کے جس حصہ میں بھی حیض ونفاس سے عورت متصف ہوگی' روزہ فاسد ہوجائے گا' چاہے یہ عارضہ دن کے شروع حصہ میں ہو' یا آخر حصہ میں' یا سورج غروب ہونے سے قبل ہو۔اور اگر حیض ونفاس والی خاتون اس کی حرمت کے علم ومعرفت کے باوجود روزہ کا اہتمام کرے' تو وہ گنہگار ہوگی' اور یہ روزہ اس کیلئے کافی نہیں ہوگا (دیکھئے: المغنی از ابن قدامہ:۴/۳۹۷)

اگر دن کے آخری پہر کسی خاتون کو حیض کے خون کا درد محسوس ہو' تو اس کا روزہ صحیح ہوگا' البتہ اگر حیض آگیا تو اس دن کا روزہ باطل ہوگا (دیکھئے: الاحکام الشرعیہ للدماء الطبیعیہ از: عبداللہ الطیار: ص/۹۱)

اور اگر حیض ونفاس والی خاتون دن کے کسی بھی حصہ میں پاک ہوجائے تو اس دن کا روزہ رکھنا صحیح نہیں البتہ وہ کھانے اور پینے سے روزہ کے احترام میں باز رہے گی' راجح اور صحیح ترین قول یہی ہے' سماحۃ العلامہ شیخ عبدالعزیز بن باز۔رحمہ اللہ۔فرماتے ہیں: ''علیها الامساك فی أصح قولی العلماء بزوال العذر الشرعی و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عليها قضاء ذلك اليوم كما لو ثبت رؤية رمضان نهارا فإن المسلمين يمسكون بقية اليوم و يقضون ذلك اليوم عند جمهور هل العلم و مثلها المسافر إذا قدم فى أثناء النهار فى رمضان إلى بلده فإن عليه الإمساك فى أصح قولى العلماء لزوال حكم السفر مع قضاء ذلك اليوم ''(فتاوی ابن باز:۱۵/۱۹۳)(یعنی علماء اسلام کے صحیح ترین بیان کے مطابق اس (عورت) کے اوپر ضروری ہے کہ وہ (کھانے پینے سے) رکی رہے' کیونکہ عذر شرعی اب ختم ہو چکا ہے' البتہ اس پر اس دن کی قضا ضروری ہے' اس کی مثال بعینہ ایسے ہی ہے' جیسے دن کے کسی بھی حصہ میں رؤیتِ ہلال ثابت ہو جائے چنانچہ ایسی صورت میں تمام مسلمانوں کے اوپر (راجح ترین بیان کے مطابق) رکا رہنا ضروری ہے' اور جمہور علماء کے قول کے مطابق اس دن کی قضا ضروری ہے' بعینہ ایسے ہی اس مسافر کا بھی حکم ہے' جو دن کے کسی بھی پہر اپنے وطن کو

لوٹ آئے' تو صحیح ترین مسئلہ یہی ہے کہ وہ رکا رہے گا' کیونکہ سفر کا حکم اب ختم ہو چکا ہے' ساتھ ہی اسے اس دن کی قضا کرنا ہے)(نیز دیکھئے :الفروع از ابن مفلح: ۴/۴۳۱' فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:۱۰/۲۱۰')یہی مسلک شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی ہے' (دیکھئے:شرح العمدہ از ابن تیمیہ:۱/۵۷۔۵۹')البتہ بعض علماء کا مسلک ہے کہ اس کے اوپر رکا رہنا ضروری نہیں' دیکھئے: المقنع والشرح الکبیر:۷/۳۷۱۔۳۶۳الشرح الممتع از ابن عثیمین:۶/۳۴۴' مجالس شہر رمضان از ابن عثیمین:ص۹۲/۔۹۳)

حالتِ حیض میں روزے کی ممانعت کا راز:

سابقہ وضاحت سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ خواتین کا حالتِ حیض میں روزہ رکھنا حرام' ناجائز ہے' اور انہیں ان ایام کی قضا دیگر ایام میں کرنی پڑے گی' تاہم ایک چبھتا ہوا سوال یہ ہے کہ حالتِ حیض میں خواتین کے روزہ نہ رکھنے کا کیا راز ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۔رحمہ اللہ ۔ کی زبانی ملاحظہ کرتے ہیں' آں رحمہ اللہ ماتے ہیں: ''حیض کی وجہ سے آنے والے خون میں خون کا نکلنا پایا جاتا ہے' جبکہ ضہ کیلئے ممکن ہے کہ حیض کے ان اوقات کے علاوہ دیگر اوقات میں روزہ رکھے جن ں خون کا نکلنا نہیں پایا جاتا ہے لہذا ایسی صورت میں اس کا روزہ رکھنا معتدل ہوگا یونکہ اس میں جسم کو تقویت پہنچانے والے بلکہ جسم کی اصل مادہ کا نکلنا نہیں پایا جاتا ہے' حالتِ حیض میں روزہ رکھنے سے وجوبی طور پر لازم آئے گا کہ جسم کا اصل مادہ بھی رج ہو جو اس کے جسم کی کمی اور خود اس کے ضعف کا سبب بنتا ہے' اور ساتھ ہی رے کا حد اعتدال سے بھی خروج لازم آئے گا۔ خواتین کو اس بنا پر اوقاتِ حیض ے علاوہ دیگر اوقات میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے'' (مجموع فتاوی ۱/۲۵۱' منقول از: خواتین کے مخصوص مسائل: ص/۱۶۳۔۱۶۴)

استحاضہ اور رمضان

استحاضہ درحقیقت مقررہ اوقات کے علاوہ دیگر ایام میں ''عاذل'' نامی رگ سے ثرت خون کے خارج ہونے کو کہا جاتا ہے' اور چونکہ استحاضہ کا مسئلہ حیض ونفاس کے ابلہ میں قدرے گنجلک اور پیچیدہ ہے' اس لئے اس کی تفصیل جاننے کی ضرورت ہے۔

اس مسئلہ کے حوالہ سے عصر حاضر کے مایہ ناز فقیہ' اور مجتہد' مملکتِ سعودی عرب ے دائمی افتا کونسل کے فعال ممبر' ممبر آف سپریم علما کونسل (سعودی عرب) ڈاکٹر الح بن عبداللہ فوزان الفوزان ۔حفظه الله و متعنا الله بطول حياته ۔نے اپنی تاب ''تنبيهات على أحكام تختص المؤمنات'' میں انتہائی تفصیل سے ان فرمایا ہے' اس کتاب کا اردو ترجمہ ہندوستان کے مایہ ناز سلفی عالم دین' اور محقق تاب ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مبارکپوری ۔رحمہ اللہ ۔ کے رشحاتِ قلم سے شائع ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے' چونکہ موضوع انتہائی اہم' حساس اور بیحد مفید ہے' اس لئے اس کا اقتباس نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

''مستحاضہ کی تین حالتیں ہوتی ہیں:

پہلی حالت: استحاضہ میں مبتلا ہونے سے پہلے عورت اپنی ماہواری کے ایام سے اچھی طرح واقف تھیں' بایں طور کہ استحاضہ سے پہلے مہینہ کے شروع یا درمیان میں پانچ دن یا آٹھ دن علی سبیل المثال اس کو حیض آتا تھا چنانچہ اس کو اپنے ایام حیض کی تعداد اور وقت دونوں معلوم تھے' اس طرح کی عورت اپنی عادت کے مطابق (انہی ایام اور اوقات میں) اپنے آپ کو حائضہ تصور کرے گی (انہی ایام اور اوقات میں) نماز روزہ ترک کردے گی' اس پر حیض کے تمام احکامات عائد ہوں گے' ان ایام کو مکمل کرنے کے بعد غسل کرے گی اور غسل کر کے نماز شروع کر دے گی' باقی خون استحاضہ کا خون سمجھا جائے گا کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: ''امکثی قدر ما کانت تحبسك حیضتك ثم اغتسلی و صلی'' ''اتنے دن تم ٹھہری رہو' جتنے دن تم کو تمہارا حیض روکے رکھتا تھا' پھر غسل کر کے نماز ادا کرو'' (مسلم)

اور آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: ''انما ذلك عرق و لیس بحیضٍ فاذا أقبلت حیضتك فدعی الصلاة و اذا أدبرت فاغسلی عنك الدم ثم صلی'' (متفق علیہ) ''یہ ایک رگ ہے' حیض نہیں ہے' جب تمہارا حیض آجائے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو اپنی شرم گاہ سے خون دھولو اور پھر نماز پڑھو''۔

دوسری حالت: اگر عورت کو اپنے حیض (ماہواری) کے ایام معلوم نہ ہوں لیکن اس کے خون امتیازی اوصاف کے حامل ہوتے ہوں' بعض خون میں حیض کے اوصاف پائے جاتے ہوں' بایں طور کہ سیاہ رنگ کا یا گاڑھا یا بدبودار ہو' اور بقیہ خون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں حیض کے اوصاف نہ پائے جاتے ہوں' بایں طور کہ سرخ رنگ کا ہو' یا بدبودار اور گاڑھا نہ ہو' اس طرح کی صورت حال میں جس خون کے اندر حیض کی صفت پائی جائے گی اسے حیض شمار کیا جائے گا' لہٰذا عورت اس مدت میں اپنے آپ کو حائضہ تصور کر کے نماز روزہ ترک کر دے گی' اس کے علاوہ باقی ایام کے خون کو استحاضہ کا خون شمار کیا جائے گا' جس خون میں حیض کی صفت پائی جائے گی' اس کے بند ہونے پر غسل طہارت کر کے عورت نماز شروع کر دے گی' اور اپنے آپ کو پاک وصاف تصور کرے گی' رسول اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: ''اذا کان دم الحیض فانه دم أسود یعرف 'فاذا کان ذلك فأمسکی عن ةالصلاة 'فاذا کا ن الآخر فتوضئی و صلی''

''اگر حیض کا خون ہوگا تو وہ سیاہ ہوگا جس سے اس کی شناخت ہوگی' لہٰذا تم اس خون میں نماز سے رک جاؤ' اور اگر اس کے برعکس دوسری طرح کا ہو تو تم وضو کر کے نماز پڑھو'' (اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔ امام ابن حبان اور امام حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استحاضہ والی عورت خون کے اوصاف کا اعتبار کر کے حیض وعدم حیض کے درمیان تفریق کرے گی۔

تیسری حالت: یہ ہے کہ عورت کو اپنی ماہواری کے ایام کا پتہ ہی نہ ہو' یعنی پہلے سے اس کی کوئی عادت ہی نہ ہو' اور خون میں بھی ایسا وصف نہ پایا جاتا ہو جس کے ذریعے حیض اور عدم حیض کے درمیان تفریق کر سکتی ہو' تو وہ حیض کی اکثر مدت ہر مہینہ میں چھ یا سات دن حیض کا شمار کرے گی' کیونکہ یہی بیشتر عورتوں کی عادت ہوتی ہے' آپ ﷺ نے حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: ''انما ھی رکضة من الشیطان فتحیضی ستة أیام أو سبعة أیام ثم اغتسلی فاذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استنقأت فصلی أربعة و عشرین أو ثلاثة و عشرین و صومی و صلی فان ذلك یجزئك و كذلك فافعلی كما تحیض النساء"

"یہ شیطان کی جانب سے ایک دھکا ہوتا ہے لہذا چھ یا سات دن حیض کا ہے اس کے بعد غسل کرو اور پاک صاف ہو جاؤ' تو ۲۴ر یا ۲۳ر دن نماز پڑھو' روزہ رکھو اور نوافل پڑھو (یعنی اپنے آپ کو پاک تصور کرو) بلاشبہ یہی تمہارے لئے کافی ہے' ایسے ہی (ہر ماہ) تم کرو جس طرح عام عورتیں حیض میں ہوتی ہیں" (اس حدیث کو ائمہ خمسہ یعنی امام احمد' ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے' اور امام ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے)

سابقہ کلام کا ماحصل یہ ہے کہ صاحبِ عادت اپنے معاملہ کو اپنی عادت پر محمول کرے گی (یعنی سابقہ عادت کے ذریعہ حیض وعدم حیض میں تفریق کرے گی) صاحبِ تمیز عورت حیض واستحاضہ کے خون میں تفریق وتمیز پر اعتماد کرتے ہوئے عمل کرے گی' اور ایسی عورت جو نہ تو صاحبِ عادت ہو' اور نہ صاحبِ تمیز ہو وہ چھ یا سات دن (ہر مہینہ میں) حیض شمار کرے گی' اس طرح مستحاضہ عورت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے وارد تینوں احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے" (دیکھئے: کتاب مذکور ص ۱/۷۱۔۷۸)

خامساً: (7) کسی کو بالجبر روزہ توڑوا دینا:

شریعتِ مطہرہ نے ایسے اشخاص کا بھی خاص خیال فرمایا ہے' جو کسی خاص مجبوری کے تحت مجبور ہوں' اور جہاں اس شخص کا کوئی بھی بس نہ چلتا ہو' جیسے کسی شخص کو دشمن نے اتنا مجبور کر دیا ہو کہ وہ روزہ توڑنے پر مجبور ہو جائے' تو اسے اس کی بھی اجازت ہے' لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس عمل سے راضی نہ ہو' بلکہ اس پر اس کا دل جز بز اور پریشان ہو اور کڑھتا ہو مگر مجبوری کے ہاتھوں جکڑ دیا گیا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الا من أكره و قلبه مطمئن بالايمان﴾ (النحل:۱۰۶) یعنی: بجز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے جو جبر کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

چنانچہ اس آیت کریمہ سے کشید کرتے ہوئے یہ مسئلہ مستنبط کیا جا سکتا ہے' ایسے مجبور شخص کا کوئی مؤاخذہ نہیں۔

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان اللہ تجاوز لی عن أمتی الخطأ و النسیان و ما استکرھوا علیہ ''(ابن ماجہ برقم: ۲۰۴۳' السنن الکبری برقم: ۱۵۴۹۰' ابن حبان برقم: ۷۱۷۵) یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میری امت سے غلطی' بھول چوک اور جس پر زبردستی کیا گیا ہو معاف فرما دیا ہے۔

وہ عورت جس کے شوہر نے زبردستی (اپنی بیوی سے) جماع کر لیا ہو' عورت بالذات اس سے خوش نہ ہو' تو راجح ترین قول کے مطابق یہ مسئلہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے یعنی اس عورت کا روزہ صحیح ہے' اور اس پر کفارہ ہے نہ قضا (دیکھئے: المغنی از: ابن قدامہ: ۴/۳۷۶۔۳۷۸' مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۳۰۷' مجالس رمضان از ابن عثیمین: ص ۱۷۳' فتاوی دائمی افتاء کمیٹی: ۱۰/۳۰۱)

نیز اگر کسی کے پیٹ میں اس کے نہ چاہتے ہوئے (غیر اختیاری طور پر) گرد و غبار چلا جائے' جیسے کوئی شخص کلی کر رہا ہو' یا ناک میں پانی چڑھا رہا ہو اور بغیر اختیار کے پانی اندر چلا جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اس پر قضا ہے نہ کفارہ کیونکہ وہ ایسی صورت میں مجبورِ محض ہے (دیکھئے: مجالس شہر رمضان: ص ۱۷۳)

سادساً: (8) جہاد کیلئے روزہ نہ رکھنا:

اسلامی جہاد اسلام کا ایک عظیم باب ہے' کتبِ سنت اور دواوین حدیث میں اس کے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں' یہاں ان کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔

دشمنانِ اسلام و دین سے جنگ آزمائی کیلئے نکلنے والا شخص بھی ان اصحابِ اعذار میں سے ایک ہے' جنہیں شریعتِ غرا نے رخصت دی ہے' جیسا کہ فتح مکہ کا واقعہ اس پر شاہد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدل اور بہترین دلیل ہے' آپ ﷺ نے غازیانِ فتح مکہ کو حکم دیا اور ان سے فرمایا: "ا
قد دنوتم من عدوکم و الفطر أقوی لکم "یعنی تم اب اپنے دشمن سے قریب
لگے ہو اور (اب تمہیں اجازت ہے کہ تم روزہ توڑ دو) کیونکہ روزہ نہ رکھنا تمہاری قو
باعث ہے۔ راوئ حدیث حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں: "فکانت رخصة
من صام و منا من أفطر ثم نزلنا منزلا آخر فقال: انکم مصبح
عدوکم و الفطر أقوی لکم فأفطروا "(مسلم برقم: ۱۱۲۰) یعنی آپ ﷺ کا
رخصت کی طرح تھا' چنانچہ ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھ لیا' اور کچھ لوگوں نے
توڑ دیا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اب تم اپنے دشمن سے بالکل قریب ہو گئے ہو اور روز
رکھنا باعثِ قوت ہے' اس لئے روزہ ترک کر دو") راوئ حدیث فرماتے ہیں:: "یہ حکم
مترادف تھا چنانچہ ہم سب نے روزہ چھوڑ دیا"۔

اگر ایسی صورت حال حضر میں بھی پیش آجائے تو روزہ توڑ دینے کی اجازت
جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور آں رحمہ اللہ کے شاگرد ارشد علامہ ابن القیم۔ رح
اللہ۔ کا مسلک ہے' اور باعتبار حجت و برہان یہی مسلک قوی تر معلوم ہوتا ہے' جیسا
۷۰۲ھ میں تاتاریوں سے جنگ کرتے ہوئے اسلامی لشکر نے روزہ توڑ دینے کا فتو
دیا تھا' اس جنگ میں بہت سے تاتاری کام آئے تھے (دیکھئے: زاد المعاد از ا
القیم: ۲/۵۲۔۵۴' نیز مجالس شہر رمضان ص/۹۴۔۹۵)

سابعاً: (9) ایسا شخص جو شدید بھوک اور سخت پیاس سے دوچار ہو' اور اس کی
کا خطرہ ہو' عقل کے ماؤف ہو جانے کا خدشہ' یا آنکھ کان' اور بعض حواس
جانے کا خوف ہو' تو ایسا شخص بھی معذور ہے' اور اسے روزہ ترک کر دینے کی
ہے' تاہم دوسرے ایام میں اس کی قضا ضروری ہے' جب یہ عارضہ زائل
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿و ما جعل علیکم فی الدین من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الحج:۷۸) یعنی اور وہ (اللہ) تم پر کوئی تنگی کرنا نہیں چاہتا۔ نیز اس لئے بھی کہ اسلام کی نظر میں جان کو ہلاکت میں نہیں ڈالا جاسکتا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿و لاتقتلوا أنفسكم ان الله كان بكم رحيما﴾ (النساء:۲۹) یعنی اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو بلاشبہ اللہ تمہارے ساتھ "رحیم" ہے۔ نیز فرمایا: ﴿و لاتلقوا بأيديكم الي التهلكة﴾ (البقرۃ:۱۹۵) یعنی اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

نیز اس لئے بھی کہ شریعتِ مطہرہ نے تو بصورتِ مجبوری خنزیر (سور) کا گوشت اور مردار تناول کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے' جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فمن اضطر غير باغ ولا عادٍ فان ربك غفور رحيم﴾ (الانعام:۱۴۵) یعنی: چنانچہ جو مجبور ہو جائے اور بغیر زیادتی' اور شوق کے کھالے تو تمہارا رب غفور بھی ہے اور رحیم بھی۔ یعنی کوئی حرج نہیں' ہے جان بچانے کی خاطر یہ کھایا جاسکتا ہے' تاہم بقدر حاجت' کیونکہ شریعتِ اسلامیہ کا ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ ضرورتیں بقدر ضرورت ہوا کرتی ہیں' یعنی اس سے زیادہ نہیں' کہ آدمی کھائے اور کھاتا چلا جائے۔

ثامناً: (10) کوئی شخص اگر کسی معصوم جان کی گلوخلاصی کیلئے روزہ توڑنے کا حاجت مند ہو' تو ایسا شخص روزہ توڑ سکتا ہے' کیونکہ کوئی بھی انسانی جان شریعت کی نظر میں انتہائی محبوب اور قیمتی ہے لہذا جان بچانا واجب ہے' اور اگر اس کیلئے روزہ توڑنے کی نوبت آئے تو کوئی حرج نہیں' کیونکہ "مالا یتم الواجب الا بہ فہو واجب" تاہم اس پر قضا واجب ہے' بعینہ یہی حکم اس شخص کا ہے جو کسی کی جان کے بچانے کی خاطر خون عطیہ (BLOOD DONATION) کرنے پر مجبور ہو جائے کہ خون عطیہ کے بغیر کسی کی جان خطرہ میں ہو تو روزہ توڑ کر اس قریب الہلاک شخص کو خون کا عطیہ پیش کرے گا (الشرح الممتع:۶/۳۶۲-۳۶۴)

یہ اصحاب اعذار ہیں' جن کے لئے شریعتِ صافیہ نے روزہ ترک کردینے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رخصت اور چھوٹ بہم پہنچائی ہے۔

لہذا جو ان اوصاف سے متصف ہو انہیں اس بات کی رخصت ہے کہ روزہ چھوڑ دیں اور بعد میں اس کی قضا کر لیں۔

آدابِ صیام

اس کائنات رنگ و بو میں ایسا کوئی بھی معاملہ نہیں ہے جس کے آداب نہ ہوں اور ہر چیز کے آداب کا خاص خیال رکھنا اور انہیں برتنا پڑتا ہے "روزہ" اسلامی شعار ہے اس کے بھی کچھ آداب ہیں، جنہیں ملحوظ خاطر رکھا جانا چاہئے ذیل میں ان آداب کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

ان آداب کی، عمومی طور پر درج ذیل، دو قسمیں کی جا سکتی ہیں:

(۱) واجبی آداب (۲) مسنون آداب

اول الذکر واجبی آداب ایسے ہیں جن کے انجام دئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے ان میں سرِ فہرست "نماز" کا مسئلہ انتہائی اہم در اہم ہے لہذا اس تعلق سے مختصراً چند سطور سپردِ قرطاس کیے جا رہے ہیں۔

(اولاً) نماز کی اہمیت:

اسلام میں جو نماز کی اہمیت ہے وہ کسی سے بھی مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے یہ نماز دلوں کا سرور، نظر کا نور، اسلام اور عالم کی معراج، آخرت میں کامیابی کی ضامن، رسول اللہ ﷺ کی خاص محبوب عبادت، اور اہل ایمان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جسے اللہ تعالی نے عرش میں اپنے حبیب ﷺ کو مدعو فرما کر بطورِ تحفہ و ہدیہ عطا فرمایا، آپ ﷺ نے اپنے آخری الوداعی خطبہ میں اس کی طرف خاص توجہ مبذول فرمائی، نیز اپنے آخری ایام میں بھی اس کی وصیت فرمائی، یہ امور ایسے ہیں جو انتہائی ظاہر و باہر ہیں، اور کسی تعلیق کی کوئی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) نماز باجماعت کی اہمیت، وجوب اور اسلامیانِ عالم کی سرد مہری۔

اللہ تعالیٰ نے: ﴿أقیموا الصلاۃ و آتو الزکاۃ و ارکعوا مع الراکعین﴾ (البقرہ:۴۳) یعنی نماز قائم کرو اور زکاۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) فرما کر نمازِ باجماعت کی اہمیت واضح فرما دی ہے، نیز نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیشتر احادیثِ صحیحہ میں اس کے وجوب کی طرف اشارہ فرمایا ہے، کبھی آپ ﷺ نے یہ ارادہ فرمایا کہ اپنی جگہ کسی اور کو امام مقرر فرما کر خود ایسے حضرات کے یہاں حاضر ہوں جو نماز باجماعت میں شرکت نہیں کرتے، اور ان کے گھروں میں آگ لگا دیں، تاہم گھر میں موجود اہل خانہ، عورتیں اور بچے وغیرہ کی موجودگی کا خیال اس خواہش کی تکمیل میں مانع ثابت ہوا (مستفاد از بخاری برقم:۶۴۴، مسلم برقم:۶۵۱) کبھی آپ ﷺ نے نماز با جماعت میں شریک نہ ہونے والوں کو منافق کے زمرے میں شامل فرما کر نماز با جماعت کی اہمیت بتلائی (مستفاد از: مسلم برقم:۶۵۴)۔

نیز یہ بھی کہ نماز باجماعت سے غیر حاضری کی اجازت تو اس شخص کو بھی نہ ملی جو کئی قسم کے اعذار سے معذور تھے، جن کے پاس نہ کوئی ہوم ڈرائیور تھا، خود بینائی سے محروم، راستہ میں کیڑے مکوڑے، اور دولت خانہ بھی مسجد سے دور، مگر آپ ﷺ نے یہ فرما کر "أتسمع النداء بالصلاۃ" (کیا تم مؤذن کی ندا سنتے ہو) کہہ کر واجبی طور پر جماعت میں حاضری کو یقینی بنا کر نماز با جماعت کو واجب قرار دے دیا۔ (مستفاد از: مسلم برقم:۶۵۳، ابوداؤد برقم:۵۵۳)

(۳) تارک صلاۃ (نماز) کا حکم

جب نصوص شرعیہ کا بنظر غائر مطالعہ فرمائیں گے تو محسوس ہوگا کہ تارک صلاۃ دائرہ اسلام سے خارج، اور متوعد بالنار ہے، درج ذیل حقائق پر انتہائی سنجیدگی سے غور فرمائیں:

(الف) اللہ تعالیٰ نے سورۂ مدثر میں جہنمیوں اور جنتیوں کے مکالمہ کا نقشہ کھینچا ہے، فرمایا: ﴿فی جنات یتسائلون عن المجرمین ما سلککم فی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سقر قالوا لم نك من المصلين .. ﴾ (المدثر:۳۸۔۴۶) جنت والے جہنم میں موجود افراد سے دریافت کریں گے' تم جہنم میں کیسے پہنچ گئے' وہ عرض کریں گے: ہم نماز ادا کرنے والوں میں نہ تھے (یعنی ہمارا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ ہم نماز ادا نہیں کرتے تھے) جو اس بات کی واضح وصریح دلیل ہے کہ نماز کا ادا نہ کرنا' جہنم میں جانے کا اولین سبب ہے' یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے روز قیامت میں سوال ہونے والا سب سے اول سوال ''نماز'' قرار دیا' فرمایا: ''أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة فان صلحت صلح العمل كله و ان فسدت فسد العمل كله '' (ترمذی برقم:۴۱۳' نسائی برقم:۳۶۵' مسند احمد برقم:۹۴۹۴' شعب الایمان برقم:۳۰۱۶' الاحادیث المختارۃ برقم:۲۵۷۸' سلسلہ صحیحہ برقم:۱۳۵۸) یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے بندہ سے نماز کے متعلق حساب ہوگا' اگر یہ صحیح نکلی تو سب عمل صحیح ہوں گے اور اگر یہ بگڑ گئی تو سب عمل بگڑ جائیں گے۔

(ب) اس امر پر بھی غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو ''دینی بھائی'' قرار دیا ہے' جو نماز اور زکاۃ کی ادائیگی کی پابندی کرتے ہیں' فرمایا: ﴿فإن تابوا و أقيموا الصلاة و آتوا الزكاة فإخوانكم في الدين ﴾ (التوبہ:۱۱) یعنی لہٰذا اگر وہ توبہ کرلیں' اور نماز ادا کریں' اور زکاۃ دیں تو تمہارے بھائی ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو نماز کی پابندی نہیں کرتے وہ بھائی نہیں ہیں۔

(ج) نیز نبی اکرم ﷺ نے ''نماز'' کو ہی کفر واسلام کے مابین حدِّ فاصل قرار دیا ہے' فرمایا: ''بين الرجل و الشرك و الكفر ترك الصلاة '' (مسلم برقم:۷۶' عن جابر۔ رضی اللہ عنہ۔) یعنی آدمی اور کفر وشرک کے درمیان (حد فاصل) نماز کا ترک کرنا ہے۔

(د) نیز انتہائی وضاحت اور صراحت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے ترک صلاۃ کو کفر قرار دیا ہے' فرمانِ نبوی ہے: ''العهد الذي بيننا و بينهم الصلاة "فمن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترکها فقد کفر "(ترمذی برقم:۲۶۲۱' نسائی برقم:ابن ماجہ برقم:۱۰۷۹)یعنی ہمارے درمیان اوران (کافروں) کے درمیان جوعہد و میثاق ہے' وہ نماز ہے لہذا جس نے نماز ترک کردے اس نے کفر کیا۔

(ھ) یہی مفہوم اکثر محققین علماءِ سلف نے سمجھا' چنانچہ حضرت عبداللہ بن شقیق بجلی۔رحمہ اللہ۔فرماتے ہیں:"کان أصحاب محمد ﷺ لایرون شیئاً من الأعمال ترکه کفر غیر الصلاة "(ترمذی برقم:۲۶۲۲)صحابہ کرام ترکِ نماز کے علاوہ اور کسی دوسرے عمل کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔

(و) معاصرین محققین نے ادلہ کثیرہ کی بنیاد پر اسی قول کو راجح قرار دیا ہے' چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ' آں رحمہ اللہ کے تلمیذِ ارشد امام ابن القیم' مملکتِ سعودی عرب کے لعل بدخشاں' فقیہِ فقیہاں' سپریم علما کونسل کے صدر اعلیٰ' دائمی افتاء کمیٹی کے چیرمین' اور مملکت کے سابق مفتیٔ اعظم سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز باز' مجتہد عصر علامہ محمد بن صالح العثیمین جیسے کئی علماء نے تارک صلاۃ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔(دیکھئے: شرح العمدۃ:۲/۸۱۔۹۴' کتاب الصلاۃ از ابن القیم:ص/۱۷۔۲۶' آں رحمہ اللہ نے تقریباً ۲۲/دلائل (۱۰/قرآن اور ۱۲/حدیث نبوی سے) کا تذکرہ فرما کر تارک نماز کو کافر قرار دیا ہے نیز دیکھئے:تحفۃ الاخوان:ص/۲۷' الشرح الممتع:۲/۲۸)

(۴) رمضان' نماز' اور روزہ دار:

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ماہِ رمضان جیسے متبرک' مقدس' اور عظیم الشان ماہ میں بھی بعض حاملان دین ایسے مل جاتے ہیں' جو نماز کا کوئی خاص خیال نہیں رکھتے' جو یا تو مطلقاً نماز پڑھتے ہی نہیں' یا اگر نماز پڑھتے بھی ہیں تو وقت سے ٹال کر' بے وقت' اور لاپرواہی کے ساتھ' جن کیلئے تو صرف قرآنی آیت ﴿فویل للمصلین 'الذین هم عن صلاتهم ساهون﴾ (الماعون:۴) ان نمازیوں کیلئے افسوس (اور ویل نامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہنم کی جگہ) ہے' جو اپنی نماز سے غافل ہیں) ہی پڑھ کر سنایا جا سکتا ہے۔

بہت سے مسلمان آپ کو ایسے مل جائیں گے' جو رمضان کے ماہ میں بھی نماز کی خاص پابندی نہیں کرتے' جن پر یقیناً "ختم الله علی قلوبهم و علی سمعهم و علی أبصارهم غشاوة" کے بمصداق اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے' جو بینائی کے باوصف نابینا ہیں' فاللہ المستعان۔

ایسے افراد کو اپنے ایمان کی "خیر" منا کر اپنے ایمان پر "نظر ثانی" کرنا چاہئے' کیونکہ ایسے افراد "خطرے" میں ہیں۔

(ثانیاً) واجبی آداب میں سے ایک اور ادب ربانی محرمات اور الٰہی محظورات سے اجتناب ہے' جن میں غیبت' چغلی' کذب بیانی' دروغ بافی' وغیرہ جیسے امور ہیں' آئندہ صفحات میں ہم "محرماتِ صیام" کے عنوان سے ان امور کا تذکرہ کریں گے۔ ان شاء اللہ

(۲) مسنون آداب:

ان آداب سے مراد یہ ہے کہ یہ امور واجب نہیں ہیں تاہم ان کا ترک بہتر نہیں ہے' ان کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

اولاً: سحری

یہ تو معلوم ہے اور اس کی تفصیل سابقہ سطور میں بیان کی جا چکی ہے کہ فرض روزوں کی نیت رات سے ہی ضروری ہے' صائم روزہ رکھنے کی غرض سے جو کھانا طلوع فجر (صبح صادق) سے پہلے تناول کرتا ہے اسے "سحری" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے' عربی میں اسے "السحور" کہا جاتا ہے' اس کا وقت عمومی طور پر تہائی رات کی ابتدا سے طلوع فجر صادق (فجر ثانی) تک رہتا ہے' تاہم وقت سحر میں خاص اسے تناول کیا جاتا ہے تاکہ روزہ دار کو روزہ رکھنے' دن میں کام کاج کرنے' عبادت و ریاضت بجالانے' اور ذکر و فکرِ الٰہی میں خصوصی مدد ملے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ تقریباً سب جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے دو مؤذن تھے' حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم۔ رضی اللہ عنہما۔

حضرت بلال۔ رضی اللہ عنہ۔ حبشی الاصل مؤذن تھے' لیکن اپنے آپ کو "خدمتِ اذان" کیلئے وقف کر رکھا تھا' آپ رضی اللہ عنہ فجر ثانی سے کچھ دیر قبل ہی اذان دیتے تھے' اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم۔ رضی اللہ عنہ۔ نابینا صحابی تھے' جو طلوع فجر کے بعد اذان دیتے تھے یعنی حضرت بلال۔ رضی اللہ عنہ۔ کی اذان اس لئے ہوتی تھی تاکہ سونے والا بیدار ہو جائے' قیام اللیل کرنے والا اپنی نماز ختم کر دے' اور سب کو یہ معلوم ہو جائے کہ اب سحری کا وقت شروع ہو چکا ہے' اور حضرت ابن ام مکتوم کی اذان کا مطلب یہ تھا کہ اب سحری کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

چونکہ عہد رسول ﷺ میں (آج کے عہد ترقی یافتہ کی طرح) کیلنڈر تھا نہ گھڑیاں تھیں' نہ اس طرح کی دوسری کوئی اور چیز جس سے پتہ چلے کہ اب وقت سحر شروع ہو چکا ہے یا اب وقتِ سحر ختم ہو گیا ہے' اب کھانے پینے اور جماع سے رک جایا جائے۔

لہذا انہی دونوں مؤذنوں کی اذانیں ابتداءِ سحر و اختتام سحر کا پتہ دیتی تھیں۔ آج کا دور ترقی یافتہ اور تہذیب و تمدن سے آراستہ دور کہلاتا ہے' اور ہر طرف اس ترقی کی گھن گرج محسوس ہوتی ہے' اسلامی عبادات میں بھی کافی حد تک اس کی چاپ سنائی پڑتی ہے' اور اس سے مستفید ہوا جاتا ہے' اور یہ کوئی شجر ممنوعہ بھی نہیں ہے' تاہم خیال رہے کہ کیلنڈر' گھڑی' افطار و سحر ٹائم ٹیبل' اور الارم وغیرہ کوئی اسلامی معیار نہیں ہیں' ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے' تاہم مکمل طور پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا' کیونکہ برصغیر ہندو پاک کا عام مشاہدہ یہ ہے کہ وہاں کے کیلنڈر میں کافی فرق محسوس ہوتا ہے' بسا اوقات ایک ہی شہر کے کیلنڈر میں ۵ر سے ۱۰ر منٹ تک کا فرق بھی ملحوظ کیا گیا ہے' لہذا روزہ دار کو چاہئے کہ کیلنڈر پر عمل کرنے سے پہلے کنفرم ہو لیا جائے کہ واقعی یہ ٹائم ٹیبل طلوع و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غروب آفتاب کے مطابق حال ہے یا نہیں؟۔

چنانچہ اگر کوئی مؤذن ٹھیک طلوع فجر ثانی اور ٹھیک غروبِ آفتاب کے مطابق اذان دیتا ہے تو اس پر اعتماد کر کے سحر و افطار کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔

سحری کھانے کے فضائل:

روزہ رکھنے کیلئے سحری تناول کرنا ضروری اور واجب تو نہیں ہے لیکن شریعتِ اسلامیہ کی نگاہ میں وہ افضل ہے اس کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں ذیل میں چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) سحری کھانا برکت کا سبب ہے:

سحری کھانے کو نبی اکرم ﷺ نے برکت کا باعث قرار دیا ہے جیسا ارشاد ہے فرمایا: ''تسحروا فان فی السحور برکة'' (بخاری برقم: ۱۹۲۳، مسلم برقم: ۱۰۹۵، عن أنس بن مالک۔ رضی اللہ عنہ۔) یعنی سحری کھایا کرو کیونکہ سحری باعثِ برکت ہے۔

نیز اس کو ''غداءِ مبارک'' کے مبارک نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے چنانچہ حضرت عرباض بن ساریہ۔ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں: دعانی رسول اللہ ﷺ الی السحور فقال: هلم الی الغداء المبارك'' (ابوداؤد برقم: ۲۳۴۴، نسائی برقم: ۲۱۶۲، صحیح ابن حبان برقم: ۳۴۶۵، شیخ ارناؤط نے صحیح قرار دیا ہے علامہ البانی نے بھی اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، صحیح ابوداؤد برقم: ۲۰۳۰، سلسلہ صحیحہ برقم: ۲۹۸۳) یعنی مجھے رسول اللہ ﷺ نے سحری کھانے پر مدعو فرمایا اور عرض کیا: آؤ! مبارک (بابرکت) کھانا تناول کرو۔

نیز آپ ﷺ نے ایک بار فرمایا: ''انها برکة أعطاکم الله ایاها فلا تدعوه'' (نسائی برقم: ۲۱۶۲، سنن النسائی الکبری برقم: ۲۴۷۲، صحیح الترغیب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برقم:۱۰۶۹) یعنی یہ ایسی برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے تو تم اسے نہ چھوڑا کرو۔

(۲) کیونکہ سحری کھانا نبی اکرم ﷺ کی مبارک سنت بھی ہے جسے آپ ﷺ ترک نہیں فرماتے تھے لہٰذا ایک روزہ دار کو چاہئے کہ اس سنت کو ترک نہ کرے۔ چنانچہ ان حضرات کو لحظہ بھر تامل کرنا چاہئے جو رات کے ۱۲ بجے ہی سحری کے نام پر کھانا تناول کر کے خراٹے کی نیند لینا شروع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی نمازِ فجر بھی ضائع ہو جاتی ہے فاللہ المستعان۔

(۳) سحری کھانے سے روزہ دار کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں کافی حد تک مدد ملتی ہے لہٰذا اسے ترک نہیں کرنا چاہئے۔

(۴) یہود و نصاریٰ کے یہاں بھی روزوں کا تصور ہے تاہم ان کے روزوں اور اسلامی روزوں کے مابین حدِ فاصل ''سحری'' ہے کیونکہ وہ سحری نہیں کھاتے لہٰذا اسلامیانِ عالم کو سحری کھا کر بھی ان کی مخالفت کرنا چاہئے کیونکہ ہمیں ان کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فصل ما بين صيامنا و صيام أهل الكتاب أكلة السحر'' (مسلم برقم:۱۰۹۶) یعنی ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے مابین سحری کھانا ہی حدِ فاصل ہے۔

(۵) نیز اس لئے بھی سحری کھانے کا اہتمام کرنا چاہئے کہ یہ وقت وقتِ اجابت دعا ہے اس وقت کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی کیونکہ ''وقت سحر'' باری تعالیٰ خود بنفسِ نفیس نزول فرما کر مغفرت و بخشش اور عطا و نوازش کا اعلان فرماتا ہے لہٰذا اس وقت کو پانے کی کوشش ہونی چاہئے۔

(۶) اس لئے بھی سحری کا اہتمام ہونا چاہئے کہ سحری کھانے والے کے لئے ملائکہ (اللہ کے فرشتے) دعائیں کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''السحور أكله

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بركة فلا تدعوه ولو أن يجرع أحدكم جرعة من ماءٍ فان الله و ملائكته يصلون على المتسحرين "(مسند احمد برقم:۶۱۰۸۶' صحیح الترغیب برقم:۵۹۹۶' صحیح الجامع برقم:۱۰۷۰) سحری کھانا باعثِ برکت ہے لہذا اسے مت ترک کرو' گو کہ تم میں سے کوئی پانی کا ایک گھونٹ ہی سہی پی لے' کیونکہ سحری تناول کرنے والوں کے لئے اللہ اور اس کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں (واضح رہے کہ اللہ کی دعا کا مطلب' اس کی رحمت و برکت کا نازل کرنا ہے' یعنی اللہ تعالی ایسے اشخاص پر رحمت و برکت کی برسات فرماتا ہے)

(۷) سحری کھانے والا یقینی طور پر نمازِ فجر کا اہتمام و التزام کرتا ہے' لہذا سحری کھانا برکت ہی برکت ہے۔

سحری کھانا سنت مؤکدہ ہے یہ واجب نہیں ہے' حافظ ابن حجر۔رحمہ اللہ۔ نے اس کے سنت و مستحب ہونے پر علما کا اجماع نقل فرمایا ہے۔ (دیکھئے: فتح الباری:۴/۱۳۹' نیل الأوطار:۴/۳۰۲) تاہم اس کے سابقہ فضائل و اہمیت کے پیش نظر اسے ترک نہیں کرنا چاہئے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی ترغیب و تعلیم دی ہے' البتہ پیٹ بھر کر کھانا کوئی ضروری نہیں ہے' جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں' نیز یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ کھانا ہی کھائے' پانی کا ایک گھونٹ پی لینا بھی سحری کرنے کے ہم معنی ہے' جیسا کہ سابقہ حدیث سے عیاں ہے' البتہ بفحوائے حدیث رسول ﷺ: سب سے بہترین سحری "کھجور" ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "نعم سحور المؤمن التمر "(ابوداؤد برقم:۲۳۴۵' علامہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے' معرفۃ السنن و الآثار از بیہقی برقم:۲۵۰۶' صحیح ابن حبان برقم:۳۴۷۵' السنن الکبری برقم:۷۹۰۶) یعنی مؤمن کی سب سے بہترین سحری کھجور ہے۔

عام طور پر مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ سحری کھانے میں زود بازی سے کام لیا جاتا ہے' اور وقت سے کافی پہلے سحری تناول کر لی جاتی ہے' یہ امر مقصودِ سحری کو بھی ضائع کر دیتا ہے' اور بسا اوقات نمازِ فجر کی ضیاع کا سبب بھی بنتا ہے' اور حکم محمدی کی مخالفت بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: ''میری امت کے لوگ اس وقت تک خیر وخوبی کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلد بازی اور سحری کھانے میں تاخیر سے کام لیں گے'' (بخاری برقم: ۱۹۵۷، مسلم برقم: ۱۰۹۸)

نیز فرمایا: ''ثلاث من أخلاق النبوة :تعجيل الافطار وتأخير السحور و وضع اليمين على الشمال فى الصلاة '' (صحیح الجامع از علامہ البانی برقم: ۳۰۳۴) یعنی تین امور انبیا کے اخلاق میں سے ہیں: جلدی افطار کرنا، سحری میں تاخیر کرنا، اور حالتِ نماز میں دایاں ہاتھ کو بایاں ہاتھ پر رکھنا۔

نیز فرمایا: ''انا معاشر الأنبياء أمرنا أن نعجل الافطار و أن نؤخر السحور و أن نضرب بأيماننا على شمائلنا '' (معجم کبیر برقم: ۱۰۸۵، اوسط برقم: ۱۳۲، السنن الکبری برقم: ۳۱۶۱) یعنی ہم انبیاء کی جماعت کو حکم ہے کہ ہم افطار کرنے میں جلدی، اور سحری کرنے میں تاخیر کریں، اور حالتِ صلاہ میں اپنے دایاں ہاتھ کو بایاں ہاتھ پر رکھ لیا کریں۔

یہاں بھی شریعتِ غرا کی انسانیت نوازی ملاحظہ کریں کہ سحری میں تاخیر کریں تاکہ عبادت وکارِ حیات میں نشاط وحیویت باقی اور سحری کھانے والا تازہ دم رہے، اور کوئی کاہلی وسستی درنہ آنے پائے، کیونکہ (طبی نقطہ نظر سے) سحری کا اثر (6) گھنٹے تک باقی رہتا ہے لہذا وہ حضرات جو نصف رات ہی میں، یا دو تین گھنٹے پہلے ہی سحری تناول کر لیتے ہیں، وہ مقصودِ سحری کو فوت کر دیتے ہیں، نیز کھا کر جو سو جاتے ہیں وہ سحری کے مقصود کو بہتر طریق سے نہیں سمجھ سکے، کیونکہ سحری تناول کرنے کے بعد کم از کم ایک آدھ گھنٹہ معدہ کو آرام دینا چاہئے، تاکہ معدہ اپنا کام احسن طریقہ سے انجام دے سکے، یہی مقصود شریعتِ سحری کے تاخیر کرنے میں مضمر ہے کہ روزہ دار سحری کھا کر سو نہ جائے، بلکہ نمازِ فجر ادا کر لے (اس کے بعد اگر سونا ہو تو سوئے)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض مؤذن اذان دینے میں بھی عجلت بازی سے کام لیتے ہیں' ایسی صورت حال میں روزہ دار اذان کے بعد کھانے پینے سے رکنے کا پابند نہیں ہے' حتی کہ صبح صادق ہو جائے' نبی اکرم ﷺ کی سحری اور نماز کے مابین اتنا وقفہ ہوتا تھا کہ کوئی ۵۰/۶۰ آیات کی تلاوت کر لے' پھر نماز ادا کرے' جیسا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مترشح ہوتا ہے' کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سحری کھائی' پھر نماز کیلئے تشریف لے گئے' سوال کیا گیا کہ کتنا وقفہ ہوتا تھا' عرض کیا: ''قدر ستین أو خمسین آیة'' (بخاری برقم: ۵۷۵' ۵۷۶' مسلم برقم: ۱۰۹۷) (ساٹھ یا پچاس آیت کے بقدر)

☆ اگر کوئی شخص کھا رہا ہو اور مؤذن نے اذان دے دی اور کھانا اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے پورا کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے الا یہ کہ وہ کنفرم ہو کہ صبح صادق ہو چکی ہے' تو ایسی صورت میں کھانے سے رک جانا ضروری ہے (دیکھئے: عون المعبود شرح سنن ابوداؤد از محدث عظیم آبادی: ۶/۴۷۶)

☆ سحری کھاتے ہوئے لفظوں کے ذریعہ نیت کرنا ثابت نہیں ہے' بلکہ یہ عمل بدعت ہے' کیونکہ نیت قلبی عمل ہے' الفاظ کے ذریعہ نیت کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے' نہ صحابہ کا عمل' نہ تابعین عظام کا لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہئے (دیکھئے: مجالس شہر رمضان: ۱۲۵)

ثانیاً: افطار

غروبِ آفتاب کے فوراً بعد افطار کر لینا چاہئے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اذا أقبل اللیل من ھاھنا و أدبر النھار من ھا ھنا و غربت الشمس فقد أفطر الصائم'' (بخاری برقم: ۱۹۵۴' مسلم برقم: ۱۱۰۰ عن عمر۔ رضی اللہ عنہ۔)

یعنی: جب رات یہاں مشرق سے نمودار ہونے لگے' اور دن مغرب میں چھپ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے اور سورج غروب ہو جائے تو اس کے افطار کا وقت ہو گیا۔

لہذا جیسے سورج غروب ہو جائے بلا کسی تاخیر فوراً افطار کر لینا چاہئے یہی نبی محترم ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے اور اس امت کی خیر و فلاح کی ضامن فرمانِ نبوی ہے: ''لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر '' (بخاری برقم: ۱۹۵۷ مسلم برقم: ۱۰۹۸) یعنی لوگ (میری امت) ہمیشہ خیر و فلاح پر قائم رہیں گے جب تک افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے۔ اس حدیث سے ان حضرات کا عمل صد فیصد بے بنیاد غلط اور عبث ہو جاتا ہے جو احتیاطاً غروبِ شمس کے بعد بھی تاخیر کر کے افطار کرتے ہیں نیز اس لئے بھی کہ افطار میں تاخیر یہود و نصاریٰ کا عمل ہے جیسا کہ نبی محتشم ﷺ نے اس جانب امت اسلامیہ کی رہنمائی فرمادی ہے فرمایا: ''لا یزال الدین ظاھراً ما عجل الناس الفطر لأن الیھود و النصاری یؤخرون '' (ابوداؤد برقم: ۲۳۵۳ صحیح ابن حبان برقم: ۳۵۰۳ السنن الکبریٰ برقم: ۷۹۰۸ شیخ ارناؤط نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے) یعنی اس وقت تک دین (اسلام) غالب رہے گا جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث قدسی میں ان روزہ داروں کو اپنا محبوب اور خاص بندہ قرار دیا ہے جو افطار میں جلدی کرتے ہیں فرمایا: ''ان أحب عبادی الی أعجلھم فطراً'' (ترمذی برقم: ۷۰۰ مسند احمد برقم: ۸۳۶۰ صحیح ابن خزیمہ برقم: ۲۰۶۲ صحیح ابن حبان برقم: ۳۵۰۷ السنن الکبریٰ برقم: ۷۹۰۹ الصیام از فریابی محقق کتاب نے اس سند کی تحسین کی ہے علامہ ابن باز نے اس حدیث کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے (دیکھئے: الصیام فی الاسلام ص ۲۶۱) دوسری طرف علامہ البانی اور (ترمذی برقم: ۷۰۰ اور مسند احمد (۸۳۶۰) کے محققین نے اس کی سند کی تضعیف کی ہے) یعنی میرے سب سے محبوب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندے وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرتے ہیں۔

ان احادیث کی روشنی میں تقریباً یہ طے ہو جاتا ہے کہ افطار میں احتیاط برتنا اور تاخیر سے افطار کرنا اہل کتاب کا عمل ہے' اسلامیان عالم کو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

یہاں واضح رہے کہ ''جلدی'' کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہی سورج غروب ہو جائے' افطار کر لینا چاہئے' اپنے یہاں ہم نے ''احتیاط'' کے نام پر انتہائی تاخیر سے افطار کرنے کے واقعات دیکھے ہیں' جو انتہائی غلط اور سنت رسول ﷺ کی مخالفت ہے۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ مؤذن کی اذان کی ابتدا ''اللہ اکبر'' کے ساتھ ہی افطار کرنا شروع کر لینا چاہئے' نہ کہ آخری اذان تک انتظار کرنا چاہئے' کیونکہ مؤذن اذان ہی اس وقت دیتا ہے جب اسے غروبِ آفتاب کا یقینی علم ہو جاتا ہے' اگر وہ مؤذن وقت کا پابند ہے' اور اگر مؤذن بھی ''احتیاط'' پر عمل پیرا ہو جائے تو ,,نہلے پہ دہلا'' اور ,,کریلا اور نیم چڑھا'' کے مصداق' فاللہ المستعان.

افطار کے وقت دعا:

عمومی طور پر حالتِ صیام میں جو دعائیں کی جاتی ہیں' رد نہیں کی جاتی' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ''دعا'' کا تذکرہ احکام صیام کے مابین فرما کر دعا کی اہمیت واضح فرما دی ہے نیز اس لئے بھی کہ بندہ خصوصی طور پر اپنے رب تعالیٰ سے مربوط ہو جاتا ہے' اور ریاکاری کا شائبہ کم سے کم ہو جاتا ہے۔

تاہم خصوصی طور پر افطار کے وقت کی دعا انتہائی اہمیت کی حامل ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ثلاثة لاترد دعوتهم :الامام العادل' و الصائم حتى يفطر (و فى روايةٍ :حين يفطر)و دعوة المظلوم يرفعها الله فوق الغمام و يفتح لها أبواب السماء و يقول الرب: و عزتى لأنصرنك و لو بعد حين '' (مزید تخریج سابقاً) یعنی: تین قسم کی دعائیں ایسی ہیں' جو رد نہیں ہوتی' منصف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام' روزہ دار یہاں تک کہ افطار کر لے' اور مظلوم کی دعا' اللہ اسے بادل کے اوپر سے اٹھاتا ہے' اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں' اور رب فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! کچھ دیر بعد ہی سہی میں تمہاری ضرور مدد کروں گا۔

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان للصائم عند فطره لدعوة ما ترد ''(ابن ماجہ برقم: ۱۷۵۳' مستدرک حاکم برقم: علامہ البانی نے صحیح الجامع برقم: ۴۵۵۴' اور مشکاۃ المصابیح برقم: ۱۹۹۳ میں اس کی سند کی تصحیح فرمائی ہے' حافظ ابن حجر نے (الفتوحات الربانیۃ: ۳۴۲/۴ میں بھی اس کی تحسین فرمائی ہے) یعنی: افطار کے وقت روزہ دار کی دعا ایسی ہے' جو رد نہیں ہوتی۔

نیز فرمایا: ''إن لله عند كل فطر عتقاء ''(مسند احمد برقم: ۲۲۲۰۲' مسند کی محققین نے اس کی سند کو ''صحیح لغیرہ'' کہا ہے) یعنی افطار کے وقت اللہ گردنیں آزاد فرماتا ہے۔

تاہم انتہائی افسوس وحیف کا مقام یہ ہے کہ اسلامیان عالم کا بیشتر طبقہ اس اہمیت سے غافل ہے' یا تجاہل عارفانہ سے کام لیتا ہے' اور یہ قیمتی وقت یوں ہی لایعنی' یاوہ گوئی' عبث' بیکار' دنیاوی گپ شپ' اور دوسرے امور میں ضائع کر دیتا ہے۔

افطار کے وقت کی دعا: افطار کرتے وقت کی دعا کے سلسلہ میں عمومی طور پر علما کے مابین رد وقدح رہا ہے' چنانچہ محقق عصر حاضر' اور محدث کبیر علامہ البانی نے اپنے بعض مؤلفات میں اس دعا کی سند پر کلام کیا ہے جبکہ اپنے بعض دیگر تحقیقات کی روشنی میں اسے ,,حسن'' قرار دیا ہے' شیخ غازی عزیر۔ وفقہ اللہ۔ بھی پایہ کے محقق مانے جاتے ہیں' آں موصوف نے اس معروف رائج دعا کی سند پر کلام کیا ہے' (دیکھئے: ترجمان دہلی جلد نمبر ۱۴ رشمارہ ر' ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۴ء)۔

تاہم راقم فقیر کی اپنی ایک دوسری تحقیق یہ ہے کہ یہ دعا جو عام طور پر لکھی اور پڑھی جاتی ہے' ابوداؤد کی ہے' بعینہ اسی سیاق میں' ایک دوسری دعا بھی مذکور ہے جس سیاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں یہ دعا مذکور ہے' جس کی سند میں کوئی کلام بھی نہیں ہے' سب سے پہلے دونوں دعائیں اور ان کا سیاق سمجھئے' آگے کلام سمجھنے میں پریشانی نہیں ہوگی۔

امام أبوداؤد فرماتے ہیں:

"باب القول عند الافطار"

(۲۳۵۷) حدثنا عبد الله بن محمد بن يحى ...كان النبى ﷺ إذا أفطر قال: "ذهب الظمأ و ابتلت العروق و ثبت الأجر إن شاء الله"

(۲۳۵۸) حدثنا مسدد ...أن النبى ﷺ كان إذا أفطر قال: "اللهم لك صمت و على رزقك أفطرت"

ثانی الذکر حدیث کو علامہ البانی نے ضعیف ابی داؤد (۲۳۵۸)' ارواء الغلیل (۹۱۹' ۴/۳۷)' الکلم الطیب (۱۶۵) ضعیف الجامع (۴۳۴۹) میں سنداً ضعیف قرار دیا ہے' ارواء الغلیل کے مذکورہ صفحہ میں علامہ مذکور نے انتہائی نفیس بحث کی ہے' طالبان علوم حدیث کو اس کی طرف مراجعت کرنا چاہئے' دوسری طرف مشکاۃ المصابیح کی تخریج میں "حسن" کہا ہے۔

اول الذکر حدیث کی سند کو خود علامہ البانی نے صحیح ابوداؤد (۲۳۵۷) میں "حسن" کہا ہے۔

البتہ ان دونوں سیاق کا آپ بہ نظر غائر مطالعہ فرما جائیں' کہ امام ابوداؤد نے دونوں دعاؤں کو ایک ہی سیاق "إذ أفطر قال" میں لاکر غالباً اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سب سے پہلے "ذهب الظمأ..." والی دعا بھی پڑھتے تھے' جبکہ عام مؤلفین جو افطار کے وقت کی دعا کا تذکرہ کرتے ہیں' اس دعا کو بھول جاتے ہیں' یا اسے ترک کردیتے ہیں' اور دوسری دعا جو عند المحدثین متکلم فیہ ہے'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر کرتے ہیں لہٰذا دعا ''ذھب الظمأ..'' والی دعا ہی عندالافطار ثابت ہے اسے ہی پڑھنا چاہئے نہ کہ وہ دعا جو متکلم فیہ ہے واللہ اعلم

اور راقم کی اپنی تحقیق کے مطابق مذکورہ حدیث: ''اللھم لك صمت ..'' والی حدیث پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

اس باب میں مزید کئی دعاؤں کا تذکرہ ملتا ہے مگر وہ سب دعائیں پایہ اعتبار سے ساقط ہیں اس قسم کی احادیث کا تذکرہ ماہِ رمضان کے متعلق ضعیف احادیث کے عنوان سے کیا جائے گا ان شاء اللہ۔

افطار کے وقت دعا اور ہماری تغافلی:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک افطار کے وقت کی دعا کی انتہائی اہمیت ہے ایسے موقعہ پر خصوصیت کے ساتھ ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا چاہئے دین و دنیا اور ہر قسم کی خیر و فلاح طلب کرنی چاہئے مگر عالم اسلام کا عجب عالم ہے کہ یہ خصوصی وقت بھی ان کی توجہات و عنایات کا کوئی خاص مرکز نہیں رہتا اور یوں ہی عبث اور بیکار ضائع کر دیا جاتا ہے لہٰذا چاہئے کہ اس وقت کا خاص اہتمام اور دعاؤں سے شاد کام ہوا جائے۔

افطار کس چیز سے کیا جائے؟

ماہِ رمضان میں خصوصی طور پر خواتینِ خانہ انتہائی مصروفِ کار نظر آتی ہیں طرح طرح کے پکوان، پکوڑے، سوڈا دودھ، قسم قسم کی اشیاءِ افطار اور بھانت بھانت کی مرغن غذائیں تیار کرنے میں نماز ظہر کے بعد سے ہی لگ جاتی ہیں اور اذانِ مغرب تک یہ سلسلہ ممتد رہتا ہے بسا اوقات ان حوازادیوں کو تلاوتِ قرآن، ذکر و اذکار اور دعاؤں کی فرصت بھی نہیں مل پاتی ہے اور یہ ایک دو دن کا معاملہ نہیں بلکہ پورے رمضان بھر کا رہتا ہے جو کہ افضل ترین اوقات اور اجابتِ دعا کا خاص الخاص وقت ہوتا ہے۔

ہم مسلمان ہیں اور ہمارا طریقۂ حیات اسلامی ہونا چاہئے زندگی کے قدم قدم پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں اسوۂ رسول ﷺ کی تلاش میں سرگردان رہنا چاہئے' جس میں ہماری دنیاوی و اخروی نجاح وفلاح اور کامیابی وکامرانی کا راز مضمر ہے۔

سنت رسول ﷺ کی ورق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیم وترغیب اس سلسلہ میں انتہائی واضح ہے' حضرت انس بن مالک۔رضی اللہ عنہ۔ کی شہادت اس سلسلہ میں کافی معتبر ترین ہے' فرماتے ہیں: ''کان رسول اللہ ﷺ یفطر قبل أن یصلی علی رطبات 'فإن لم تکن رطبات فعلی تمرات 'فإن لم تکن تمرات حسا حسواتٍ من ماء'' (مسند احمد برقم:۱۲۶۷۶' ابوداؤد برقم:۲۳۵۶' ترمذی برقم:۶۹۶' مستدرک حاکم برقم: ۱۵۷۶' علامہ البانی نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے' دیکھئے:۱۰۷۷' صحیح الجامع برقم:۹۱۲۶) یعنی رسول ﷺ نماز کی ادائیگی سے قبل تازہ کھجور سے افطار کرتے' اگر رطب (تازہ کھجور) نہ ملتا تو خشک کھجور سے افطار کرتے' اگر کھجور بھی نہ ملتی تو چند گھونٹ پانی نوش فرمالیتے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''إذا أفطر أحدکم فلیفطر علی تمر فإنه برکة 'فإن لم یجد تمرا فالماء فإنه طهور'' (مسند احمد برقم: ترمذی برقم:۶۵۸' صحیح ابن خزیمہ برقم:۲۰۶۷' دارمی برقم:۱۷۰۱' دارمی کے محقق شیخ حسین سلیم اسد نے اس کی سند کو ,,جید'' قرار دیا ہے' تاہم شیخ ارناوط اور شیخ البانی نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے) یعنی: جب تم میں سے افطار کرے' تو کھجور سے افطار کرنا چاہئے' اگر کھجور نہ ملے تو پانی کیونکہ یہ پاک ہے۔

نیز فرمایا: ''من وجد تمرا فیفطر علیه 'و من لایجد فلیفطر علی الماء فإنه طهور'' (ابوداؤد برقم:۲۳۵۵' ترمذی برقم:۶۵۳' ابن ماجہ برقم:۶۹۹' صحیح ابن خزیمہ برقم:۲۰۶۵' مسند ابویعلی برقم:۳۷۹۲' صحیح ابن حبان برقم:۳۵۰۴' مستدرک حاکم برقم:۱۵۷۴۰' و قال: صحیح علی شرط الشیخین' و قال الحافظ ابن حجر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمہ اللہ۔ صححہ الترمذی وابن حبان وسکت الحافظ: فتح الباری: ۱۹۸/۴) یعنی جسے کھجور ملے اسے اس سے افطار کرنا چاہئے' اور جسے نہ مل سکے' وہ پانی سے افطار کر لے کیونکہ وہ (پانی) پاک ہے۔

کھجور سے افطار کیوں؟

ان تینوں اور اس قسم کی دوسری احادیث کا مطالعہ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود تازہ کھجور اگر یہ دستیاب نہ ہو تو' چھوہارہ' اور اگر چھوہارہ بھی دستیاب نہ ہو پائے تو پانی کے چند گھونٹ سے افطار کرنا پسند فرمایا' اور اسی امر کی تعلیم اپنی امت کو بھی دی۔

عربوں کے عمومی حالات وظروف کا بغائر مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کھجور کا قبل از اسلام اور بعد از اسلام بھی خاص اہتمام کرتے تھے' اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منجملہ ان نعم وافضال ایک نعمت کھجور کے درخت کی نعمت سے بھی سرفراز فرمایا' اور اسے ایک نعمت قرار دیا' حتی کہ عرب آج تک مہمان نوازی میں خصوصیت کے ساتھ کھجور ضرور پیش کرتے ہیں' جو ان کے خاص اہتمام کی خاص دلیل وحجت ہے۔

درحقیقت کھجور چاہے وہ تازہ (رطب) ہو یا عام خشک کھجور اس کے فوائد بیشمار ہیں' تاہم غالباً اس امر کی تعیین قدرے دشوار اور کٹھن ہوگی کہ ''رطب'' میں سکری مواد زیادہ ہیں یا ''تمر'' میں' یعنی گلوکوز (GLUCOSE) کی مقدار کس میں کثیر مقدار میں پائی جاتی ہے؟۔

حضرت مریم کے واقعہ زچگی اور درد والم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس حضرت مریم۔ علیہا السلام۔ کی رہنمائی فرمائی' کہ کھجور کے درخت کو ہلاؤ' خود بہ خود ''رطب'' (تازہ کھجور) گر پڑیں گی' اللہ نے فرمایا: ﴿و هزی الیك بجذع النخلة تساقط علیكِ رطباً جنیاً فكلی و اشربی و قری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیناً﴾ (مریم:۲۵۔۲۶) یعنی اور اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا' یہ تیرے سامنے تروتازہ پکی کھجوریں گرادے گا۔

جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حالتِ ولادت میں خصوصاً ''رطب'' کا گلوکوز انتہائی مفید تر ہے' عصر حاضر کی تحقیق کا خلاصہ بھی یہی ہے۔

ایک روزہ دار طلوعِ فجر (صبح صادق) سے لے کر غروبِ آفتاب تک تقریباً 12 گھنٹے اپنے معدہ میں کچھ پہنچانے سے لازمی طور پر حکم ربانی کی تعمیل میں گریز کرتا ہے' جس سے یقیناً جسم میں موجود گلوکوز میں کمی آجاتی ہے نتیجۃً کلیجہ میں موجود گلوکوز سے استفادہ کرنا ازبس ضروری ہو جاتا ہے' تاکہ جسمانی توازن برقرار رہے' اور یہی وجہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ کا حکم ہے' سورج غروب ہو جانے کے فوراً بعد بلا کسی تاخیر افطار کیا جائے۔

اسلام نے جہاں روحانی اہتمام فرمایا' جسمانی مصالح کی طرف توجہ والتفات سے بھی آنکھیں نہیں موند لی ہے' بلکہ اس طرف بھی خصوصی توجہ مبذول فرمائی' تاکہ انسان لاغر ونحیف نہ ہونے پائے' چنانچہ کھجور سے افطار کرنے کی کئی حکمتیں ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) کھجور سے افطار کرنا نبی اکرم ﷺ کی سنت کی اقتدا کرنا ہے' جس کا ہمیں حکم بھی دیا گیا ہے

(۲) انسانی جسم میں روزہ رکھنے کی بنیاد پر گلوکوز کی کمی کی بھرپائی بھی ہوتی ہے' کیونکہ معدے 5 منٹ سے کم کے اندر سکری مواد کو جذب کر لیتے ہیں' جس سے جسم آسودہ خاطر ہونا شروع ہو جاتا ہے' اور گلوکوز کی جو کمی پیدا ہوگئی تھی' وہ پر ہونا شروع ہو جاتا ہے' کیونکہ انسان کو بھوک کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب گلوکوز کی کمی ہوتی ہے۔

(۳) طبی نقطۂ نظر سے کھجور دوسری عام غذاؤں کے بالمقابل سریع الہضم اور سہل الامتصاص ہوتی ہے' اور معدہ کو ہاضمہ کیلئے خاطر خواہ کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی ہے' جس کی بنا پر انسان راحت' نشاط' اور تازگی محسوس کرنے لگتا ہے اور انتہائی کم مدت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سارے امور اپنی جگہ لوٹ آتے ہیں۔

(۴) ۱۲ر گھنٹے شدید بھوک برداشت کرنے کی وجہ سے کلیجہ اور خون کو ایسی چیز کی شدید ضرورت ہوتی ہے جو انتہائی سرعت کے ساتھ دماغ' دل' اور سارے اعضاء و جوارح کو پارسل اور سپلائی کر سکے' اور یہ وصف کھجور میں بدرجہ اتم موجود ہے' برخلاف ان حضرات کے' جو ایک ہی ساتھ (افطار کے فوراً بعد) اپنے پیٹ کو مرغن غذا سے (فل) Full کر لیتے ہیں' جس کے ہاضمہ کیلئے بلاشبہ کم از کم 2 سے 3 گھنٹوں کی ضرورت ہوتی ہے' تب کہیں جا کر یہ مواد دوسرے اعضاء و جوراح کو سپلائی کر پاتے ہیں' فلیتأمل و لیتدبر۔

(۵) طبِ عصر حاضر نے تحقیق و ریسرچ کے بعد ثابت کیا ہے کہ اس میں کئی قسم کے فائدے اور عناصر مضمر ہیں چنانچہ:

(۱) کھجور اعلیٰ مقدار میں طاقت کو پیدا کرنے والے مادہ فرکٹوز (FRUCTOSE)' اور گلوکوز (GLUCOSE) جیسے مواد سے لبریز ہے۔

(۲) اس کے اندر انتہائی اعلیٰ مقدار میں وٹامینس بھی موجود ہیں جو "پلیجرا" (PELLAJRA) جیسے مرض سے بچاؤ کا سبب ہے۔

(۳) اس میں کیلشیم (CALECIUM) بھی کافی مقدار میں موجود ہے' جو ہڈی کی ساخت میں اہم رول ادا کرتا ہے۔

(۴) فوسفور اور آئرن (IRON) کا اعلیٰ مقدار سے بھی کھجور لبالب ہے۔ کھجور کا درخت بھی انتہائی مفید ترین ہے' چنانچہ یہ:

(۱) گنا

(۲) پروٹین (PROTEIN)

(۳) فوسفور' آئرن' اور کیلشیم جیسی عناصر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) وٹامین B اور وٹامین D جیسے وٹامینس

(۵) مادۂ رنگین جو خونی شعیرات کیلئے کافی حد تک مفید و کارآمد ہے۔

(۶) اور اسٹروجین ہرمون جیسے مفید عناصر سے بھی لبالب ہے' جو مادۂ تولید کیلئے کافی حد تک نشاط آور ہوا کرتا ہے۔

اگر صحت و تندرستی کے اعتبار سے اس پر نظر غائر ڈالا جائے تو بھی کھجور کافی انتہائی کشود بخش اور سود مند ہے' چنانچہ:

(۱) معدنیاتی آئرن سے لبالب ہونے کے باوصف کھجور "انیمیا" (ANAEMIA) کیلئے مفید ہے۔

(۲) آئرن جیسے عنصر سے لبریز ہونے کی وجہ سے امراض قلب کیلئے بہترین معالج کی حیثیت کا حامل ہے۔

(۳) فرکٹوز میوہ جات جیسے عناصر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے انقباض (قبضیت) کیلئے بھی مجرب و مفید علاج ہے۔

(۴) چونکہ کھجور "زنک" (ZINK) سے بھی لبریز ہے لہٰذا احساسیت کے علاج کے طور پر بھی اس کی شہرت ہے۔

(۵) چونکہ کھجور میں وٹامین VITAMIN, K بھی کافی مقدار میں پایا جاتا ہے' اس لئے اثناء حمل حاملہ عورتوں کیلئے بھی کھجور انتہائی مفید تر ہے۔

(۶) نیز گردے فیل کر جانے پر بھی اس کا استعمال انتہائی مفید ہے' کیونکہ کھجور وٹامین 1' 2 اور 6 پر بھی مشتمل ہے۔

(۷) چونکہ کیروٹین (CAROTENE) بھی کافی مقدار میں پایا جاتا ہے' اس لئے سر درد اور سر چکر جیسے امراض کے علاج کیلئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(۸) مقناطیشیم (MAGNATE) اور کیلشیم سے سرشار ہونے کی بنیاد پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرطان کی کمر توڑ بیماری کے علاج کیلئے بھی کافی مفید ہے۔

(۹) اگر کھجور سوکھا کر پیس دیا جائے' اور دمہ کے مریض اس کا استعمال کریں تو یہ بھی کافی مفید ہے۔

نیز کھجور علی الاطلاق بہترین غذا ہے' یہی وجہ ہے کہ عرب کے یہاں مہینوں تک پانی اور کھجور پر ہی گزارا ہوتا تھا' کیونکہ طبِ معاصر نے یہ بھی ثابت کر دکھایا ہے کہ کھجور میں کربو ہیڈریٹ (CARBOHYDRATE) تقریبا 88%: 'دسماتی اور دہنیاتی مادہ: تقریبا': 5 % ,2 - 5' پروٹین (PROTEIN) تقریبا': 5,6-2,3%' وٹامین (VITAMIN) کی اعلی مقدار: (11,5-6,4%) مقدار پائی جاتی ہے' نیز معدنیاتی عناصر میں:

بورون (BORON)' کیلشیم (CALECIUM)' کوبیلٹ (COBALT)' تانبا' فلور' آئرن (IRON)' مغنشیم' پوٹیشیم (POTASSIUM)' فوسفورڈ (PHOSPHORE)' سوڈیم (SODIUM)' اور شیلنیم' جیسے عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ (ان سب کی معلومات کے لئے دیکھئے: روائع الاعجاز الطبی فی القرآن' اور وصفات طبیہ من الکتاب والسنہ از: عبدالباسط محمد السید)۔

(۱۰) دل کی بیماری اور کالا موتیا کیلئے کھجور کی گٹھلی سمیت کوٹ کر کھانا مفید ہے

(۱۱) کھجور کو دودھ میں ابال کر کھانا بہترین طاقت دینے والی غذا ہے

(۱۲) اس کے کھانے سے زخم جلد بھر جاتا ہے

(۱۳) یرقان کیلئے بہترین دوا ہے

(۱۴) پکی ہوئی کھجوریں صفراء (پت) (جس میں قے کے ذریعہ کڑوا پانی نکلتا ہے) اور تیزابیت کو ختم کرتی ہیں۔

یہ وہ اہم اور بیحد اہم خصوصیات ہیں جن کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ حکیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امت علیہ السلام نے کھجور سے افطار کرنے کو اولویت دی' و فی ذلك فلیتنافس المتنافسون۔

امام ابن القیم ۔رحمہ اللہ۔ "رطب" (تازہ کھجور) کی حکمت' فوائد' اور اس کی خصوصیات پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں: "و فی فطر النبی ﷺ من الصوم علیه' أو علی التمر أو الماء تدبیر لطیف جداً فإن الصوم یخلی المعدة من الغذاء فلا تجد الکبد فیها ما تجذبه و ترسله إلی القوی و الأعضاء أسرع شیءٍ وصولاً إلی الکبد و أحبه الیها' و لا سیما إن کان رطباً فیشتد قبولها له' فإن لم یکن فالتمر لحلاوته و تغذیته فإن لم یکن فحسوات الماء تطفئ لهیب المعدة و حرارة الصوم' فتتنبه بعده للطعام و تأخذه بشهوة" (الطب النبوی حرف الراء' زاد المعاد: ۴/۲۸۳) یعنی نبی اکرم ﷺ کا رطب' یا چھوہارہ' اور پانی سے افطار کرنے میں ایک انتہائی لطیف تدبیر موجود ہے' کیونکہ روزہ رکھنے سے معدہ خالی ہو جاتا ہے' لہذا کلیجہ اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں پاتا جو اسے فوراً جذب کرنے' اور سارے قُویٰ میں انتہائی سرعت کے ساتھ سپلائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو' خصوصاً اگر تازہ کھجور ہو' تو اس کی قبولیت و انجذاب کا کیا کہنا؟ چنانچہ اگر تازہ کھجور نہ ہو تو چھوہارہ' اپنی شیرینی' اور غذائی طاقت سے سرشار ہونے کی بنیاد پر (کافی اہم ہے) اور اگر کھجور بھی نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ' جو معدہ شدتِ بھوک اور روزہ کی گرمی کو مٹاتا ہے' چنانچہ (معدہ) اس کے بعد کھانے کے لئے چاک و چوبند ہو جاتا ہے' اور انتہائی خواہش و رغبت سے اسے قبول کرتا ہے۔

چونکہ نبی اکرم ﷺ رطب یا تمر سے افطار کرنا پسند فرماتے تھے' اور اسی کی ترغیب و تعلیم دیتے تھے' اس سلسلہ میں آں موصوف فرماتے ہیں: "هذا من کمال شفقته ﷺ علی أمته و نصحهم فإن اعطاء الشیء الحلو مع خلو المعدة أدعی لقبوله و انتفاع القوی به' لا سیما القوة الباصرة فإنها

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقوی به و أما الماء فإن الكبد يحصل لها بالصوم نوع يبس فإن رطبت بالماء كمل انتفاعها بالغذاء بعده هذا مع ما في التمر و الماء من الخاصية التي لها تأثير في صلاح القلب لا يعلمها إلا أطباء القلوب" (زاد المعاد: ۲/۴۷) ترجمہ: یہ آپ ﷺ کی اپنی امت پر کمال شفقت و رحمت اور خیر خواہی کی دلیل ہے' کیونکہ معدہ کے خالی ہونے پر شیریں چیز کے دینے سے معدہ اسے زیادہ قبول کرتا' اور قوی اس سے زیادہ مستفید ہوتے ہیں' خاص کر قوتِ باصرہ' اس سے مزید قوی تر ہوتی ہے' رہا مسئلہ پانی کا تو کلیجہ روزہ رکھنے کی بنیاد پر کسی قدر خشکی محسوس کرتا ہے' لہٰذا اگر پانی سے اسے تر کر لیا جائے تو غذا سے بدرجہا تم فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے' علاوہ ازیں پانی اور کھجور میں ایسی خاصیت ہے جو صلاحِ قلب کیلئے انتہائی متاثر کن ہے' جس سے طبیبانِ قلوب بخوبی واقف ہیں۔

افطار پارٹی اور عالمِ اسلام کی سرد مہری

رمضان کا مقدس مہینہ دلوں کے مابین الفت' محبت' رافت و رحمت' عطوفت و آپسی شفقت کا بہترین ذریعہ ہے' اس مہینہ میں "تهادوا تحابوا" کا بیش از بیش نمونہ ملاحظہ کرنے کو ملتا ہے' ہر شخص آپسی رسہ کشی کو بالائے طاق رکھ کر "رحماء بينهم" کا عملی پیکر نظر آنے لگتا ہے' اور "المؤمنون إخوة" کا سماں ہر چہار سو دیکھنے کو ملتا ہے' اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیم و ترغیب پر ہر فرد عمل پیرا کو ہونے کو دینِ متین کا ایک جزو باور کرتا ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "من فطر صائماً فله أجر الصائم من غير أن ينقص من أجر الصائم شيئاً" (تخریج گزر چکی ہے) ترجمہ: جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا' اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا روزہ دار کو بغیر اس کے کہ روزہ دار کا ثواب کچھ کم کیا جائے) اور اسی پر عمل کرتے ہوئے اسلامیان کا ایک عظیم طبقہ افطار پارٹی کا خوب خوب اہتمام کرتا ہے' مملکتِ سعودی عرب کا نام اس سلسلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں انتہائی سرفہرست ہے' اور اس کا نام جلی حروف میں لکھا جاتا ہے' اور مملکت کا ہر شخص تقریباً یہ فضیلت پانے کو بیتاب نظر آتا ہے' اعلیٰ طبقہ سے لے کر ادنیٰ طبقہ تک' سب اس میں برابر کے شریک ہونے کے ہم معنی ہیں' مگر "لا حسد الا فی اثنین" والی بات بھی اپنی جگہ مسلم اور طے شدہ ہے' حرمین شریفین کے اہالیان و باشندگان تو ایک دوسرے پر سبقت لے جانا فخر سمجھتے ہیں' خصوصی طور پر حرم مدنی کا رمضانی منظر دیدنی اور قابلِ رشک ہوتا ہے' جن حضرات کو یہ منظر مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہوگا' انہیں یہ منظر بھلائے نہیں بھولتے' بلاشبہ یہ امر انتہائی خوش کن اور مسرت آمیز ہے' جس پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے' مگر یہ ماحول ابھی چند عربی ممالک تک ہی محدود اور محصور ہے ضرورت ہے کہ اس طرح کا ماحول دنیا کے تمام ممالک میں منتشر ہوں' اور سب اس سے محظوظ ہوں' تاکہ نبی کریم ﷺ کا یہ طریقہ زیادہ سے زیادہ عام ہو۔

ماہِ رمضان اور قرآن کریم

ماہِ رمضان اور قرآن عظیم کے مابین بھی ایک عجیب' عظیم' بیش بہا اور انمٹ رشتہ ہے' جو دوسرے تمام مہینوں سے ماہِ رمضان کو ممتاز' اور منفرد کرتا ہے' کیونکہ اللہ عظیم نے اسی ماہِ عظیم میں قرآن عظیم کو اتارا' فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ شهر رمضان الذی أنزل فيه القرآن ﴾ (البقرۃ:۱۸۵) یعنی ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ نیز فرمایا: ﴿إنا أنزلناه فی ليلة مباركة إنا كنا منذرين﴾ (الدخان:۳) ترجمہ: ہم نے اس (قرآن) کو مبارک رات میں اتارا' بیشک ہم ہی ہیں ڈرانے والے۔ نیز فرمایا: ﴿إنا أنزلناه فی ليلة القدر ﴾ (القدر:۱) یعنی ہم نے اس (قرآن) کو قدر والی رات میں اتارا۔

یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت جبریل۔ علیہ السلام۔ کے ساتھ خصوصی طور پر اس ماہ میں قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے' بلکہ جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو بار دور فرمایا (بخاری برقم: ۴۴۹۷، مسلم برقم: ۴۴۹۸) جو اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن عظیم اور ماہِ رمضان کے مابین عجیب و دلکش رشتہ ہے۔

قرآن کریم کیا ہے؟

درحقیقت قرآن عظیم اللہ رب العالمین کا کلام، ربِ تعالیٰ کی گفتگو ہے، جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خطاب کرتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے حسبِ ضرورت بواسطۂ جبریل۔علیہ السلام۔اپنے حبیب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ۲۳ر برس میں بتدریج اتارا، جو ساری انسانیت کیلئے رشد و ہدایت، ظفر و فلاح، نجات و کامیابی کی ضامن ہے۔

یہ کتاب: ربانی دستور، الٰہی منشور، دلوں کا سرور، اونظروں کا نور ہے، اسی کتاب نے ضلالت و گمراہی میں بھٹکتی ہزاروں انسانیت کو جادۂ مستقیم پر قدمزن فرمایا، ہدایت کے ڈگر پر لا کھڑا کیا، اور پھر وہ راہِ راست کے راہی بن گئے، اور ایسے راہی بنے کہ بیشتر طوفان کے باوجود انہیں کوئی بدراہ نہ کر سکا، یہ قرآن کی چاشنی اور شیرینی کا ہی نتیجہ تھا کہ صنادید قریش بھی نہ چاہتے ہوئے اس کی سماعت پر مجبور ہو گئے، ابوجہل، اخنس بن شریق اور ابوسفیان کا واقعہ سماعتِ قرآنی اس باب میں انتہائی معروف و مشہور ہے۔

اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت کا ایک انوکھا باب ہے کہ ہزار کوشش و مساعی کے باوجود اس کی طرح اور کوئی کتاب پیش نہ کی جا سکی، اور ربِ تعالیٰ کا چیلنج اپنی جگہ برقرار ہا، چنانچہ کبھی اللہ تعالیٰ نے قرآن جیسا اور کوئی کتاب لا کر پیش کرنے کا چیلنج دیا، اربابِ فصاحت و بلاغت اس سے عاجز رہ گئے تو دس آیات ہی اس جیسی لانے کا چیلنج دیا گیا، مگر یہ بھی نہ ہو سکا تو آخری چیلنج دیا گیا کہ ایک سورت ہی اس جیسی لے آؤ تاہم عرب کے وہ بدو جنہیں اپنی فصاحت و بلاغت، اور ادب نوازی اور لغت شناسی پر ناز اور فخر تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک آیت بھی نہ پیش کر سکے (دیکھئے: سورۂ الاسراء آیت نمبر 10 'الطور آیت نمبر:34"33' سورۂ ہود آیت نمبر:13 'اور سورۂ یونس آیت نمبر:38)

یہ چیلنج نہ صرف کفارِ مکہ کو تھا' بلکہ آج تک یہ چیلنج باقی ہے' اور صبح قیامت تک باقی رہے گا' تاہم دنیا کا فصیح ترین ادیب و زبان شناس تا ہنوز یہ ہمت نہیں کر سکا' کہ کوئی آیت ہی سہی اس جیسی پیش کر سکے جو قرآنی اعجاز کی عظیم برہان ہے۔

اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے کر یہ معجزہ بھی قائم فرما دیا کہ کوئی بھی شخص اس کتابِ الٰہی میں کوئی

ادنیٰ سا بھی رد و بدل نہیں کر سکتا' مختلف مطابع کے باوجود آج تک کوئی غلطی مطبوع قرآن میں نظر نہیں آتی' اور نہ ہی کوئی شخص آج تک اس کی طرف نشاندہی کر سکا' جو اس کی صداقت اور حقانیت کی بے مثال دلیل اور بین ثبوت ہے' اگر کسی نے ہیر پھیر اور رد و بدل اور تحریف کی کوشش بھی کی' تو ننھا منہا طفل مکتب نے بھی اس شخص کے ناکوں چنے چبوا دئے' کیا خوب کہا ہے کسی کہنے والے: ؎

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

قرآن عظیم کے نام گرامی

قرآن عظیم کو خود اللہ تعالیٰ نے مختلف اسماء سے موسوم فرمایا ہے' جن میں چند درج ذیل ہیں:

(۱) قرآن عزیز
(۲) قرآن حکیم
(۳) قرآن کریم
(۴) کتابِ مبین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵) نور

(۶) قرآن

(۷) قرآنِ عظیم

(۸) قرآن مجید

(۹) قرآن مبین

(۱۰) أحسن الحدیث

☆ قرآن کریم کے اوصاف وصفات

بلاشبہ اور بلا ریب وتردد یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ قرآنِ عظیم کے اس قدر اوصاف وصفات ہیں' جن کا احصاء وحصر انسانی بس کا روگ نہیں' اور نہ ہی ہماری کتاب کا یہ موضوع ہے' تاہم مشتے نمونہ از خروارے چند ایک پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۱) یہ کتابِ عظیم عالمی (INTERNATIONALBOOK) کتاب ہے' جو ڈرانے کیلئے اتاری گئی ہے' فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا﴾ (الفرقان:۱) ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس بندے پر "فرقان" کو اتارا جو سارے جہاں کیلئے نذیر کی حیثیت رکھتا ہے)

(۲) یہ کتاب اللہ تعالیٰ کا سب سے عظیم معجزہ ہے' جو صبح قیامت تک باقی رہے گا' جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کو صبح قیامت تک کیلئے چیلنج کیا ہے' جس میں جن وانسان سب شامل ہیں' تاہم آج تک کسی میں یہ مجال نہیں کہ اس چیلنج کو قبول کر سکے' فرمایا: ﴿قل لئن اجتمعت الانس و الجن علی أن یاتوا بمثل هذا القرآن لا یأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعضٍ ظهیرا﴾ (الاسراء:۸۸) یعنی: اے نبی! کہہ دیجئے: اگر سارے انسان اور جنات اکٹھے ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں اور اس جیسا قرآن لانے کی کوشش کریں، تو نہیں لا سکتے گو کہ وہ سب کے سب ایک دوسرے کے معاون ہو جائیں۔

(۳) یہ کتاب تمام انسانیت کیلئے باعثِ ہدایت ہے، فرمایا: ﴿شهر رمضان الذی أنزل فیه القرآن هدیً للناس و بینات من الهدی و الفرقان﴾ (البقرۃ:۱۸۵) یعنی ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جس میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے، اور یہ فرقان ہے۔

حضراتِ: خلیفہ ملہم جناب عمر بن خطاب، شاعر باشعور عمرو بن طفیل دوسی وغیرہ (رضی اللہ عنہم) جیسے لاتعداد نفوس قدسیہ کو ہدایت کے ڈگر پر اسی قرآن عظیم کی شیرینی اور حلاوت نے تو لا کھڑا کیا، اور آج بھی کتنے ایسے خوش نصیب افراد ہیں، جنہوں نے کتابِ ہدایت کے عمیق مطالعہ کے بعد اپنے اسلام کا بہ بانگِ دہل اعلان کیا، اور مشرف بہ اسلام ہو کر دین اسلام کو اپنے گلے لگا لیا۔

(۴) کتاب ربانی درحقیقت روح اور حیات جاودانی ہے۔

یعنی جس طرح انسانی جان بلا روح بیکار و عبث ہے، اور اسے موت سے تعبیر کیا جاتا ہے، بعینہ اسی طرح اس کتاب کے بغیر انسانی زندگی بیکار اور شبہ موت کی طرح ہے، فرمایا: ﴿و کذلك أوحینا إلیك روحاً من أمرنا ما کنت تدری ما الکتاب و لا الایمان﴾ (الشوری:۵۲) ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف اپنے حکم سے ,,روح'' وحی کی، تم نہ کتاب جانتے تھے، نہ ایمان کو۔

(۵) یہ کتاب نور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو ''نور'' قرار دیا ہے، فرمایا: ﴿یا أیها الناس قد جاء کم برهان من ربکم و أنزلنا إلیکم نوراً مبیناً﴾ (النساء:۱۷۴) یعنی: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آ چکا ہے، اور تمہاری طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم نے ''نور'' اتارا ہے۔ نیز فرمایا: ﴿و لکن جعلناہ نوراً نھدی بہ من نشاء من عبادنا﴾ (الشوری:۵۲) یعنی: لیکن ہم نے اسے ''نور'' بنایا ہے، جس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں کو ہدایت عطا کرتے ہیں

نیز فرمایا: ﴿قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام و یخرجھم من الظلمات اِلی النور بإذنہ و یھدیھم اِلی صراطٍ مستقیم﴾ (المائدہ:۱۵۔۱۶) ترجمہ: اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ,,نور'' اور ,,کتاب'' آچکی ہے، جس کے ذریعہ اللہ اس شخص کو ہدایت یاب کرتا ہے، جو اس کی رضا۔ سلامتی کی راہ۔ کا پیروکار ہے، اور تاریکیوں سے نور کی طرف اللہ کے حکم سے نکالتا ہے، اور ان کو سیدھی راہ پر گامزن کرتا ہے۔

لمحہ بھر کیلئے ان حضرات دیدہ ور ان کو ان آیات پر تامل فرمانا چاہئے جو نبی اکرم ﷺ کو ''نور'' قرار دیتے ہیں، اور اپنے القاب بھی ''نوری'' رکھتے ہیں، جبکہ اللہ تعالی نے انتہائی وضاحت وصراحت کے ساتھ قرآن کریم کو ''نور'' قرار دیا ہے۔ کیا وہ حضرات ان واضح دلائل پر غور فرمانا پسند فرمائیں گے؟؟

(۶) اس کتاب کی ایک عظیم اور سب سے عظیم خصوصیت اور وصف یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری لے رکھی ہے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿اِنا نزلنا لہ الذکر و اِنا لہ لحافظون﴾ (الحجر:۹) یعنی بلاشبہ ہم نے اسے نازل کیا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

اس ذمہ داری کے بعد بھی کیا کوئی شر پسند اس میں تحریف وتبدیل کی مساعی میں کامیاب ہو سکے گا، کلاثم کلا.

(۷) یہ کتاب شفاءِ روحانی اور شفاءِ جسمانی کی مکمل ضامن ہے، کیونکہ یہ کتابِ شفا بھی ہے، فرمایا: ﴿یا أیھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم و شفاءٌ لما فی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصدور و هدیً و رحمةً للعالمین ﴾(یونس:۵۷)ترجمہ:اے لوگو!تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے پند ونصیحت اور دلوں کے لئے شفا اور سارے جہان والوں کیلئے ہدایت ورحمت آچکی ہے)نیز فرمایا:﴿و ننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمؤمنین و لایزید الظالمین اِلا خساراً ﴾(الاسراء:۸۲)ترجمہ:اور ہم قرآن میں سے بعض وہ اتارتے ہیں جو مؤمنوں کیلئے شفا اور رحمت کا باعث ہے'اور ظالموں کو تو خسارا ہی زیادہ ملے گا۔

(۸)یہ کتاب حق و باطل'کفر و اسلام'اور جائز و ناجائز میں تفریق کرنے والا ''فرقان'' بھی قرار دیا گیا ہے'فرمایا:﴿تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیراً ﴾(الفرقان:۱)ترجمہ:پاک ہے وہ ذات جس نے اس بندے پر''فرقان'' کو اتارا جو سارے جہاں کیلئے نذیر کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۹)یہ کتاب عزیز اربابِ خشیت وخوف کیلئے باعث نصیحت وعبرت بھی ہے' فرمایا:﴿طٰه ٰ ما أنزلنا علیك القرآن لتشقی اِلا تذکرةً لمن یخشی ﴾(طٰہٰ:۲۔۳)ترجمہ:طٰہٰ:ہم نے اس قرآن کو اس لئے نہیں اتارا تاکہ تم شقاوت سے دوچار رہو'بلکہ یہ تو ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

(۱۰)اس قرآن حکیم کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ اگر اسے پہاڑ پر اتارا جاتا تو پہاڑ بھی اپنی مضبوطی'سختی'اور انتہائی ٹھوس ہونے کے باوجود خشیت کے مارے ریزہ ریزہ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا'فرمایا:﴿لو أنزلنا هذا القرآن علی جبلٍ لرأیته خاشعاً متصدعاً من خشیة الله ﴾(الحشر:۲۱)ترجمہ:اگر ہم اسے کسی پہاڑ پر اتار دیتے تو تم دیکھتے کہ اللہ کے ڈر اور خوف سے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

''تلک عشرة کاملة''ان دس امور کا بطور ,,مشتے نمونہ از خروارے'' تذکرہ کر دیا گیا تاکہ اہل بصیرت وبصارت اس سے عبرت حاصل کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی اثر انگیزی

بلاریب قرآن کریم جادو بیانی ہے' نہ سحر انگیزی' شعر و شاعری ہے نہ جنون و دیوانگی' تاہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے منزل من اللہ ہونے کی بنیاد پر اس کتاب الٰہی میں اس قدر تاثیر ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی جو کوئی اسے سن لیتا ہے' نقد دل ہار بیٹھتا' اور اس کا ہو جاتا ہے' اس سلسلہ میں بطون سیرت و سنت میں بہت سے واقعات موجود ہیں' چند ایک کا تذکرہ مفید مطلب ہو سکتا ہے۔

(۱) ایک بار جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود۔ رضی اللہ عنہ۔ سے فرمایا: ''مجھے قرآن کریم پڑھ کر سناؤ' حضرت ابن مسعود۔ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قرآن آپ پر اترا' اور آپ کو پڑھ کر سناؤں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں دوسرے کی زبان سے سننا چاہتا ہوں' حضرت ابن مسعود۔ رضی اللہ عنہ۔ نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع فرمائی: اور جب اس آیت پر پہنچے: ﴿فكيف إذا جئنا من كل أمةٍ بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا﴾ (نساء:۴۱) ترجمہ: پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہر امت میں سے ایک گواہ ہم لائیں گے' اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بس ہو گیا رہنے دو' فرماتے ہیں: جب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو کے دریا رواں تھے' یہاں تک کہ ریش مبارک بھیگ گئے'' (بخاری: ۴۵۸۲' و: ۵۰۴۹' و: ۵۰۵۰' و: ۵۰۵۶' مسلم برقم: ۸۰۰)

(۲) ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق۔ رضی اللہ عنہ۔ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: ''کیا سبب ہے کہ آپ عالم شباب میں بوڑھے سے نظر آتے ہیں'' فرمایا: ''مجھے ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا' ایک اور روایت میں ہے: ''مجھے سورۂ ہود' واقعہ' مرسلات' عم یتساءلون اور و إذا الشمس کورت جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(شمائل محمدیہ از ترمذی برقم:۴۴ البانی نے مختصر شمائل میں اسے صحیح قرار دیا ہے)

(۳) نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب۔رضی اللہ عنہ۔ سے ایک بار فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے ﴿لم یکن الذین کفروا من أهل الکتاب ... ﴾ پڑھ کر سناؤں'' فرمایا: ''اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے'' فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ نے تیرے نام کا تذکرہ فرما کر پڑھنے کا حکم دیا ہے' حضرت ابی کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے'' (مسلم برقم:۷۹۹)

(۴) جب فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِنَّ فی خلق السماوات و الأرض ... ﴾ نازل ہوئی تو رسول گرامی فداہ روحی ﷺ رات بھر قیام فرمانے لگے' حضرت عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ نے جب یہ منظر دیکھا تو فرمانے لگیں: اے اللہ کے رسول! باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے ہیں' آپ اس قدر تضرع وابتہال اور گریہ وزاری سے کام لیتے ہیں؟ فرمایا: ''أفلا أکون عبدا شکورا'' (کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں' یعنی یہ تو صحیح ہے کہ میرے گناہ بخش دیے گئے ہیں تو کیا میں اس کا شکریہ ادا نہ کروں' اسی کے شکرانہ میں قیام اللیل کی یہ صعوبتیں برداشت کرتا ہوں) پھر فرمایا: ''آج رات مجھ پر ایک ایسی آیت اتری ہے' کہ جو اس پر تدبر و تفکر نہ کرے اس کیلئے بربادی اور ہلاکت ہے'' (صحیح ابن حبان برقم:۶۲۰' محقق صحیح ابن حبان شیخ ارناؤط نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے' علامہ البانی نے بھی سلسلہ صحیحہ:۸۶ میں اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے)

(۵) نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ قیام اللیل کی نماز میں تلاوت شروع فرمائی: اور ایک ہی آیت ﴿إن تعذبهم فانهم عبادك و إن تغفر لهم فإنك أنت العزيز الحكيم﴾ (المائدہ:۱۱۸) پڑھتے پڑھتے صبح ہو گئی (نسائی برقم:۱۰۱۰' ابن ماجہ برقم:۱۳۵۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۶) حضرت عمر بن خطاب۔ رضی اللہ عنہ۔ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک بار صبح کی نماز میں سورۂ یوسف کی تلاوت شروع فرمائی' اور اس قدر زار و قطار رونے لگے کہ آں رضی اللہ عنہ کا کاندھا تر ہو گیا' ایک روایت میں آتا ہے اس قدر زار و قطار آہ و بکا شروع فرمائی کہ پیچھے صف میں موجود مقتدیوں نے رونے کی آواز سنی (التبیان فی آداب حملۃ القرآن ص/۶۹)

یہ چند واقعات صرف غیض من فیض کے باب سے ذکر کر دیے گئے ہیں' ورنہ اس طرح کے واقعات سے تو بطون سنت و تاریخ مملو و مشحون ہیں۔

☆ قرآن فہمی

مذکورہ واقعات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ قرآن کریم نے انسانیت کو قرآن فہمی کی دعوتِ عام دی ہے' اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ أفلا يتدبرون القرآن أم على قلوبٍ أقفالها ﴾ (محمد: ۲۴۔۲۶) ترجمہ: وہ قرآن کریم پر غور و تدبر کیوں نہیں کرتے' کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں)

نیز اس لئے بھی کہ اللہ تعالی کے قرآن کریم کے نازل فرمانے کا مقصد ہے یہ کہ اس پر غور و تامل کیا جائے' فرمایا: ﴿كتابٌ أنزلناه إليك مبارك ليدبروا آياته و ليتذكر أولوا الألباب ﴾ (ص: ۲۹) ترجمہ: یہ مبارک کتاب ہے جسے ہم نے تمہاری طرف اتارا ہے تا کہ اربابِ عقل و خرد اس پر تدبر و تفکر سے کام لیں' اور نصیحت پکڑیں)۔ نیز فرمایا: ﴿أفلا يتدبرون القرآن و لو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً﴾ (النساء: ۸۲) یعنی وہ قرآن پر غور کیوں نہیں کرتے' اگر اللہ تعالی کے سوا کسی اور کا نازل کردہ ہوتا تو اس میں زبردست اختلاف موجود ہوتا انہی آیات کی روشنی میں خود نبی اکرم ﷺ' صحابہ کرام' اور تابعین عظام آیاتِ قرآنی پر خوب خوب تامل فرماتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن القیم فرماتے ہیں: ''القرآن حیلة القلوب و شفاءٌ لما فی الصدور ...فبالجملة فلاشیء أنفع للقلب من قراءة القرآن بالتدبر و التفکر ...و هذا الذی یورث المحبة و الشوق و الخوف و الرجاء و الإنابة و التوکل و الرضا و التفویض و الشکر و الصبر و سائر الأحوال التی بها حیاة القلب و کماله'' (مفتاح دار السعادۃ: ۱/۵۵۳) ترجمہ: قرآن دلوں کی زندگی اور سینوں کیلئے باعث شفا ہے' حاصل کلام: قرآن کو سوچ سمجھ کر پڑھنے سے زیادہ نفع بخش دل کے لئے کچھ نہیں۔...اور یہی ہے جو محبت' شوق' خوف' امید' انابت' توکل' رضا' شکر' اور تمام احوال وظروف میں دل کے لئے زندگی کا کام کرتی ہے۔

☆ تلاوت قرآن کریم

اس امر میں کوئی دورائے نہیں کہ قرآن کریم کا اصل مقصد یہ ہے کہ اسے اپنی عملی زندگی میں نافذ کیا جائے' اس کی تلاوت کی جائے' اور یہی وجہ ہے کہ کل روزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں رسول گرامی ﷺ خود شکوہ فرمائیں گے جو قرآنِ کریم سے بے اعتنائی برتتے ہیں' اور درخور اعتناء نہیں سمجھتے' فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿و قال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا﴾ (الفرقان: ۳۰) ترجمہ: اور رسول کہے گا: اے میرے پروردگار! بیشک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

لہذا ایک مردِ مؤمن پر فرض ہے کہ کسی بھی اعتبار سے قرآن کریم کو ہجران کا سبب نہ بنائے' امام ابن القیم اس ''ہجران'' کے متعلق فرماتے ہیں: اس ہجر (ترک کرنے) کی پانچ قسم ہیں:

پہلی قسم: اس (قرآن کریم) کے سننے' اس پر ایمان لانے' اور اس پر دھیان وتوجہ ترک کر دینا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری قسم: اس پر عمل' اس کے حلال وحرام کردہ امور پر رکنے کو ترک کر دینا گو کہ اس کو پڑھتا اور اس پر ایمان لاتا ہو۔

تیسری قسم: اس کے فیصل قرار دینے' اصول وفروع دین میں اس کے پاس اپنے فیصلے لے جانے کو ترک کر دینا۔

چوتھی قسم: اس کے سمجھنے' غور وتدبر کرنے' اور متکلم کے مقصود کی معرفت ترک کر دینا۔

پانچویں قسم: جسمانی اور روحانی تمام امراض سے شفا حاصل کرنے اور اس سے علاج ومعالجہ کرنے کو ترک کر دینا۔

یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ وقال الرسول... ﴾ میں داخل ہیں' گو کہ بعض قسم کا ترک بعض دوسرے سے کم تر ہے'' (الفوائد لابن القیم: ص/۵ وص/۶' وص/۱۵۶' نیز دیکھئے: تفسیر السعدی: ۲/۱۱۲ و ۷/۸۰)

لہٰذا قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کرنا حبِ قرآن کی عظیم دلیل ہے' اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی ﷺ کو تلاوت قرآن کا حکم دیا' فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إنما أمرت أن أعبد رب هذه البلدة الذي حرمها و له كل شيءٍ و أمرت أن أكون من المسلمين و أن أتلو القرآن﴾ (النمل: ۹۱-۹۲) ترجمہ: مجھے اس بات کا حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اسے حرمت والا قرار دیا ہے' اور جس کی ملکیت ہر چیز ہے' اور مجھے اسی بات کا بھی حکم ہے کہ میں مسلمانوں (فرمانبرداروں) میں سے ہوں' اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کرتا رہوں۔

نیز نبی اکرم ﷺ نے امتِ اسلامیہ کو تلاوتِ قرآن کی مختلف انداز سے ترغیب وتعلیم دی' ملاحظہ فرمائیں:

(الف) اس امر کی ترغیب کہ جو ایک حرف پڑھے گا' اسے ایک حرف کے بدلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(10) نیکیاں ملیں گی' فرمانِ نبوی ہے: ''من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة' و الحسنة بعشر أمثالها' لا أقول (الم) حرفٌ' ولكن: ألف حرف' و لامٌ حرفٌ' و ميمٌ حرفٌ'' (ترمذی برقم: ۲۹۱۰) (یعنی جو قرآن کا ایک حرف پڑھے گا اسے اس کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی' اور نیکی دس گنا تک بڑھا کر دیا جاتا ہے' میں نہیں کہتا کہ (الم) ایک حرف ہے' بلکہ الف: ایک حرف' لام ایک حرف' اور میم ایک حرف ہے)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ (الم) میں قاری (پڑھنے والے) کو تیس نیکیاں ملتی ہیں' کیونکہ (الم) تین حرف کا مجموعہ ہے' مطبوعہ قرآن کریم میں (311251) حرف ہیں' چنانچہ اندازہ کریں کہ پورے قرآن کریم کی تلاوت کرنے پر (3112510) نیکیاں لکھی جاتی ہیں' مزید اس امر پر غور فرمائیں کہ اسی پر محصور نہیں بلکہ ربِ تعالیٰ تو ''ذوالفضل العظیم'' اور ''واسع و علیم'' ہے' مزید اس سے بھی دوگنا اور دس گنا بڑھا کر عطا کر سکتا ہے' وما ذلك على الله بعزيز۔

(ب) قرآن کریم روزِ قیامت تلاوتِ قرآن والوں کے حق میں سفارش اور ان کی طرف سے دفاع کرے گا' جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اقرؤوا القرآن فإنه يأتي يوم القيامة شفيعاً لأصحابه' اقرؤوا الزهراوين' البقرة و آل عمران' فإنهما تأتيان يوم القيامة كأنهما غمامتان أو غيايتان' أو كأنهما فرقان من طيرٍ صوافٍ تحاجان عن أصحابهما' اقرؤوا سورة البقرة' فإنَّ أخذها بركة و تركها حسرة' و لا تستطيعها البطلة'' (مسلم: برقم: ۸۰۴) ترجمہ: قرآن پڑھا کرو' کیونکہ قرآن پڑھنے والوں کیلئے یہ سفارشی بن کر قیامت کے دن آئے گا' دو روشن کرنے والی سورتوں کو پڑھا کرو' کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اس شکل میں آئیں گی گویا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ بادل ہیں' صف در صف طیورِ خوشنوا کے دو ٹکڑے ہیں' جو اپنے والوں کی طرف سے دفاع کریں گی' سورۂ البقرہ پڑھا کرو' کیونکہ اس کا اپنانا (پڑھنا) برکت' اس کا ترک کر دینا باعثِ حسرت' اور جادوگر اس میں کامیاب نہیں ہوسکتا) (کاش آسیب زدہ افراد اس قسم کے نسخے اپناتے' اور ایمان کی حفاظت کرتے)

(ج) روزہ اور قرآن دونوں کل قیامت کے دن بارگاہِ مولا میں سفارش کریں گے' جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص۔رضی اللہ عنہما۔ کی حدیث میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الصیام و القرآن یشفعان للعبد یوم القیامة' یقول الصیام :أی رب! منعته الطعام و الشهوات بالنهار فشفعنی فیه' و یقول القرآن :منعته النوم باللیل فشفعنی فیه "قال: فیشفعان'' (مرّ تخریجہ)

(د) قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے مطابق جنت میں قاریٔ قرآن کے درجات ہوں گے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقال لصاحب القرآن :اقرأ و ارتق' و رتّل کما کنت ترتل فی الدنیا فإن منزلتك عند آخر آیةٍ تقرأها'' (ابوداؤد برقم:۱۴۶۴' ترمذی برقم:۲۹۱۴' نسائی برقم:۸۰۵۶' علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ترجمہ: قاریٔ قرآن کو (روزِ قیامت) کہا جائے گا: پڑھتے جاؤ' اور اونچے درجات میں چڑھتے جاؤ' اور اسی ترتیل سے پڑھو' جس طرح دنیا میں پڑھتے تھے' تمہارا آخری مقام وہاں ہوگا' جہاں تم پڑھ کر ٹھہر جاؤ گے۔

تعلیم قرآن کریم کی فضیلت

قرآن کریم کی تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کی انتہائی فضیلت بیان کی گئی ہے' ذیل میں چند امور کا تذکرہ کیا جارہا ہے:

(الف) صرف دو آیات پڑھنا یا سیکھنا دو بڑے اونٹ سے بہت بہتر ہیں' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أیکم یحب أن یغدو کل یومٍ إلی بطحان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أو الى العقيق فيأتى منه بناقتين كوماوين فى إثمٍ و لا قطيعةٍ، فقلنا يا رسول الله نحب ذلك!قال:أفلا يغدو أحدكم إلى المسجد فيعلم أو يقرأ آيتين من كتاب الله عز و جل خيرٌ له من ناقتين، وثلاثٌ خير له ثلاث، و أربع خيرٌ له من أربعٍ، و من أعدادهن من الإبل "(مسلم برقم:۸۰۳)ترجمہ: کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ وہ ہر روز بطحان یا عقیق جا کر بغیر کسی گناہ اور قطع رحمی کے دو کوہان والے اونٹ لے کر آ جائے تو ہم سب نے کہا: اللہ کے رسول! یہ تو ہم سب چاہتے ہیں، فرمایا: تم میں سے کوئی مسجد کیوں نہیں چلا جاتا، اور وہاں جا کر قرآن کی دو آیات سیکھ کر آ جاتا، یہ تو دو کوہان والے اونٹ سے کہیں بہتر ہے، اور تین، تین سے، چار، چار سے وغیرہ۔

(ب) قرآنی تدریس و تعلیم سے منسلک تمام افراد علی الاطلاق سب سے بہتر ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "خيركم من تعلّم القرآن و علّمه "(بخاری برقم:۵۰۲۷، و:۵۰۲۸)(ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

(ج) سکون، رحمت، احاطہ ملائکہ اور ملائکہ کے پاس ان افراد (قراء) کا اللہ تعالیٰ کا تذکرہ، یہ چار عظیم نعمتیں ایسی ہیں جو قرآن سے منسلک افراد کیلئے بشارت ہیں اور انہیں خوش کرنے کے لئے کافی ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "...ما اجتمع قوم فى بيتٍ من بيوت الله يتلون كتابه و يتدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة، و غشيتهم الرحمة، و حفتهم الملائكة، و ذكرهم الله فيمن عنده، و من بطأ به عمله لم يسرع به نسبه "(مسلم برقم:۲۶۹۹)یعنی جب بھی کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں بیٹھ کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے، اسے سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں، تو ان پر اللہ کی طرف سے سکون نازل ہوتا، رحمتِ الٰہی اسے ڈھانپ لیتی، ملائکہ ربانی انہیں اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھیرے میں لے لیتے' اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ایسے افراد کے پاس کرتا ہے' جو ان سے بہتر ہیں' اور جس کا عمل کسی کو پیچھے کر دے' اس کا عالی خاندان کا ہونا اس کے لئے سودمند نہیں۔

تاہم ان تمام امور کو پانے کیلئے ضروری ہے کہ اپنے اندر اخلاص' للّٰہیت' جذبۂ اسلامی' اور احتسابِ اجر کا جذبہ پیدا کرے' کیونکہ کوئی بھی عمل بلا اخلاص بے سود' غیر مفید ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''من قرأ القرآن فليسأل الله به فإنه سيجيء أقوام يقرؤون القرآن يسألون به الناس'' (ترمذی برقم: ۲۹۱۷' علامہ البانی نے اسے سلسلہ صحیحہ ۲۵۷ میں صحیح قرار دیا ہے) ترجمہ: جو قرآن پڑھے اور اسے اللہ سے اس کے واسطہ سے مانگنا چاہئے' کیونکہ کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن کو مہرہ بنا کر لوگوں سے مانگیں گے)

ربانی حافظِ قرآن

قرآن کریم کا حفظ کرنا' اسے یاد رکھنا' اور اس پر عمل کرنا سب سے بہتر عمل' خوش بخت فعل' اور انتہائی سعادتمند کارِ خیر ہے' اللہ تعالیٰ خوش نصیبان خوش بخت کو ہی اس کی توفیق عطا کرتا ہے' قرآن وسنت پر نظر عمیق ڈالنے سے ان خوش نصیبوں کی انتہائی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ سابقہ فضائل کو ملا کر درج ذیل امور پر بھی تامل فرمائیں:

(الف) قاری قرآن کی اللہ تعالیٰ نے بیش بہا اجر وصلہ سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے' فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إن الذين يتلون كتاب الله و أقاموا الصلاة و أنفقوا مما رزقناهم سرًّا و علانية يرجون تجارة لن تبور ليوفيهم أجورهم و يزيدهم من فضله﴾ (فاطر: ۲۹-۳۰) ترجمہ: جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں' نماز قائم کرتے' اور ہماری عطا کردہ چیزوں سے اعلانیہ اور پوشیدہ طور پر خرچ کر کے ایسی تجارت کی امید کرتے ہیں جو کبھی ضائع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے والی نہیں ہے' تا کہ انہیں ان کو پورا پورا بدلہ عطا کرے' اور مزید نوازے۔

(ب) قاری قرآن کی مثال ایسے ترنج کی ہے' جو اپنے اردگرد کو خوشبو بکھیرتا رہتا ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مثل المؤمن الذی یقرأ القرآن مثل الأترجة ریحها طیب و طعمها طیب و مثل المؤمن الذی لایقرأ القرآن مثل التمرة لا ریح لها و طعمها حلو و مثل المنافق مثل الریحانة ریحها طیب و طعمها مرٌ و مثل المنافق الذی لایقرأ القرآن مثل الحنظلة لیس لها ریح و طعمها مر'' (بخاری برقم: ۵۰۲۰' مسلم برقم: ۷۹۷) (ترجمہ: قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال اترنج جیسی ہے' اس کی خوشبو بھی خوب ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ' اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کی مثال کھجور جیسی ہے' کہ ناس میں خوشبو تو نہیں ہے مگر اس کا مزہ لذیذ ہوتا ہے' اور منافق کی مثال اس خوشبو دار چیز کی طرح ہے' جس کی خوشبو تو بہترین ہے مگر اس کا مزہ کڑوا ہے' اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال حنظل درخت کی طرح ہے جس کی خوشبو بھی نہیں ہوتی ہے' اور اس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے) یعنی جس طرح ترنج کی خوشبو بھی خوب ہوتی ہے' اور اس کا مزہ خوب ہوتا ہے یوں ہی حافظِ قرآن اور عامل کتاب کا حال ہوتا ہے' کہ وہ شخص جہاں رہتا ہے' جس جگہ جاتا ہے' اور جس ماحول میں قدم رکھتا ہے' اپنے گردو ماحول کو اپنی مشامِ جاں سے معطر کرتا رہتا ہے۔

(ج) ماہر قرآن بزرگ تر فرشتوں کے ساتھ ہوگا' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الماهر بالقرآن مع السفرة الکرام البررة و الذی یقرأ القرآن و یتعتع فیه و هو علیه شاق له أجران'' (بخاری برقم: ۴۹۳۷' مسلم برقم: ۷۹۸) (قرآن کا ماہر بزرگ' پاکباز فرشتوں کے ساتھ ہوگا' اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے' اور یہ اس پر شاق ہو' اس کے لئے دوہرا اجر ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(د) صاحبِ قرآن کو قیامت کے روز عظمت و رفعت کا تاج پہنایا جائے گا' اور سب سے بڑی بات یہ کہ رب تعالیٰ ان سے راضی و خوش ہو جائے گا' جیسا کا نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: "یجیء یوم القیامة فیقول:یا رب! حلّه فیلبس تاج الکرامة ثم یقول:یا رب! زده فیلبس حلة الکرامة ثم یقول :یا رب! ارض عنه فیرضی عنه فیقال:اقرأ و ارق و تزاد بکل آیةٍ حسنة" (ترمذی برقم:۲۹۱۵) ترجمہ: وہ آئے گا اور کہے گا: مولا! اسے پہنایئے کہ عظمت و رفعت کا تاج یہ پہن لے' پھر عرض گزار ہوگا: میرے رب! مزید اسے نوازیئے کہ عزت و شکوہ کا تاج یہ پہنے' پھر عرض گزار ہوگا: میرے رب! اس سے راضی ہو جا' چنانچہ رب تعالیٰ اس سے راضی و خوش ہو جائے گا' اور کہا جائے گا: پڑھتے جاؤ' اور چڑھتے جاؤ' اور ہر آیت کے عوض ایک نیکی کا اضافہ ہوگا)

(ھ) حافظِ قرآن کے ساتھ ساتھ حافظِ قرآن کے والدین (ماں باپ) کو بھی عزت و وقار کا تاج' اور مڈل گولڈ (MIDDLE GOLD) سے نوازا جائے گا' چنانچہ حافظِ قرآن کو آخرت میں دایاں ہاتھ میں بادشاہت' اور بایاں ہاتھ میں ہمیشگی دی جائے گی' اور وقار کی تاج پوشی ہوگی' پھر اس کے ماں باپ کو ایسے چوغے پہنائے جائیں گے کہ دنیا و مافیہا سے کہیں بہتر ہونگے' اور جب انہیں اس طرح کی تاج پوشی اور سرفرازی سے تعجب ہوگا کہ مولا! یہ کس اعزاز میں مجھے پہنایا جائے گا' تو مولائے کریم فرمائے گا: یہ اس لئے کہ تم نے اپنے فرزندوں کو تعلیم قرآن کی دولتِ عظیم سے سرافراز کیا تھا' جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: "یجیء القرآن **یوم القیامة کالرجل** الشاحب یقول لصاحبه:هل تعرفنی ؟**أنا الذی کنت أسهر لیلك و** أظمئی هواجرك و إن کل تاجر من وراء **تجارته** و أنا لك الیوم من وراء کل تاجرٍ فیعطی **الملك** بیمینه و **الخلد** بشماله و یوضع علی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رأسه تاج الوقار و يكسى والداه حلتان لاتقوم لهما الدنيا و ما فيهما فيقولان:يا رب!أنى لنا هذا ؟فيقال لهما:بتعليم ولدكما القرآن "(مسند احمد برقم:۲۱۸۷۲،۲۲۹۵۰،دارمی :۳۳۹۱،قیام اللیل از مروزی : (۲۰۲)المعجم الأوسط برقم:۳۴۶۹،فضائل القرآن از:ابن الضریس(۹۷)فضائل القرآن از: قاسم بن سلام (۴۷)،مصنف ابن ابی شیبہ(۳۰۰۴۵)،ابن کثیر:۱/۴۶،(اور اسے حسن قرار دیا ہے) علامہ البانی نے بھی (سلسلہ صحیحہ برقم:(۲۸۲۹)میں اسے صحیح قرار دیا ہے)

(و)حفاظِ قرآن،اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندے ہیں،نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إنَّ لله أهلين من الناس قالوا يا رسول الله! من هم؟قال:هم أهل القرآن أهل الله و خاصته"(ابن ماجہ برقم:۲۱۵،صحیح الترغیب برقم:۱۴۳۲،مسند احمد:۱۲۲۹۲)(بلاشبہ لوگوں میں سے کچھ لوگ اللہ کے خاص ہیں: صحابہ نے عرض کیا:اے اللہ کے رسول!وہ کون افراد ہیں؟فرمایا:وہ قرآن والے،اللہ کے خاص الخاص بندے ہیں)

قرآن کریم اور اس پر عمل

قرآن کریم کے نزول کا اہم اور اصلی مقصد اس پر عمل کرنا ہے،جیسا کہ سابقہ صفحات میں اس کی وضاحت کی جا چکی ہے،اسی پر صحابہ کرام کا عمل تھا.

ابوعبدالرحمٰن سلمی۔رحمہ اللہ۔فرماتے ہیں:"حدثنا الذين كانوا يقرؤننا القرآن :عثمان بن عفان و عبد الله بن مسعود رضى الله عنهما و غيرهما :أنهم كانوا إذا تعلموا من النبى ﷺ عشر آيات لم يجاوزوها حتى يتعلموها و ما فيها من العلم و العمل قالوا:فتعلمنا القرآن و العمل جميعا"(تفسیر ابن جریر:۱/۸۰)یعنی ہمیں ان حضرات نے بتایا جو ہمیں قرآن پڑھاتے تھے:حضرات عثمان وابن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہ نے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ جب نبی اکرم ﷺ سے دس آیات سیکھتے تھے تو اس سے آگے اس وقت تک نہ بڑھتے تھے جب تک وہ ان آیات میں موجود علم و عمل کے بارے میں نہ جان لیتے تھے فرماتے ہیں: لہذا ہم نے قرآن اور عمل ایک ساتھ سیکھا۔

حضرت عمر بن خطاب (اور ایک دوسری روایت کے مطابق آں رضی اللہ کے فرزندِ ارجمند عبداللہ بن عمر) نے سورۂ البقرہ مکمل ۱۲ سال کی طویل مدت میں حفظ کیا (الجامع لاحکام القرآن از قرطبی: ۱/۷۶) کیا کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ آں رضی اللہ عنہ اس قدر۔ خاکم بدہن۔ کند ذہن اور بلید تھے کہ اس طویل مدت میں یاد کر سکے کلا وحاشا یہ کوئی صاحبِ بصیرت شخص نہیں کہہ سکتا بلکہ راز یہ تھا کہ وہ اس طویل مدت میں آیاتِ ربانی پر غور و تامل اور تدبر و تفکر سے کام لے کر اور اس پر عمل کرتے رہے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ: ''رب تالٍ للقرآن و القرآن یلعنہ'' (غرائب القرآن از نیشاپوری: ۱/۷۴) یعنی کتنے لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تاہم قرآن ان پر لعنتیں برساتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود۔ رضی اللہ عنہ۔ فرمایا کرتے تھے: ''إنا صعب علینا حفظ ألفاظ القرآن و سهل علینا العمل به و إنّ من بعدنا یسهل علیهم حفظ القرآن و یصعب علیهم العمل به'' (الجامع لاحکام القرآن از قرطبی: ۱/۴۰) (ہمارے لئے قرآنی الفاظ یاد کرنا مشکل ہے مگر اس پر عمل کرنا آسان ہے اور بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے قرآنی الفاظ یاد کرنا سہل ہوگا اور عمل مشکل ہوگی)

حالاتِ حاضرہ اور اسلامی ظروف و احوال کا بنظرِ عمیق جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا آں رضی اللہ عنہ کا یہ بیان صد فیصد ثابت ہو رہا ہے۔

درحقیقت یہی وہ چیز ہے جس پر سعادت و نیک بختی یا شقاوت و بدبختی مضمر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿و من أعرض عن ذکری فإنه له معیشة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضنكا و نحشره يوم القيامة أعمى قال رب لم حشرتني أعمى و قد كنت بصيرا قال كذلك أتتك آياتنا فنسيتها و كذلك اليوم تنسى﴾ (طہ:۱۲۴۔۱۲۶) ترجمہ: اور جو میرے ذکر سے اعراض وانحراف کرے تو اس کیلئے تنگ زندگی ہے اور روزِ قیامت ہم اسے نابینا اٹھائیں گے وہ کہیں گے میرے رب! مجھے کیوں اندھا اٹھایا حالانکہ میں بینا تھا؟ فرمائے گا: ہماری آیتیں آئیں اور جس طرح تم نے بھلا دیا ہم بھی تجھے آج بھلا دیں گے۔

فضیل بن عیاض۔رحمہ اللہ۔فرماتے ہیں: ''إنما أنزل القرآن ليعمل به فاتخذ الناس تلاوته عملاً'' (مفتاح دار السعادہ:۱/۱۸۷) ترجمہ: قرآن اس لئے اتارا گیا تا کہ اس پر عمل کیا جائے جبکہ لوگوں نے اس کی تلاوت کو عمل کا درجہ دے دیا۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بیشتر مقامات پر عمل بالقرآن کو نزول قرآن کا اصل مقصد قرار دیا اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿الذين آتيناهم الكتاب يتلون حق تلاوته (البقرۃ:۱۲۱)﴾ ترجمہ: جن کو ہم نے کتاب دی جس طرح تلاوت کا حق ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔رحمہ اللہ۔فرماتے ہیں: ''ان جیسی آیات میں جب لفظ ''تلاوت'' مطلق طور پر استعمال ہو تو اس کا معنی قرآن پر عمل کرنا ہوتا ہے'' (مجموع فتاوی:۷/۱۶۷)

اور نبی اکرم ﷺ نے تو قرآن کریم کو قاری قرآن کیلئے حجت یا اس کے خلاف حجت قرار دیا فرمایا: ''و القرآن حجة لك أو عليك'' (مسلم برقم:۵۵۶ ترمذی برقم:۳۵۱۷ ابن ماجہ برقم:۲۸۰ نسائی برقم:۲۴۳۶ مسند احمد برقم:۲۲۹۰۸ صحیح الجامع برقم:۹۲۵) یعنی قرآن یا تو تمہارے لئے حجت ہے یا تمہارے خلاف روزِ قیامت حجت ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا بخیہ ادھیڑ کر رکھ دیا' جن کے پاس کتابِ الٰہی (توراۃ) موجود ہونے کے باوجود اس پر عمل نہیں کیا کرتے تھے' اور ان کی اس عادتِ قبیحہ اور عمل سی ءکو گدھا کے مشابہ قرار دیا' فرمایا: ﴿ مثل الذين حملوا التوراة ثُمَّ لم يحملوها كمثل الحمار يحمل أسفارا ﴾ (الجمعۃ:۵) ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جن کو تورات دی گئی' پھر اس کو نہیں اٹھایا (اس پر عمل نہیں کیا) ایسی ہے' جیسے گدھے کتابیں اٹھائے پھرتے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هذا كتابٌ أنزلناه إليك مبارك فاتبعوه واتقوا لعلكم ترحمون﴾ (الانعام:۱۵۵) ترجمہ: یہ مبارک کتاب ہم نے تمہارے اوپر نازل کیا لہٰذا تم سب اس کی پیروی اور اتباع کرو' اور اس سے ڈرو تاکہ پر رحم کیا جائے' یہ آیت بھی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ قرآن پر عمل واجب اور ضروری ہے' اور اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے' اور اللہ تعالیٰ نے اسی لئے قرآن اتارا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: ''و المطلوب من القرآن هو فهم معانيه و العمل به فإن لم تكن هذه همة حافظه لم يكن من أهل العلم و الدين '' (مجموع فتاوی:۲۳/۵۵) ترجمہ: قرآن کا (اصلی مطلوب و مقصود) اس کے معانی کا درک' اور اس پر عمل ہے' اگر حافظ قرآن کا یہ ارادہ اور عزم نہ ہو تو وہ اربابِ علم و دین میں سے نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا قرآن اور اس کی تعلیمات و مقتضا پر عمل ہی نزولِ قرآن کا اہم مقصد ہے۔

☆ تلاوتِ قرآن کے آداب

چونکہ قرآن کریم منزل من اللہ ہے' اس لئے یہ عام کتابوں جیسی نہیں' بلکہ اس کے کچھ آداب ہیں جو درج ذیل ہیں:

(الف) قاری قرآن کو تلاوت قرآن سے پہلے یہ شعور و احساس ہونا چاہئے کہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب کوئی عام اور جنرل کتاب نہیں' کہ جیسے چاہے پڑھ لیا جائے' بلکہ اس کا نازل کرنے والا رب کائنات ہے' جس نے امین سماء (جبریل علیہ السلام) کے توسط سے امین ارض (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) پر اتارا' یہ کتاب خود عظیم' اس کا نازل کرنے والا عظیم و برتر' جس کے توسط سے اتاری گئی' وہ عظیم' اور جس عظیم شخصیت پر اتاری گئی' وہ بھی عظیم شخصیت ہیں.

(ب) یہ شعور و وجدان کہ اس کے حرف حرف پر دس نیکیاں ہیں' جو اللہ تعالیٰ کے یہاں محفوظ و مضمون (GURANTADE) ہیں' اور ضائع ہونے والے نہیں ہیں۔

(ج) قرآن کریم کی تلاوت درحقیقت ایک عظیم عبادت ہے' اس لئے قاری قرآن سب سے پہلے اخلاص وللّٰہیت پیدا کرے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''من قرأ القرآن فليسأل الله به فإنه سيجيء أقوام يقرؤون القرآن يسألون به الناس '' (ترمذی برقم: ۲۹۱۷' علامہ البانی نے اسے سلسلہ صحیحہ (۲۵۷) میں صحیح قرار دیا ہے) ترجمہ: جو قرآن پڑھے اور اسے اللہ سے اس کے واسطہ سے مانگنا چاہئے' کیونکہ کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن کو لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ بنالیں گے۔

نیز اس عظیم اور تہدید آمیز حدیث پر غور فرمائیں' جس میں ان تین اشخاص کا تذکرہ ہے' جو عدم اخلاص کی بنیاد پر جہنم رسید کئے جائیں گے فرمایا: ''... و رجل تعلم العلم و علمه و قرأ القرآن فأتى به فعرّفه نعمه فعرفها قال: فما عملت فيها؟ قال: تعلمت تعلمت العلم و علمته و قرأت فيك القرآن قال: كذبت و لكنك تعلمت العلم ليقال عالم و قرأت القرآن ليقال: هو قارىء فقد قيل ثم أمر به فسحب على وجهه حتى ألقي في النار'' (بخاری برقم (۱۹۰۵) من حدیث أبی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:... ان میں ایک ایسا بھی ہوگا جس نے علم حاصل کیا' اور اسے سکھایا' اور قرآن پڑھا' اسے لایا جائے گا اور اس کی نعمتیں اسے یاد دلائی جائیں گی' اور وہ اسے یاد آجائیں گی' عرض کیا جائے گا: تم نے اس پر کہاں تک عمل کیا' وہ کہے گا: میں نے علم حاصل کیا' اسے سکھایا' اور قرآن پڑھایا' عرض کیا جائے گا: تم نے کذب بیانی سے کام لیا' لیکن تم نے علم اس لئے حاصل کیا تا کہ تمہیں ''عالم'' کہا جائے' اور قرآن اس لئے پڑھایا تا کہ تمہیں ''قاریٔ قرآن'' کہا جائے اور یہ تمہیں کہا جا چکا' پھر حکم ہوگا' اور چہرے کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم رسید کر دیا جائے گا...) درحقیقت یہ حدیث انتہائی خطرناک ہے' اور وہ لوگ جو اپنے اعمال میں اخلاص' للّٰہیت' اور نیک نیتی پیدا نہیں کرتے' اور قرآن یا علم دین صرف اس بنیاد پر حاصل کرتے یا اس بنیاد پر سکھاتے کہ اسے شہرت وعظمت کے لمبے لمبے القاب اور چوغے ملیں' تو ایسے قراء حضرات کو اس حدیث پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے' کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ کسی اور کی شراکت قطعی نہیں چاہتا (اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب میں اخلاص وللّٰہیت پیدا فرمائے)۔

(د) قرآن پڑھتے ہوئے قاریٔ قرآن کو اس بات کا بھی احساس ہونا چاہئے' اس کتابِ عظیم میں کیا کہا جا رہا ہے' کن امور کا مطالبہ ہو رہا ہے؟ اور متلو آیات میں کیا تقاضا ہے؟' اس بات کا شدت سے احساس ہونا چاہئے کہ قرآن کریم درحقیقت اللہ تعالیٰ کا کلام ہے' جس میں اللہ تعالیٰ بندوں سے خطاب کر رہا ہے' اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے تدبرِ قرآن پر کافی زور دیا ہے' فرمایا: ﴿أفلا يتدبرون القرآن أم على قلوبٍ أقفالها﴾ (محمد: ۲۴) یعنی وہ قرآن پر غور کیوں نہیں کرتے' یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

(ھ) پوری کوشش ہونی چاہئے کہ قرآن کریم بغیر طہارت نہ تلاوت کرے' کیونکہ یہ ایک مقدس اور پاک کتاب ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لا يمسه الا المطهرون﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الواقعۃ:۷۹) ترجمہ: اس کو پاک لوگوں کے علاوہ کوئی دوسرا نہ چھوئے۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''کان رسول اللہ ﷺ یُقرِؤنا القرآن علی کل حالٍ مالم یکن جنُبا'' (ابوداؤد برقم:۲۲۹، ترمذی برقم:۱۴۶، ابن ماجہ برقم:۵۹۴، نیز دیکھئے: فتح الباری: از حافظ ابن حجر:۱/۳۴۸، شیخ شعیب ارناؤط نے تحقیق مسند برقم:۶۲۷ میں اس کی سند ''حسن'' قرار دیا ہے) یعنی رسول اللہ ﷺ اگر آپ جنبی نہ ہوتے تو ہمیں ہر حال میں قرآن پڑھاتے تھے۔

الا یہ کہ کسی کو حدث اصغر ہو تو بلا چھوئے قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے، جیسا کہ حضرات عمرو بن حزام، حکیم بن حزام اور ابن عمر۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، فرماتے ہیں: ''لا یمس القرآن الا طاھر'' (مؤطا مالک برقم:(۱)، سنن دار قطنی برقم:۴۳۱، ۴۳۳، علامہ البانی نے شواہد کی بنا پر اس کی سند صحیح قرار دیا ہے، ارواء الغلیل:۱/۱۵۸) ترجمہ: قرآن وہی چھوئے جو پاک ہو۔

رہا معاملہ حیض ونفاس والی خواتین کہ تو علماءِ محققین کے راجح ترین قول کے مطابق بغیر چھوئے قرآن کی تلاوت کر سکتی ہیں، درج ذیل امور پر انتہائی سنجیدگی سے غور فرمائیں:

(۱) اس باب میں وارد روایت '' لا تقرأ القرآن الحائض و لا الجنب شیئا من القرآن'' (ترمذی برقم:۱۳۱، ابن ماجہ برقم:۵۹۵، علامہ البانی نے ارواء الغلیل برقم:۱۹۲، اور امام ابن باز نے الفتاوی الاسلامیہ:۱/۲۳۹ میں ضعیف قرار دیا ہے) یعنی حائضہ قرآن پڑھے گی، نہ جنبی۔ محققین علماء کے نزدیک ضعیف اور نا قابل حجت ہے لہذا اس سے دلیل نہیں پکڑا جا سکتا ہے۔

(۲) حیض و نفاس کی مدت طویل تر ہونے کی بنیاد پر اسے جنبی (ناپاک آدمی) کے احوال وظروف سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ حیض کی مدت حسب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلافِ احوال ۴، ۵، ۶ اور ۷ دن تک اور نفاس کی مدت ۲۵ اور ۳۰ سے ۴۰ ایام تک ممتد رہتی ہے، برخلاف ایک جنبی کے کہ وہ فوراً چند لمحوں میں پاک ہوسکتا ہے لہٰذا اگر اس طویل مدت تک قرآن کریم کی تلاوت ترک کردے تو ہوسکتا ہے کہ ان خواتین کا یاد کردہ قرآن طاقِ نسیان کی نذر ہوجائے اس لئے شریعت وطبیعت دونوں کا تقاضہ تھا کہ اس مدتِ مدید تک انہیں تلاوتِ قرآن سے نہ روکا جائے۔

(۳) نیز اس امر پر بھی چند لمحہ تدبر سے کام لیں کہ ہوسکتا ہے کہ وہ حیض ونفاس والی خواتین حلقۂ تدریس سے منسلک ہوں لہٰذا وہ بغیر مس قرآن فریضہ تدریس انجام دے سکتی ہیں۔

(۴) اور اس لئے بھی کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''افعلی ما یفعل الحاج غیر أن لاتطوفی بالبیت حتی تطهری '' (بخاری برقم: ۳۰۵، مسلم: ۱۲۱۱، موطا برقم: ۱۵۴۹) (طوافِ خانۂ کعبہ کو چھوڑ کر تم وہ سب کچھ کرو جو ایک حاجی کرتا ہے یہاں تک کہ پاک ہوجاؤ)

اور یہ امر سب جانتے ہیں کہ اعمال حج میں افضل ترین عمل قرائت قرآن بھی ہے لہٰذا اگر یہ ممنوع ہوتا تو ''جہاں طوافِ خانۂ کعبہ'' پر قدغن لگایا، قرائت قرآن پر بھی قدغن لگایا جاتا، آپ ﷺ کا قرآن کی تلاوت سے منع نہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن کی تلاوت حیض ونفاس والی خواتین کرسکتی ہیں، تاہم یہ واضح رہے بغیر دیکھے ہوئے نا کہ دیکھ کر (دیکھئے: حجۃ النبی ﷺ از البانی: ص ۶۹، فتاوی اسلامیہ از ابن باز: ۱/۲۳۹، مجموع فتاوی ابن باز: ۶/۳۶۴)۔

(و) تلاوت قرآن کریم کے وقت مسواک کرنا بھی آداب قرآن میں سے ہے اور مستحب بھی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إن العبد إذا تسوك ثم قام يصلي قام الملك خلفه فيستمع لقرأته فيدنو منه حتى يضع فاه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی فیه فما یخرج من فیه شیء من القرآن إلا صار فی جوف الملك فطهّروا أفواهکم للقرآن "(سلسلہ صحیحہ برقم:۱۲۱۳)ترجمہ: بندہ جب مسواک کر کے نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتے اس کے پیچھے اس کی قرائت سننے کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس سے قریب ہو کر اس کے منہ میں اپنے منہ کو رکھ دیتے ہیں چنانچہ قرآن سے جو بھی اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتے کے منہ میں جاتا ہے لہذا قرآن کے لئے اپنے منہ کو صاف کر لیا کرو)۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "إن أفواهکم طرق للقرآن فطیّبوها بالسواك "(ابن ماجہ برقم:۲۹۱ سلسلہ صحیحہ البانی برقم:۱۲۱۳)ترجمہ: تمہارے منہ قرآن کریم کے راستے ہیں لہذا انہیں مسواک کر کے بہتر کر لیا کرو۔

(ز) جب تلاوتِ قرآن کا ارادہ ہو تو آدابِ تلاوت یہ بھی ہے کہ " أعوذ بالله " اور "بسم الله " پڑھ لیا کرے اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فإذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم ﴾(جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ پکڑ لیا کرو) رہا بسم اللہ کا معاملہ تو سورۂ التوبہ کی ابتدا کے علاوہ ہر سورت کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا چاہئے کیونکہ اس سورت کی شروع میں بسم اللہ نہیں ہے۔

(ح) قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے آواز کو نغمگیں شیریں اور خوبصورت سُریلی بنانا بھی ایک ادب ہے کیونکہ ترنم آمیز لہجہ میں قرآن پڑھنا نہ صرف مشروع اور ثابت ہے بلکہ اللہ تعالی کو محبوب بھی ہے خود نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو خوش الحانی پر ابھارا تھا (بخاری برقم:۵۰۴۸ مسلم برقم:۷۹۳) امام نووی نے تو اس خوش الحانی سے قرآن پڑھنے پر علما کا اجماع نقل فرمایا ہے۔ (دیکھئے: شرح نووی مسلم:۶/۳۲۸) اور خود بھی نبی اکرم ﷺ انتہائی خوش الحانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے قرآن کی تلاوت فرماتے جیسا کہ حضرت براء بن عازب۔رضی اللہ عنہما۔کا مشاہدہ اس پر دلالت کناں ہے' آں رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کو سورۂ والتین و الزیتون کی تلاوت فرماتے سنا' اور اس خوش الحانی کے ساتھ آپ نے تلاوت فرمائی کہ میں نے ایسی تلاوت اور ایسی خوش الحانی کسی کی سنی ہی نہیں ہے۔(بخاری برقم:۷۶۷' مسلم برقم:۴۶۴)

(ط) ترتیل و تجوید سے قرآن کی تلاوت کرنا بھی ایک عظیم ادب ہے' کیونکہ اللہ تعالی نے خود نبیٔ اکرم ﷺ کو اس بات کا حکم دیا تھا' فرمایا:

﴿ورتّل القرآن ترتیلاً﴾ (المزمل:۴) (قرآن کو ترتیل سے پڑھو)

لہذا قاریٔ قرآن کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے کام لے' تجوید و ترتیل کا خاص خیال رکھے' اور جس طرح شعر گوئی' اور قصیدہ خوانی کی جاتی ہے' اس سے اجتناب کرے' بسا اوقات ماہِ رمضان میں حفاظِ قرآن کو دیکھا جاتا ہے' کہ تراویح میں خصوصاً جس برق رفتاری سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں' کہ یکسر معنی بدل کر رہ جاتا ہے' اور سامع کو یکسر پتہ نہیں چل پاتا کہ حافظ صاحب کیا تلاوت کر گئے' اور یہاں کونسا لفظ تھا وغیرہ وغیرہ ایسے حفاظ و قراء کو "و رتل القرآن ترتیلا" کی ترتیل پر انتہائی سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔

(ي) جب آیتِ رحمت سے مرور ہو تو اسے اللہ کا فضل و رحمت مانگنا چاہئے' اور آیتِ عذاب سے گزرے تو عذابِ الہی سے پناہ طلب کرنا چاہئے' کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ کا یہی طریقہ تھا (مسلم برقم:۷۷۲)

(ک) ایک ادب یہ بھی ہے کہ ترتیبِ مصحف کے مطابق قرآن کی تلاوت کرے' جیسے سب سے پہلے سورۂ الفاتحہ' پھر سورۂ البقرہ' پھر سورۂ آل عمران' پھر اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد ترتیب سے' الا یہ کہ شریعت نے بعض حالات کو مستثنیٰ قرار دیا ہو جیسا کہ صبح جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۂ الم السجدہ' اور دوسری میں سورۂ الانسان کی' نمازِ عید میں پہلی رکعت میں سورۂ ق اور دوسری میں سورۂ القمر' وغیرہ (دیکھئے: المغنی: ۲/۲۸۰' بدائع الفوائد: ۳/۹۸۹۔۹۹۰)' تاہم اگر کوئی شخص ترتیبِ مصحف (قرآن) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ترتیب الٹ دے تو کوئی حرج نہیں ہے' اور اس مسئلہ کو تل کا تاڑ نہ بنایا جائے' جیسا کہ بعض حضرات ایسا کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ قرآن کریم کو الٹ کر پڑھنا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ یہ اس شخص کے منکوس الفطرت ہونے کی دلیل ہے (التبیان فی آداب حملۃ القرآن نووی: ص/۷۹)' البتہ تعلیم صغار کیلئے قرآن کریم کے اخیر سے شروع کرنا کوئی معیوب نہیں ہے کیونکہ اس میں حفظ کرنے میں آسانی ہوتی ہے (حوالہ سابقہ)

(ل) قبلہ رخ ہو کر پڑھنا بھی ایک ادب ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إنّ لكل شيءٍ سيداً و إنّ سيد المجالس قبالة القبلة" (المعجم الأوسط برقم: ۲۳۵۴' المعجم الکبیر برقم: ۵۱۲' مجمع الزوائد برقم: ۱۲۱' سلسلہ صحیحہ برقم: ۲۶۴۵' صحیح الترغیب برقم: ۳۰۸۵)

ترجمہ: ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے' اور مجالس کا سردار قبلہ رخ ہونا ہے۔

تاہم بیٹھ کر' سواری پر' بستر استراحت پر' پڑھنا بھی کوئی باعثِ تشویش و حرج نہیں ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿... الذين يذكرون الله قياماً و قعوداً و على جنوبهم و يتفكرون في خلق السماوات و الأرض... ﴾ (آل عمران: ۱۹۱) ترجمہ:... جو اللہ کا ذکر کھڑے ہو کر' بیٹھ کر' اور لیٹ کر بھی کرتے ہیں' اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غور و تدبر سے کام لیتے ہیں۔ اور بلا اشبہ افضل ترین ذکر "قرآن کریم" کی تلاوت ہے' نیز نبی اکرم ﷺ ہر حالت میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے' نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "كان يتكيء في حجري و أنا حائض ثم يقرأ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القرآن ''(بخاری برقم: ۲۹۷، ۵۴۹۲، مسلم برقم ۳۰۱) (آپ ﷺ میری گود میں ہوتے میں حالت حیض میں ہوتی اور آپ ﷺ قرآن کی تلاوت فرماتے)

(م) جب سجدۂ تلاوت آئے تو سجدہ کرنا:

کیونکہ سجدہ درحقیقت کمال عاجزی انکساری اور تواضع کا نام ہے یہی وجہ ہے جب ابن آدم سجدہ کرتا ہے تو شیطان عزلت گزینی اختیار کر کے روتا اور کہتا ہے: ہائے رے میری بربادی اور ناکامی! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ملا اس نے سجدہ کا حکم بجالایا تو وہ جنت میں چلا گیا اور مجھے سجدہ کا حکم ملا تو میں نے انکار سے کام لیا تو میرے لئے جہنم کی آگ ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''إذا قرأ ابن آدم السجدة فسجد اعتزل الشيطان يبكي يقول: يا ويله أُمرَ ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنة و أمرت بالسجود فأبيت فلي النار'' (مسلم برقم: ۸۱) ترجمہ: جب ابن آدم قرآن پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان عزلت گزینی اختیار کر کے روتا اور کہتا ہے: ہائے رے میری بربادی اور ناکامی! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ملا اس نے سجدہ کا حکم بجالایا تو وہ جنت میں چلا گیا اور مجھے سجدہ کا حکم ملا تو میں نے انکار سے کام لیا تو میرے لئے جہنم کی آگ ہے۔ اس حدیث میں سجدۂ تلاوت کی ترغیب و تعلیم موجود ہے اور راجح ترین قول کے مطابق سامع اور تالی (قرآن تلاوت کرنے والے) کیلئے سجدۂ تلاوت سنتِ مؤکدہ ہے (شرح نووی: ۴۳۱/۲، المغنی: ۳۶۴/۳)

(ن) قاری قرآن کیلئے مستحب وافضل بلکہ آدابِ تلاوت کا ایک ادب یہ بھی کہ ابتداء انتہاء وقف اور دوسرے احکام قرائت سے آشنا ہو کیونکہ بعض قراء کو دیکھا جاتا ہے ایسی جگہ رک جاتے ہیں جہاں رکنے (وقف کرنے) کا کوئی معنی ہی نہیں ہوتا اور ایسی جگہ سے ابتدا کرتے ہیں جہاں سے ابتدا کا کوئی مطلب نہیں ہوتا چنانچہ غور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائیں کہ:

☆ طباعتِ قرآن کے مطابق ۵/رواں پارہ ﴿ و المحصنات من النساء ﴾ سے شروع ہوتا ہے' جبکہ یہ آیت ماقبل کا ایک حصہ اور جز ہے' یہاں سے معنی غیر مکمل رہتا ہے' کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے قبل محرمات کا تذکرہ فرمایا ہے لہٰذا یہاں سے شروع نہیں کرنا چاہئے۔

☆ ﴿و ما أبرئ نفسي إن النفس لأمارة بالسوء ﴾ بھی ماسبق کا حصہ ہے۔ اسی طرح:

☆ ﴿فما كان جواب قومه ﴾

☆ ﴿و من يقنت منكن لله و رسوله ﴾

☆ ﴿إليه يرد علم الساعة ﴾ وغیرہ جیسی آیات ماسبق کے حصے ہیں لہٰذا ان کا خاص خیال ہونا چاہئے۔

(س) مدتِ ختم قرآن:

اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ کلام ربانی درحقیقت انتہائی عظیم نعمت ہے جس سے ہر شخص فیض یاب نہیں ہو پاتا' تاہم انتہائی افسوس وحیف اس امر پر ہوتا ہے کہ ختم قرآن کے تعلق سے محبان قرآن کے تین طبقے جات ہیں:

پہلا طبقہ: ان افراد کا ہے جو ختم قرآن کی طرف کوئی خاص توجہ مبذول نہیں کرتے' نہ ان کے یہاں کوئی ماہانہ حزب مقرر ہے' نہ کوئی پارہ متعین (کہ ایک متعینہ مدت میں ختم کیا جائے)' حد تو یہ ہے کہ بعض افراد قراءت قرآن سے اس حد تک غافل ہیں کہ صرف ماہِ رمضان میں ہے قرآن کو ختم کرنا باعثِ اجر وثواب سمجھتے ہیں' بالفاظِ دیگر سال کے دیگر ماہ میں ان کے یہاں ختم وقرائت قرآن کا کوئی تصور' اور اہتمام نہیں ہوتا ہے' ایسے حضرات کے بارے میں کامل خدشہ ہے کہ وہ ''ہجر قرآن'' کے زمرے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شامل ہو جائیں گے' اللہ محفوظ رکھے۔

دوسرا طبقہ: ان متدین و مخیر حضرات کا ہے جو ضرورت سے زیادہ ختم قرآن کے حریص و شوقین ہیں' اور بعض ایک دن میں کئی کئی بار قرآن ختم کرتے ہیں' یا ایک دن میں ایک بار یا دو بار یا تین بار وغیرہ وغیرہ۔ (اس طرح کے قصے اور کہانیاں کتابوں میں لکھی اور تحریر کی جاتی ہیں' جو یکسر افسانے معلوم ہوتے ہیں)۔

تیسرا طبقہ: ان حضرات کا ہے جو سنتِ نبوی کی اتباع میں صرف اور صرف اسی حد میں رہ کر ختم قرآن کا اہتمام کرتے ہیں' جو شریعتِ اسلامیہ نے خطِ حد کھینچ دی ہے' (بلاشبہ یہ حضرات قابل ستائش ہیں) چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں جو رہنمائی فرمائی ہے وہ یوں ہے:

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ رضی اللہ عنہما۔ ایک بار خدمتِ اقدس میں تشریف لائے' اور فرمایا: کہ میں ایک مہینہ سے قبل قرآن ختم کرنے کی استطاعت رکھتا ہوں' اور آں رضی اللہ عنہ برابر آپ ﷺ سے رجوع فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم نہیں کرنا چاہئے (دیکھئے: بخاری برقم: ۱۱۳۱' ۱۹۷' ۱۹۷۵' ۱۹۷۶' ۱۹۸' ۱۹۷۸' ۱۹۸۰' ۵۰۵۲' ۵۰۵۴' ۶۱۳۴' مسلم برقم: ۱۱۵۹)

☆ آں رضی اللہ عنہ کی ہی ایک بار رسول اللہ ﷺ نے رہنمائی فرمائی' جب آں رضی اللہ عنہما نے دریافت فرمایا: کہ کتنے دن میں قرآن ختم کرنا چاہئے' فرمایا: چالیس دن میں' پھر فرمایا: ایک مہینہ میں' پھر فرمایا: بیس دن میں' پھر فرمایا: ۱۵/ دن میں' پھر فرمایا: دس دن میں' پھر فرمایا: سات دن میں' جب آں رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اس سے قبل ختم کرنے کی استطاعت رکھتا ہوں تو فرمایا: جو شخص تین دن سے کم مدت میں قرآن پڑھ کر ختم کر لیتا ہے' وہ قرآن نہیں سمجھ سکتا ہے (ابوداؤد برقم: ۱۳۹۰' ۱۳۹۱ علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ ان روایات اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایات اس امر کی واضح دلیل و حجت ہیں کہ ختم قرآن کی کم از کم مدت تین دن ہے' اسی امر پر صحابہ ثبوت کا عمل تھا' اور اسی کی تعلیم و ترغیب خود نبی امت ﷺ نے دی ہے' اور اس سے قبل جو ختم کرتا ہے کہ قرآن نہیں بلکہ قصیدہ گوئی کی طرح بغیر فہم و تدبر پڑھتا ہے۔

☆ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ مکمل طور پر اسوہ اور نمونہ ہے۔

امام نووی اور دیگر بعض علماءِ امت نے بعض اسلاف سے نقل فرمایا ہے کہ بعض حضرات: مہینہ میں دو بار' بعض ہر ماہ میں ایک بار' بعض ہر دس دن پر' بعض ہر ۸/ویں دن میں' بعض ہر ساتویں دن میں' بعض ہر چھ دن میں' بعض ہر پانچ دن میں' بعض ہر چار دن میں' بعض ہر تین دن میں قرآن کریم ختم کرتے تھے' اس حد تک تو صحابہ کرام کا بھی عمل تھا' تاہم ساتھ ہی یہ نقل فرمانا کہ: بعض حضرات ہر دو دن میں ایک بار' بعض ان میں سے ہر ہر دن میں ایک بار ختم کرتے تھے' بعض ان میں ایسے بھی تھے جو ہر دن میں دو ختم کرتے تھے' بعض ان میں ایسے بزرگ بھی تھے' جو ہر دن تین بار ختم کرتے تھے' ان امور کی تصدیق یا تکذیب سے قبل چند امور انتہائی سنجیدگی سے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) کیا انہیں نبی اکرم ﷺ کے طریقہ نبوی کا علم نہیں تھا؟ بلاشبہ انہیں اس امر کا بخوبی علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے کم میں قرآن ختم نہیں کرنا چاہئے' لہذا اس کی تصدیق نہیں کی جاسکتی۔

(۲) اندازہ فرمائیں کہ ایک دن میں کل ۲۴/ گھنٹے ہوتے ہیں' اس ۲۴/ گھنٹے میں نماز کے اوقات' کھانے پینے کے اوقات' دنیاوی ضروری قضاءِ حاجات کے اوقات' پیشاب پاخانہ کیلئے کچھ اوقات' اگر بال بچے اور اہل و عیال والے تھے تو ان کی ضروریات کی تکمیل کے کچھ اوقات' آرام و استراحت کے اوقات' رات میں نیند وغیرہ کے اوقات' اور بلاشبہ وہ قیام اللیل اور تہجد و نفلی نماز کا اہتمام کرنے والے ہونگے' ان اوقات کو نکال دیا جائے تو ایک دن میں تین بار کجا' ایک بار بھی ختم قرآن کی بات شاید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معمہ ہی بن کر رہ جائے گا' کیونکہ ایک جز (پارہ) ختم کرنے کیلئے کم از کم ۲۰۔۲۵ منٹ تک لگتا ہے' اگر 25 کو ہم 30 سے ضرب دیتے ہیں تو 750 لگتے ہیں یعنی تقریباً 8 گھنٹے صرف ختم قرآن میں لگیں گے' نماز کے اوقات کو لے لیجئے: ایک فرض نماز کی ادائیگی میں تقریباً 15 منٹ لگتے ہیں' سنتِ مؤکدہ وغیر مؤکدہ وغیرہ کے اوقات کو اگر ملا لیا جائے تو ایک نماز میں صرف ہونے والا کل وقت کم از کم 30 منٹ کے حدود میں بنتے ہیں' اگر 30 کو ہم 5 سے ضرب دیتے ہیں تو کل وقت 150 یعنی تقریباً دو گھنٹے ہو جاتے ہیں' سنن ونوافل کی تقسیم اگر کر دیا جائے' تو مزید اس سے زیادہ بن جاتا ہے علاوہ ازیں سونے کے اوقات وغیرہ الگ اور اس سے مستثنیٰ ہیں' کل ملا کر میری سمجھ سے یہ امر بالاتر ہے کہ ایک دن میں وہ ایک یا ایک سے زیادہ بار کس طرح ختم کرتے تھے' یا صرف یہ امر ان کی طرف منسوب ہے' حقیقتِ امر سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے' میرے نزدیک امر ثانی زیادہ وزنی ہے۔

(۳) کوئی شخص یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ راقم امامانِ دین اور ان فقہا کی توہین اور ان کے اعمال کی تحقیر کر رہا ہے' ربِ کعبہ کی قسم! راقم کو ان امامانِ دین کے زہد وتقشف' ورع و تقوی شعاری' اور دینداری اور خیر داری کا مکمل طور پر یقین' اور اعتقاد ہے مگر اس طرح کی معمہ سازی کا ان کی طرف انتساب پر از شک ہے' کیونکہ وہ زہد وتقوی سے سرشار تھے' صلاۃ الضحی' تحیۃ المسجد' صلاۃ الاوابین' صلاۃ قیام اللیل' مہمان نوازی' علم دوستی' کتاب خوانی' مطالعہ بینی' اہل وعیال نوازی' اور سنت شناسی والے تھے' وہ کیونکر خلاف سنت کام کر سکتے تھے' جبکہ امام مالک۔ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''لن یصلح آخر هذه الأمة الا بما صلح به أولها'' (سبق تخریجہ) یعنی اس امت کے لوگ آخر میں انہیں امور سے اصلاح پا سکیں گے جن سے شروع میں اصلاح ہوئی تھی۔

☆ قرآن اور ماہِ رمضان

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس ماہ میں قرآن کریم کا خصوصی اہتمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتے تھے' حضرت جبریل کے ساتھ ہر سال ایک بار دور کیا کرتے تھے' یہ عام معمولات میں شامل تھا' وفات کے سال خود آپ ﷺ نے حضرت جبریل کے ساتھ دو بار قرآن کا دور فرمایا (یہ بھی آپ ﷺ کے قربِ وفات کی طرف ایک اشارہ تھا) یہی حال صحابۂ کرام کا تھا' لہٰذا اس ماہ میں عام طور پر اسلامیان عالم کو کثرت اشغال و اعمال' اور وفورِ مصروفیات و مشغولیات کے باوصف قرآن کریم کے ختم کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے اور خوب ہونا چاہئے' چنانچہ اگر کوئی شخص انتہائی مشغول و مصروف ہے' تو بھی وہ کم از کم دو بار تین بار قرآن ختم کر سکتا ہے' اگر دل میں حوصلہ' سینہ میں صدق نیت' اور دماغ میں حبِ قرآنی ہو کیونکہ اگر اذان و اقامت کے مابین (۱۲ر صفحات) صرف کوئی قرآن کی تلاوت کر لے تو تقریباً وہ تین بار ختم کر سکتا ہے۔

سلف صالحین کا طریقہ ہم سے بحت مختلف تھا' امام مالک۔ رحمہ اللہ۔ کے بارے میں آتا ہے' کہ رمضان آتے ہی درس حدیث بند کر دیتے اور قرآن کی تلاوت کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

قرآن کریم' ختم قرآن اور حافظانِ کتاب اللہ کی تیاریاں

اس امر کے اظہار میں مجھے۔ حفاظِ قرآن سے انتہائی معذرت کے ساتھ۔ کوئی باک نہیں کہ رمضان کی صدا اور چاپ سنتے ہی حفاظِ کرام کی استعداد میں نشاطِ تلاوتِ قرآن میں تیزی' حفظِ قرآن پر خاص توجہ شروع ہو جاتی ہے' سال بھر شاید بعض کے اپنے ,,خاص قرآن'' پر جو گرد و غبار اٹے پڑے رہتے ہیں' ان کی صفائی و نظافت شروع ہو جاتی ہے' اور ماہِ شعبان کے شروع ہوتے ہی رمضان کے روزوں کی تیاری کم اور انتہائی کم مگر قرآن کی طرف توجہ زیادہ دی جانے لگتی ہے' جگہ کی تلاشی' حفاظ کی تلاش و طلب مزید سے مزید تر ہو جاتی ہے' بنابریں (جو ایک فطری امر ہے) ان کے مطالبے میں بھی اضافہ شروع ہو جاتا ہے' رمضان کے آتے ہی' کہیں شبینہ کا پروگرام' کسی جگہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دس راتی پروگرام' کہیں پندرہ دن میں ختم قرآن کا پروگرام اور کہیں' بیس اور پچیس رات میں ختم کرنے کا پروگرام عمل میں آنے لگتا ہے' بسا اوقات اعلانات' اشتہارات اور اسٹیکر وغیرہ بھی چھاپے جاتے ہیں' یہ امر ایک طرف اگر خوش آئند اور مسرت آمیز ہے تو وہیں دوسری طرف انتہائی افسوس کے ساتھ خون کے آنسو رلانے والا بھی ہے۔

اندازہ کیا جائے کہ سال بھر جس قرآن کی طرف' یا حافظِ قرآن کی طرف کوئی توجہ' دھیان' اور اہتمام نہیں ہوتا' ماہِ رمضان میں خصوصی اہتمام ہوتا ہے' کیا اسلامیانِ عالم اپنے لئے صرف ''رمضانی'' نام پسند فرماتے ہیں' کہ رمضان آئے تو سارے اعمالِ صالحہ کی ڈھیر' اور بہتات' اور جیسی ہی رمضان ختم ہو جائے' ان سے ورے اور پرے۔

کیا قرآن اس قدر سستا اور رخیص ہو گیا ہے' کہ دنیا کی چند کوڑیوں کے عوض اسے خریدا اور بیچا جانے لگا؟ کیا حفاظِ کرام اس قدر رخیص اور سستے ہیں کہ سال میں ان کی طرف کوئی توجہ و اہتمام نہیں' رمضان آتے ہی ان پر خصوصی توجہ و عنایات؟

فلیبكِ علی هذا من كانَ باكیاً..

دوسری طرف حفاظِ کرام بھی ختم قرآن کے دھن میں اس قدر تیزی و برق رفتاری کے ساتھ قرآن پڑھتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔

دونوں طبقوں (حفاظ کرام اور حفاظ نوازوں) کو اس طرف توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے۔

تراویح خوانی پر روپے پیسے کی ڈیمانڈ اور مطالبہ' حقیقت اور فسانہ

درحقیقت یہ ذیلی عنوان تراویح کے باب سے متعلق ہے' تاہم چونکہ تراویح میں بھی قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے' بنابریں اس کا تعلق بھی قرآن کریم کے عنوان سے خاصا گہرا ہے' اس لئے یہاں یہ ذیلی عنوان قائم کیا گیا ہے۔

چنانچہ عام طور پر برِ صغیر ہندو پاک کا مشاہدہ ہے' جیسا کہ سابقہ سطور پر عرض کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا کہ ماہِ رمضان آتے ہی جملہ حفاظِ کرام لنگوٹی کس کر میدان میں اتر جاتے ہیں' اور جہاں جس قدر مشاہرہ ملتا ہے' اسی طرف رخ کرتے ہیں' آیئے شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں اس کا حل تلاش کیا جائے' کہ کیا تراویح خوانی پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

علماءِ متقدمین اور متاخرین کے مابین اس مسئلہ میں کافی رد وقدح رہا ہے' بعض عدم جواز کے قائل ہیں تو کچھ دیگر جواز کا فتوی دیتے ہیں' تاہم نصوص شریعت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چاہے وہ تراویح خوانی کا مسئلہ ہو یا عام تعلیم قرآن کریم کا معاملہ' وہ چاہے امامت پر روپے پیسے کا مسئلہ ہو یا اذان وقضا اور درس وتدریس کا موقف ان تمام صورتوں میں اجرت لینا جائز ہے' جس میں انسان کسی عمل (تعلیم' تدریس' امامت' خطابت' اذان' قضا' فتوی نویسی وغیرہ وغیرہ) سے مربوط رہتا ہو' درج ذیل امور پر غور فرمائیں' یہ مسئلہ مزید نکھر کر سامنے آجائے گا:

(الف) ایک بار صحابۂ کرام کی ایک جماعت کسی سفر پہ نکلی' واپسی پر ایک بستی کے یہاں مہمان ہوئے' مگر اس بستی والے نے ضیافت کا کوئی اہتمام وانتظام نہیں کیا' اتفاق سے اس بستی کے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈنس لیا' دوا دارو' علاج ومعالجہ کے بعد جب شفا کی کوئی امید نظر نہیں آئی تو بستی والے صحابۂ کرام کے پاس عرضِ مدعا کیلئے تشریف لائے' اور احوالِ واقعی سے باخبر کیا' تو ان میں سے بعض نے عرض کیا: ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے جب تک ہم اجرت نہ لے لیں' چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سورۂ الفاتحہ پڑھ کر دم کیا' اور مرض زائل ہوگیا' اجرت دی گئی' اور یہ قافلہ جب مدینہ منورہ واپس آیا تو مفتیٔ شریعت نبیٔ اکرم ﷺ سے اس امر کا تذکرہ ہوا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''إن أحق ما أخذتم عليه أجرا كتاب الله'' ترجمہ: کتاب اللہ میں اجرت لینا تو سب سے زیادہ حقدار ہے۔ (مستفاد از: بخاری برقم: ۵۷۳۷' و برقم: ۵۱۴۵' مسلم برقم: ۲۲۰۱' ترمذی برقم: ۲۰۶۳' ابوداؤد برقم: ۳۴۱۸' ابن ماجہ برقم: ۲۱۰۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کا لفظ لفظ ''جواز'' کا پتہ دے رہا ہے۔

(ب) لمحہ بھر اس بات پر بھی تأمل فرمائیں کہ اگر معلمین قرآن، مدرسین مدارس، مؤذن مساجد، امامان اور خطباء وغیرہ اس باب میں شرط نہ لگائیں تو اس کے جواز میں کوئی قباحت نہیں ہے (گو کہ بعض محققین نے ''شرط'' کو بھی جائز قرار دیا ہے)۔

(ج) ایک سوال یہ بھی ہے کہ ایک مدرس، معلم محفظ (قرآن حفظ کرانے والا)، مؤذن، امام اور خطیب جیسے حضرات جن کا۔ تدریس، تعلیم، حفظ کرانے، اذان، امامت اور خطابت کے لئے۔ اور دوسرا انکم اور ذرائع آمدنی نہیں، تو اس کی زندگی کیونکر بسر ہو سکے گی؟ اور اس کی معیشت کا مسئلہ کیسے اور کون حل کرے گا؟ بلاشبہ جواب قدرے پیچیدہ ہے لہٰذا یہ بھی اس کے جواز کی ایک دلیل ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی امور سے آنکھیں موند لینے پر کسی کو مجبور نہیں کیا، بلکہ اس کے برعکس ﴿و لاتنس نصيبك من الدنيا﴾ (القصص:۷۷) (اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھولو) فرما کر اس کی ترغیب بھی دی ہے۔

(د) متقدمین و معاصرین علما میں: امام بغوی، امام سبکی، امام ابن عبدالبر، حافظ ابن حجر، علامہ شوکانی، علامہ صنعانی، محدث شمس الحق عظیم آبادی، محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری، مفتیٔ مملکت سعودی عرب سماحۃ الشیخ علامہ ابن باز، شیخ محمد بن عثیمین۔ رحمہم اللہ جمیعا۔ وغیرہ نے اس کے جواز کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ (دیکھئے: شرح السنہ: ۲۶۷/۸، الدین الخالص: ۱۳۷/۱، الاستذکار: ۴۱۶/۵، التمہید: ۱۱۲/۲۱، فتح الباری: ۲۱۳/۹، ۷/ ۱۱۸، نیل الأوطار: ۲۱/۶، السیل الجرار: ۳۲۳/۴، سبل السلام: ۳۲۳/۴، شرح الزرقانی علی موطا امام مالک: ۱۶۹/۳، الدرر السنیہ: ۳۶۰/۶، مجموع فتاوی ابن باز: ۳۶۴/۵، و: ۳۱۴/۲۴، فتاوی اللجنہ الدائمہ: ۹۸/۱۵، اور الشرح الممتع: ۲۶۳/۷)

(ھ) لہٰذا راقم کا اپنا بھی موقف وہی ہے جو سابق الذکر امامان حدیث و فقہ کا ہے، کہ اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ امام قرطبی نے اپنی مایہ ناز کتاب ''المفہم لما أشکل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فی شرح مسلم" ۹۲/۸ میں حدیث مذکور "إن أحق ما أخذتم عليه أجرا كتاب الله" کے ضمن میں اس کے جواز کے مسئلے پر بحث کرتے ہوئے "عموم قوی و ظاهر جلی" فرما کر اس کے جواز کا بین فتویٰ صادر فرمایا ہے لہٰذا اس کے جواز میں کوئی حرج نہیں ہے اور تعلیم قرآن، تراویح، تدریس اور امامت و اذان پر اجرت لی جا سکتی ہے تاہم حفاظ اور قراء کو چاہئے کہ نیت کو خالص کریں۔

قرآن کریم کے تعلق سے یہ چند تاثرات انتہائی زود بازی اور عجلت میں ذہن کے اسکرین میں آئے اور حوالہ قرطاس و قلم کر دئے گئے، جن حضرات کو مزید تفصیل مطلوب ہو وہ اس باب میں تالیف کردہ کتب و مؤلفات کی طرف مراجعت فرمالیں، تاکہ اس علم زریں کا بخوبی علم ہو اور اس پر عمل کیا جا سکے۔

تراویح کی نماز: فضائل و مسائل

ماہِ رمضان میں وہ افراد بھی نمازی بن جاتے ہیں، جو بسا اوقات غیر رمضان میں کبھی مسجد کے قریب بھی نہیں آتے، وہ لوگ جو کبھی مسجد کے قریب نہیں پھٹکتے وہ بھی نماز شروع کر دیتے ہیں، خصوصی طور پر "نمازِ تراویح" کے وقت کا ازدحام دیدنی ہوتا ہے، اور بلاشبہ یہ امر قابل ستائش ہے۔

تراویح درحقیقت مسنون ہے، خود نبی اکرم ﷺ نے تین دن نمازِ تراویح کی با جماعت نماز ادا فرمائی، پھر اس خوف سے کہ امت پر کہیں فرض نہ قرار دیا جائے، آپ ﷺ نے ترک فرمادی، تاہم نمازِ تراویح ادا فرما کر اس کی مشروعیت قائم فرمادی، اور امت کیلئے یہ سنت جاری فرمادی، چنانچہ حضرات صحابۂ کرام نے اس تعلیم کو برتا، اور خوب خوب برتا، حضرات ابی بن کعب و تمیم داری (رضی اللہ عنہما) نے نمازیں پڑھائی، حضرت عمر۔ رضی اللہ عنہ۔ نے باجماعت تراویح نماز کی ابتداء فرمائی، اور "نعمت البدعة هذه" فرما کر اس کی مشروعیت ثابت فرمائی اور یہ سنت قرنا بعد قرن مسنونیت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درجہ حاصل کرتی ہوئی تا ہنوز قائم ہے اور ان شاء اللہ تا صبح قیامت قائم ودائم رہے گی۔

تراویح درحقیقت انتہائی اطمینان وسکون اور انتہائی وقار واہتمام سے ادا کرنے کا نام ہے' مائی عائشہ رضی اللہ عنہا۔ نے رسول اللہ ﷺ کی نمازِ تراویح کا جو نقشہ امت مرحومہ کے سامنے کھینچا ہے' رہتی دنیا تک کیلئے باعثِ قدوہ ہے' آں رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''ما كان يزيد رسول الله ﷺ يزيد في رمضان و لا في غيره على احدى عشرة ركعة :يصلي أربعا فلا تسأل عن حسنهن و طولهن ثم يصلي أربعا فلا تسأل عن حسنهن و طولهن ثم يصلي ثلاثا...'' (بخاری برقم: ۱۱۴۷' مسلم برقم: ۷۳۸) یعنی رسول اللہ ﷺ نہ رمضان میں ۱۱ رکعات سے زیادہ ادا فرماتے تھے' نہ غیر رمضان میں' چار رکعات ادا فرماتے لہذا کتنی حسین اور کتنی طویل ہوتی تھی' نہ پوچھو' پھر چار رکعات پڑھتے تھے' اور یہ چار رکعات کتنی حسین اور کتنی طویل ہوتی تھی نہ پوچھو' پھر تین رکعات (وتر) ادا فرماتے تھے) اس حدیث کے لفظ لفظ پر تامل فرمائیں چند عظیم حقائق سامنے آئیں گے' جو یقیناً ہماری حیات کیلئے مشعل راہ اور سنگِ میل کی حیثیت کے حامل ہیں:

(الف) تامل فرمائیں کہ اسی نماز کو آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں ادا فرمایا کرتے تھے' جو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ ''تہجد' تراویح' اور قیام اللیل'' مختلف اوقات میں ادا کیے جانے کے صرف مختلف نام ہیں' یعنی رمضان میں جو نماز ادا کی جاتی ہے' اسی نماز کو تراویح' تہجد اور قیام کہا جاتا ہے' تہجد' قیام اللیل اور تراویح کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے' صرف سمجھ کا پھیر ہے' نص مائی عائشہ پر دوبارہ غور فرمالیں یہ حقیقت طشت از بام ہو جائے گی۔

(ب) نبی اکرم ﷺ کا عام معمول تھا کہ رمضان اور غیر رمضان میں صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸ رکعات تراویح اور ۳ رکعات وتر ادا فرماتے تھے' یہ شہادت خود مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے' جو اس باب میں انتہائی معتبر ترین ہے لہٰذا اس پر مزید کسی ردوقدح کی گنجائش میرے فہم و ادراک سے بالاتر ہے' اور یہ حدیث کسی تنازع کو باقی نہیں رہنے دیتی' حدیث کے الفاظ پر غور فرمالیں' خصوصاً ایسے احوال وظروف میں کہ یہ روایت صحیحین کی ہے' تو پھر مزید اور مقام پر سر پٹکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے' نہ ہی اس بات کی حاجت کہ لمبی اور طول طویل مؤلفات تالیف کی جائیں اور ایک دوسرے کو برا بھلا کہا جائے' لعنت وملامت کیا جائے' طعن تشنیع کی جائے' محققین کی ایک جم غفیر نے اسے سنت قرار دیا ہے' بقیہ رکعات پر کوئی قدغن نہیں لگاتا' تاہم یہ ایسا کلام حق ہے جس سے سرمو انحراف نہیں کیا جا سکتا' اور اسے سنت کہنے سے کوئی منہ نہیں موڑ سکتا' جو حضرات انتہائی شدت وکرختی سے کام لیتے ہیں انہیں اس متفق علیہ حدیث کے الفاظ پر کئی بار انتہائی سنجیدگی سے تامل فرمانے کی ضرورت ہے' اس پر ہم نے انتہائی تفصیل سے ,,فضائل رمضان'' کے باب میں گفتگو کی ہے' مراجعت فرمالیں۔

(ج) اس حدیث پر ایک بار پھر سے تامل فرمائیں آپ کو معلوم ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ کی نمازِ تراویح ''نقرۃ کنقرۃ الغراب'' والی نماز نہ تھی' چار رکعات ادا فرماتے' آرام فرماتے' اور انتہائی سکون' خشوع' خضوع' اور اطمینان والی نماز کہ مائی عائشہ فرماتی ہیں'' اس کے طول وحسن'' کے متعلق نہ پوچھو' اور آپ ہی اندازہ فرمائیں کہ کتنی حسین' اور کس قدر طویل ہوتی ہوگی۔

پھر لمحہ بھر وہ حضراتِ حفاظ کرام اپنی تراویح پر غور فرمالیں جو ۳۰ منٹ میں کئی رکعات ادا فرما جاتے ہیں' کیا آپ ﷺ کی نمازِ تراویح یہی تھی؟' جس انداز سے آپ ادا فرماتے ہیں ؎

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر اس امر پر بھی غور فرمالیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ''کمیت'' نہیں بلکہ ''کیفیت'' مطلوب و مقصود ہے' یعنی اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ کون شخص کتنی رکعات پڑھتا ہے' بلکہ یہ دیکھتا ہے کہ کس طرح پڑھتا ہے' اس کی نماز یا اس کا عمل نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہے یا نہیں؟.

(ھ) نمازِ تراویح کی مشروعیت اور فضیلت

اس ماہ کی آمد کے ساتھ ہی عام طور پر نمازِ تراویح کے حکم' مشروعیت' مسنونیت و استحباب پر لے دے شروع ہو جاتی ہے' علما کے آراء سامنے لگتے ہیں۔

تراویح کی نماز۔ جیسا کہ ہم نے سابقہ صفحات میں اس کی تفصیلی وضاحت کر دی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے خود اس کی مواظبت فرمائی' اور اس کی ترغیب دی' درج ذیل امور پر تامل فرمائیں:

(الف) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمیں قیام رمضان۔ تراویح۔ کی ترغیب دیا کرتے تھے' تاہم عزم کے ساتھ اس کا حکم نہیں دیتے تھے' فرماتے تھے: ''من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه'' (بخاری برقم: ۳۷' مسلم برقم: ۷۵۹) یعنی جس شخص نے ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام رمضان کیا' اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علما کا اس کے مستحب ہونے پر اتفاق ہے'' (شرح نووی: ۲۸۶/۶)

اور بلاشبہ تراویح کی نماز سنتِ مؤکدہ ہے' جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول و عمل سے جاری فرمایا ہے (دیکھئے المغنی از ابن قدامہ: ۶۰۱/۲)

(ب) نیز اس امر پر تامل فرمائیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے رات بھر قیام کے مساوی قرار دیا' چنانچہ فرمایا: ''من قام مع الامام حتی ینصرف کتب له قیام لیلة'' (مسند احمد برقم: ۱۳۷۵' نسائی برقم: ۱۶۰۵' ترمذی برقم: ۸۰۶' ابن ماجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برقم: ۱۳۲۷' علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ترجمہ: جس نے امام کے ساتھ اس کی نماز کے ختم ہونے تک قیام کیا اس کیلئے رات بھر قیام کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(ج) یہ سنت درحقیقت نبی اکرم ﷺ' خلفاء راشدین اور صحابۂ کرام کی سنت ہے' لہذا اس کا اہتمام ہونا چاہئے' چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن قاری۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان میں مسجد نکلا' دیکھا کہ لوگ مختلف طبقے اور ٹولیاں بنا کر نمازِ (تراویح) ادا کر رہے ہیں' یعنی کچھ لوگ ہیں جو تنہا پڑھ رہے ہیں' کچھ لوگ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ پڑھ رہے ہیں' حضرت عمر۔ رضی اللہ عنہ۔ نے فرمایا: ''إني أرى لو جمعت هؤلاء على قارئٍ واحدٍ لكان أمثل'' ترجمہ: میرا ارادہ یہ ہے کہ اگر ان تمام کو ایک قاری پر مجتمع کر دیا جاتا تو انتہائی اچھا رہتا) پھر جمع کرنے کا ارادہ فرمالیا' اور حضرت اُبی بن کعب۔ رضی اللہ عنہ۔ کے پیچھے نماز پڑھنے پر مجتمع فرمادیا' دوسرے روز نکلے تو دیکھا کہ ایک ہی قاری کے پیچھے نماز ادا فرما رہے ہیں تو خوش ہو کر فرمایا: ''نعمت البدعة هذه'' کیا ہی اچھی بدعت ہے (بخاری برقم: ۲۰۱۰' موطا برقم: ۲۷۸' صحیح ابن خزیمہ برقم: ۱۱۰۰' قیام رمضان از: مروزی برقم: ۱۶' بیہقی برقم: ۴۳۷۹)

ایک دوسری روایت میں ہے: ''ان كانت هذا بدعة فنعمت البدعة'' (اگر یہ بدعت ہے تو کیا ہی اچھی بدعت ہے)

(د) اس نمازِ تراویح کو قیام لیل کے نام سے موسوم کرنے کی وجہ پر بھی غور فرمالیں' جناب سائب بن یزید۔ رحمہ اللہ۔ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب۔ رضی اللہ عنہ۔ نے حضرات ابی بن کعب اور تمیم داری۔ رضی اللہ عنہما۔ کو حکم دیا کہ ماہِ رمضان میں لوگوں کو ۱۱ رکعات نماز پڑھائیں' چنانچہ پڑھنے والا سو سو آیات پڑھ جاتا تھا یہاں تک کہ طول قیام کی وجہ سے ہم اپنے لاٹھیوں پر ٹیک لگا کر نماز ادا کرتے تھے' اور ہم اس وقت لوٹتے تھے جب طلوع صبح صادق کا وقت قریب ہوتا تھا (معرفۃ السنن والآثار از:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیہقی برقم: ۱۴۴۵' موطا امام مالک برقم: ۳۷۹' السنن الکبری برقم: ۴۳۹۲' الصیام از فریابی برقم: ۱۷۴' فضائل القرآن از مستغفری برقم: ۵۳۰' قیام رمضان از محمد نصر مروزی ص ۲۲' الاستذکار: ۲/ ۶۷' التمہید ۸/ ۱۱۴' تحفۃ الأحوذی: ۳/ ۴۴۳)

معلوم ہوا کہ طول قیام کی وجہ سے سابقہ ازمان میں تراویح کا نام ''قیام اللیل'' ہوا کرتا تھا (یعنی تراویح ہی تہجد اور قیام ہے' جیسا کہ جناب سائب کے سابقہ بیان سے عیاں ہوتا ہے)

ایک وضاحت: یہاں یہ وضاحت شاید بیجا نہ ہوگی کہ امت کے بعض افراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس بیان ''نعمت البدعة هذه'' سے دو قسم کی بلا سے دوچار ہیں:

(۱) اس جملہ سے کچھ مریض قلب و مزاج یہ مسئلہ کشید کرنے کی سعی منحوس کرتے ہیں کہ تراویح ایک بدعت ہے جو بہت بعد میں ایجاد کی گئی ہے' حالانکہ یہ ایسا واضح اور شفاف مسئلہ ہے کہ کسی ردوقدح کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی ہے' مگر

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

والی بات صادق آتی ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے خود تین رات تراویح کی باجماعت نماز ادا فرمائی' اور چوتھے دن جب آپ ﷺ نہ نکلے تو صحابۂ کرام کو تشویش ہوئی' انتظار میں صبح ہوگئی' جب آپ ﷺ سے اس بابت دریافت کیا گیا تو فرمایا:

''أما بعد! فإنه لم يخف عليّ شأنكم و لكني خشيت أن تفرض عليكم صلاة الليل فتعجزوا عنها'' (بخاری برقم: ۹۲۴' مسلم برقم: ۷۶۱) ترجمہ: تمہارے قلق و اضطراب سے میں بے خبر نہ تھا مگر مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں تم پر صلاۃ اللیل (تراویح) فرض قرار دیا جائے اور تم ادا نہ کرسکو' جو اس بات کی صاف' واضح اور صریح دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا فرما کر اس کی مشروعیت' مسنونیت' استحباب اور فضیلت پر مہر تصدیق ثبت فرمادی ہے' اس کے بعد بھی کیا کسی جدال و نزاع کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ اسے بدعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا جائے' اسے بدعت تو کوئی مریض القلب ہی کہہ سکتا ہے جسے نبی اکرم ﷺ' اسلام اور رسولِ اسلام ﷺ اور سنت سے عداوت و بغض ہو' اللہ فہم مستقیم' ادراکِ سلیم اور عقل صحیح سے بہرہ ور فرمائے۔

(۲) بعض حضرات اس جملہ سے یہ بھی کشید کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بعض بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے' حالانکہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ ''گوہ اور خوشبو'' (یہ بات مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری۔ رحمہ اللہ۔ نے اپنی ایک تقریر میں کہی تھی)

کیونکہ حضرت عمر۔ رضی اللہ عنہ۔ کے اس بیان میں ''بدعت'' شرعی نہیں بلکہ بدعت لغوی مراد ہے' اس کی تفصیل راقم نے اپنی مطبوع کتاب ''بدعات اور ان کی ہلاکت خیزیاں'' میں بیان کر دی ہیں' جسے مطلوب ہو رجوع فرمالیں۔

☆ تراویح اور ختم قرآن

رمضان المبارک کے اس بابرکت موسم بہار میں یقیناً ہر شخص کی خواہش و کوشش ہوتی ہے کہ ختم قرآن کا شرف حاصل ہو جائے' بعض مقامات پر اسے ''ضروری'' کا درجہ تک بھی دیا جاتا ہے' اور یہی سبب ہے کہ حفاظِ کرام جیسے تیسے ''یعلمون اور تعلمون'' کے فہم و ادراک کے بغیر انتہائی زود بازی اور عجلت سے قرآن کریم پڑھتے ہیں' اور بعض مقامات میں صرف تین دن ہی میں قرآن کریم ختم ہو جاتا ہے' آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ ان کی قرائت قرآن کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی' تاہم سوال طلب امر یہ ہے کہ کیا رمضان میں تراویح کی نماز میں قرآن ختم کرنا ضروری اور واجب ہے؟ درج ذیل چند امور پر غور فرمائیں!

(الف) موجودہ وقت میں جس انداز سے حفاظ کرام (خصوصاً برصغیر ہند و پاک میں) قرآن کریم تراویح کی نماز میں پڑھتے ہیں' وہ انتہائی افسوس ناک امر اور تکلیف دہ ہے' ایسی تلاوت پر اگر خوب خوب ماتم کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راقم فقیر کی ناقص رائے کے مطابق ایسی قرائت سے بہتر یہ ہے کہ ایسا قرآن پڑھا ہی نہ جائے' کیونکہ قرآن کو اس قدر زود بازی سے پڑھنے کا صاف مطلب ''قرآن کے ساتھ عدم اہتمام'' ہے' اللہ محفوظ رکھے۔

علامہ محمد بن صالح بن عثیمین ۔رحمہ اللہ۔ نے اسے ائمہ مساجد کی عام غلطی قرار دیتے ہوئے اسے ائمہ کی اپنی عدم احساس ذمہ داری قرار دیا ہے' آں رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ولایخفی أن التراویح التی تفعل الآن فیها أخطاء من الأئمة و غیرهم .

أما أخطاء الأئمة فکثیرمن الأئمة یسرع فی التراویح اسراعا عظیما حیث لا یتمکن الناس من الطمانینة ورائه و یشق علی کبار السن و الضعفاء و المرضی و نحوهم' و هذا خلاف الأمانة التی حُمّلوا إیاها' فإن الامام مؤتمن یجب علیه أن یفعل ما هو الأفضل للمأمومین '' (فقہ العبادات ص/۲۰۳) ترجمہ: یہ بات مخفی نہیں کہ جو تراویح آج ادا کی جاتی ہے' اس میں ائمہ کافی غلطیاں کرتے ہیں؛ جہاں تک بات رہی اماموں کی غلطیوں کی تو بہت سے امام تراویح میں بہت زیادہ جلدی کرتے ہیں' یہاں تک کہ اس کے پیچھے' اور بہت سے بوڑھے' کمزور' اور بیمار جیسے لوگ اطمینان سے نماز نہیں ادا کر پاتے' اور یہ اس امانت کے خلاف ہے' جسے اس کے سپرد کی گئی ہے' کیونکہ امام امانت دار بنایا گیا ہے' اس پر ضروری ہے کہ وہ چیز کرے جو مقتدیوں کے لئے بہتر ہو۔

لہذا امامان حضرات کو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

(ب) اس ماہ میں با اجرت حفاظ کی بحالی کا مسئلہ انتہائی عام ہے' میں نے قرآن کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے اس مسئلہ میں قدرے تفصیل سے بحث کی ہے' قارئین وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ج) قرآن کریم کا تراویح میں ختم کرنا واجب ہے نہ ضروری' جس قدر ممکن ہو پڑھنا چاہئے' تاہم ختم کرے تو بلاشبہ بہتر' افضل' احسن' اور باعثِ اجر کثیر اور عمل جلیل و عظیم ہے۔

(د) تراویح کی نماز کیلئے اگر کوئی شخص کوئی حزب متعین کرلے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(ہ) تراویح کی نماز کیلئے سریلی آواز کے ساتھ قرآن پڑھنے والا قاری کو بھی بحال کیا جاسکتا ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری۔رضی اللہ عنہ۔کو اس پر ابھارا بھی تھا' اور حسن قرائت پر حوصلہ افزائی بھی فرمائی تھی' فرمایا: ''لقد أوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد '' (تمہیں آل داؤد کی بانسری دی گئی ہے) (بخاری برقم: ۵۰۴۸' مسلم برقم: ۷۹۳) نیز فرمایا: ''من لم یتغن بالقرآن فلیس منا '' (بخاری برقم: ۷۵۲۷) ترجمہ: جو نغمگی کے ساتھ قرآن نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(و) رمضان بھر تراویح پر مداومت و مواظبت گو کہ ضروری نہیں ہے' تاہم عدم مواظبت سے اجر عظیم کا فوت ہونا لازم آتا ہے' اس لئے اس پر مواظبت کرنا چاہئے (دیکھئے: فقہ العبادات: ص/۲۰۵)

(ز) عورتیں بھی تراویح کی نماز میں شریک ہوسکتی ہیں' تاہم ان پر ضروری ہے کہ انتہائی حشمت و حجاب کے ساتھ تراویح کی نماز میں شریک ہوں' اور مردوں سے قبل مسجد سے رخصت ہوں' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لاتمنعوا إماء الله مساجد الله '' (بخاری برقم: ۹۰۰ مسلم برقم: ۴۴۲) یعنی اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مساجد سے مت روکو۔

لہذا بعض حضرات کا خواتین کو مسجد میں نہ آنے کا فتوی دینا کتاب وسنت کی تعلیم کے خلاف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکعات تراویح اور نبی اکرم ﷺ کی رکعات

ان معرکۃ الآراء مسائل میں، جن میں اکثر و بیشتر بحث و مباحثہ، نظر و مناظرہ اور مجادلہ و مناقشہ ہوتا رہتا ہے، ایک عظیم اور بیحد حساس مسئلہ تراویح کی تعداد کا بھی ہے، کہ تراویح کی تعدادِ صحیح کیا ہے؟ بعض نے ۱۱ رکعات، بعض دیگر نے ۲۲ رکعات، بعض نے ۲۶ رکعات، بعض نے ۳۶ رکعات، بعض نے ۴۰ رکعات، بعض نے ۴۶ رکعات، اور بعض دوسروں نے ۴۹ رکعات تک تعداد بتلائی ہے، درحقیقت یہ کثیر اور عظیم اختلاف کو دیکھ کر ایک معتدل شخص جھلا جاتا ہے، اور پریشان خاطر ہو جاتا ہے، کہ آخر تراویح کی صحیح اور مسنون تعداد کیا ہے؟

ہم اس مختصر سی کتاب میں ان مباحث سے گریز کرتے ہوئے صرف چند گزارشات پر اکتفا کرتے ہیں، ارباب خرد کو ان پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے:

(الف) اس باب میں کسی اہم فیصلہ کرنے سے قبل یہ کئی بار تامل فرمالینا چاہئے کہ نبی اکرم ﷺ کا اس باب میں اسوہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے کتنی رکعات تراویح ادا فرمائی ہے؟

(ب) اس باب میں مذکور آراء پر جرح و نقد سے قبل اس امر پر بھی غور فرمالیں کہ ۱۱ رکعات سے زائد رکعات کی تعیین کیا نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے؟ یا جس شخص فرد نے ۱۱ رکعات سے زائد رکعات ادا فرمائی، کیا وہ اسے نبی اکرم ﷺ کی سنت سمجھ کر ادا کرتا ہے؟

(ج) اس باب میں وارد تمام تر اقوال صرف اور صرف مستحب رکعات کے غماز ہیں، ورنہ ان تمام ناقلین علما نے سنت ۱۱ رکعات ہی قرار دیا ہے لہذا جب مسنون رکعات صرف ۱۱ رکعات ہی ہے تو "مزید" پر اصرار کیوں؟ کیا ہمارے لئے نبی اکرم ﷺ کی سنت ناکافی ہے؟ کیا ہم نبی اکرم ﷺ سے زیادہ متقی اور زہد شعار ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(د) اس امر پر بھی تامل فرمانے کی ضرورت ہے کہ تراویح کی یہ رفتار جو عام طور پر دیکھی جاتی ہے' کیا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے؟

اگر آپ انتہائی سنجیدگی سے ان امور پر تامل فرمائیں گی تو اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی تاخیر ہوگی اور نہ کوئی دقت' کہ تراویح کی مسنون رکعات صرف اور صرف ۱۱/ رکعات ہے' یہی آپ ﷺ کا عام معمول تھا' بھلے سلف سے اس سے زیادہ پڑھنا ثابت ہو' تاہم ہر قسم کا خیر و فلاح اتباعِ سنت میں مضمر ہے' اور یہی معتدل ترین اور اقوم راستہ ہے' اس میں مزید لے دے سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔

مسئلہ عدد کو متنازعہ نہ بنایا جائے

دورانِ بحث و تحقیق ,,انٹرنٹ'' میں مجھے ایک کتابچہ مل گیا' جس کا عنوان بعینہ یہی تھا' جو میں نے قائم کیا ہے (مسئلہ عدد کو متنازعہ نہ بنایا جائے)' میں شدت فرحت و انبساط سے پھولے نہیں سمانے لگا کہ شاید اس ,,مؤلف صاحب'' نے سنجیدگی سے کام لے کر اس مسئلہ پر گفتگو کی ہوگی' تاہم میری فرحت اس وقت چکنا چور اور کافور ہوگئی جب ہم نے یہ ملاحظہ کیا کہ' اس کتابچہ میں تو جماعت ''اہل حدیث'' کو خوب خوب تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے' طعن و تشنیع کی گئی ہے' اور سب و شتم تک بھی کیا گیا ہے' مجھے اس کتاب کے جواب سے کوئی سروکار نہیں (ورنہ اس کتابچہ کے حرف حرف کا جواب دیا جاسکتا ہے)' تاہم اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کے سب و شتم کر کے وہ حضرات دین اسلام کی کونسی خدمت کرنا چاہتے ہیں' میرے فہم و ادراک سے بالاتر ہے' راقم صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہے' کہ مسئلہ عدد کو متنازعہ نہ بنایا جائے' کثیر سے کثیر عدد میں نماز ادا کی جاسکتی ہے' خوب خوب تراویح ادا فرمایئے' تاہم رکعات تراویح کی تعداد تو وہی رہنے دیا جائے' جو رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے' کیونکہ ۸/ سے لے کر ۴۹/ رکعات تک کی جو تعداد بتلائی جاتی ہے' کبھی بھی کسی فردِ بشر اور عالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین نے (۸/رکعات کے علاوہ) دوسری عدد کو نبی اکرم ﷺ کی سنت نہیں قرار دیا ہو' بلکہ تمام علما نے ۸/رکعت کو نبی اکرم ﷺ کی سنت قرار دیا ہے' بقیہ زائد رکعات کو مستحب اور سلف کا طریقہ بتایا ہے' جو اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ رسول اکرم ﷺ سنت صرف ۸/رکعات ہے نہ کہ کچھ اور۔ پھر مسئلہ تعداد کو کیوں متنازعہ بنایا جائے؟؟

لہذا ہم خم ٹھونک کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو جس قدر تراویح کی رکعات ادا کرنی ہیں' اور جتنی رکعات چاہیں' آپ پڑھیں' آپ کو اس سے کوئی منع نہیں کرتا' مگر مسئلہ عدد کو تو متنازعہ نہ بنائیں' اور جو سنت سے ثابت ہے' اسے تو سنت ہی رہنے دیں' یہی ایمان' واسلام' حبِ رسول ﷺ اور نبی اکرم ﷺ سے عقیدت کا تقاضہ ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: المغنی از ابن قدامہ: ۲/۶۰۴' فتاوی ابن تیمیہ: ۲۲/۲۷' فتح القدیر از ابن الہمام: ۱/۳۳۳۔۳۳۴' کفایۃ الطالب: ۱/۳۵۳' شرح الزرقانی: ۱/۲۸۴' أسنی المطالب: ۱/۲۰۱' نہایۃ المحتاج: ۲/۱۲۳' مطالب أولی النہی: ۱/۵۶۳' سبل السلام از امام صنعانی: ۳/۲۰۔۲۳' فتاوی الشیخ عبد الرزاق عفیفی: ۱/۱۶۶' فتاوی الشیخ رعبد اللہ بن عقیل: ۱/۱۶۶' فتاوی ابن باز: ۱۱/۴۲۰۔۴۲۴' التراویح أکثر من ألف عام از: شیخ عطیہ سالم: ص ۴ وما بعدہا۔ ان تمام کتب میں ۸/رکعات کو ہی ''سنت'' قرار دیا گیا ہے)

لہذا راقم کی اپیل ہے کہ اس مسئلہ میں بہت زیادہ ردوقدح' لے دے' معارضہ اور مناظرہ کی ضرورت نہیں ہے (کیوں کہ چودہ صدیوں سے امت اسی اختلاف کی چکی میں پس رہی ہے' مزید اس امت کو جسمانی وروحانی طور پر کمزور کرنے کا جتن نہ کیا جائے)' امتِ اسلامیہ اس سے بڑھ کر عقائد کے مسائل میں بدعات وخرافات کے دلدل میں غرقاب ہے' ان مسائل میں زیادہ توجہ مبذول کرنے کی سخت ضرورت ہے' اور امت اس کی محتاج بھی ہے' کیوں کہ اگر عقیدہ ہی درست اور صحیح نہ ہو تو دیگر اعمال عبث' بیکار' اور اکارت ہیں اور نہ ہی اللہ کو ان اعمال کی ضرورت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تراویح کی نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا؟؟

برصغیر ہندو پاک میں معروف ومشہور یہی ہے کہ تراویح کی نماز میں قرآن کریم بغیر دیکھ کر پڑھا جاتا ہے' تاہم غور طلب سوال یہ ہے کہ

(۱) کیا قرآن دیکھ کر پڑھا جاسکتا ہے؟

(۲) نیز دوسرا سوال یہ بھی ہے کہ کیا تراویح میں قاری قرآن کی متابعت کی جا سکتی ہے؟

جہاں تک اول الذکر کا مسئلہ ہے تو حضرت عائشہ۔رضی اللہ عنہا کے غلام ''حضرت ذکوان'' رضی اللہ عنہ قرآن کریم دیکھ کر پڑھایا کرتے تھے' جو قرآن دیکھ کر تراویح پڑھانے کا وجہِ جواز پیدا کرتا ہے' اس سلسلہ میں مزید کسی تردد وتذبذب کی کوئی گنجائش نہیں ہے' کیوں کہ کبار علما نے اس کی صراحت کردی ہے (دیکھئے: بخاری برقم:۶۹۱' امام بخاری نے اسے تعلیقاً ذکر فرمایا ہے' تاہم فتح الباری (۱۸۴/۲) میں حافظ ابن حجر۔رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں کہ اس کو امام أبوداؤد نے ''کتاب المصاحف'' (نمبر۸۰۲) میں ابن أبی شیبہ نے ''مصنف'' میں' اور عبدالرزاق نے اپنے ''مصنف'' میں اسے موصولا ذکر فرمایا ہے' نیز دیکھئے: شرح صحیح البخاری از ابن بطال:۳۲۱/۲' عمدۃ القاری از عینی:۳۸۴/۱' السیل الجرار از شوکانی:۲۵۱/۱' فتاوی اسلامیہ:۵۳۱/۱' فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:۳۹۶/۶' فتاوی دار الافتاء المصریہ:۴۷۴/۸' فقہ السنہ:۲۶۶/۱' فتاوی یسألونک:۳۳/۲' الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:۵۷/۲۳)۔

ثانی الذکر کے متعلق تفصیل ہے' کہ اگر امام کسی مقتدی سے یہ کہے کہ مجھے قرآن یاد نہیں ہے' مجھ سے غلطیاں ہوسکتی ہیں تو دیکھ کر قاری قرآن کی متابعت کی جاسکتی ہے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے' البتہ اگر اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو بلاوجہ قرآن کو اٹھائے رکھنا' سنت کی خلاف ورزی ہے' کیونکہ سنت یہ ہے کہ نمازی اپنے ہاتھ کو سینے پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باندھے رکھے (دیکھئے: فقہ العبادات از ابن عثیمین: ص ۲۰۷، فتاوی شیخ فوزان: ۱/۱۱۵)۔

☆ خواتین نمازِ تراویح کی امامت کرا سکتی ہیں؟

یہ مسئلہ بھی بین الأقوامی طور پر قدرے اہمیت کا حامل ہے کہ کیا خواتین امامت کرا سکتی ہیں؟

نصوص کتاب وسنت کی ورق گردانی کریں اس کے جواز پر کھلی دلیل مل جائے گی، درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حضرت اُم ورقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "کان رسول الله ﷺ یزورها فی بیتها و جعل لها مؤذنا یؤذن لها و أمرها أن تؤم أهل دارها" (مسند أحمد برقم: ۲۷۲۸۳، أبو داود برقم: ۵۹۲، معرفة السنن و الآثار برقم: ۱۵۶۳، المعجم الکبیر برقم: ۲۰۸۳۴، صحیح ابن خزیمہ برقم: ۱۶۷۶، علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے) یعنی رسول اللہ ﷺ حضرت ام ورقہ۔ رضی اللہ عنہا۔ کے گھر میں زیارت کرتے، اور آں رضی اللہ عنہا کیلئے آپ ﷺ نے ایک مؤذن منتخب فرما رکھا تھا، اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائیں) لہذا اس حدیثِ صریح وصحیح کی بنیاد پر خواتین کو خواتین کی امامت کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲) حضرت عائشہ۔ رضی اللہ عنہا، خواتین کی فرض نماز کی امامت کراتی تھیں، اور بیچ میں کھڑی ہوتی تھیں (مصنف عبدالرزاق: برقم: ۵۰۹۶)

(۳) حضرت ابن عباس۔ رضی اللہ عنہما۔ فرماتے ہیں: "تؤم المرأة النساء تقوم وسطهن" (مصنف عبدالرزاق برقم: ۵۰۸۳) یعنی: عورت عورتوں کی امامت کرائے گی، اور (امام خاتون) وسط (بیچ) میں کھڑی ہوگی

(۴) حافظ ابن حجر۔ رحمہ اللہ۔ اپنی کتاب "الدرایہ فی تخریج أحادیث الہدایہ: ۱/۱۶۶ میں حضرت عائشہ۔ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرماتے ہیں: "أنها كانت تؤم النساء فی شهر رمضان فتقوم و سطا" یعنی آں رضی اللہ عنہا خواتین کی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماہِ رمضان میں امامت کراتی تھیں' اور وسط میں کھڑی ہوتی تھیں۔

ان احادیث پر ایک بار پھر سے تامل فرمائیں' معلوم ہوگا کہ خواتین' خواتین کی امامت کرا سکتی ہیں' اس میں کوئی حرج نہیں ہے' اور یہ حکم عہدِ رسول ﷺ سے تا ایں دم چلا آ رہا ہے' بنابریں کسی شخص کو اس سے انکار اور اس پر اعتراض کی جرأت نہیں کرنی چاہیے (نیز ملاحظہ فرمائیں: نیل الأوطار: ۳/۱۹۹' السیل الجرار: ۱/۱۵۳' عون المعبود: ۲/۲۱۱' سبل السلام: ۲/۳۷۵' الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ: ۲۷/۱۶۷' الملخص الفقہی: ص/۱۰۶)

☆ صیام اور مسواک

مسواک کرنا' منہ کو نظیف وصاف رکھنا اور بدبو سے ورے رکھنا اسلام کی نظر میں نہ صرف محبوب' مرغوب' مستحب' بلکہ اس کی خاص ترغیب دی گئی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''السواك مطهرةٌ للفم مرضاةٌ للرب'' (بخاری برقم: ۱۹۳۳' نسائی برقم: ۵' ابن ماجہ برقم: ۲۸۹' مسند احمد برقم: ۷) یعنی مسواک سے منہ کی صفائی اور رب کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔

تاہم چند اوقات ایسے بابرکت اور اہم ہیں جن میں تاکیداً مسواک کرنے کا حکم دیا گیا ہے' گو کہ یہ حکم وجوبی نہیں ہے' ان اوقات میں چند ایک درج ذیل ہیں:

(الف) نیند سے بیدار ہونے پر:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں: ''كان النبي ﷺ إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك'' (بخاری برقم: ۲۴۵' مسلم برقم: ۲۵۵) ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب رات بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

(ب) وضو کے وقت: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لو لا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل وضوء'' (بخاری برقم: مؤطا مالک برقم: ۱۱۵' مسند أحمد برقم: ۹۹۲۸' محقق ارناؤط نے اس کی سند کی تصحیح فرمائی ہے' السنن الکبری (بیہقی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برقم: ۱۴۸، سنن النسائی الکبری برقم: ۳۰۴۳، المعجم الأوسط برقم: ۱۲۳۸، صحیح ابن خزیمہ برقم: ۱۴۰، علامہ البانی نے بھی اس کی سند تعلیق صحیح ابن خزیمہ میں صحیح قرار دیا ہے) (اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا)

(ج) نماز کے وقت: ''لو لا أن أشق علي أمتي أو على الناس لأمرتهم بالسواك مع كل صلاةٍ ''(بخاری برقم: ۸۸۷، مسلم برقم: ۲۵۲) یعنی اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

(د) دولت خانہ داخل ہوتے ہوئے:

نبی اکرم ﷺ کا عام طریقہ یہ تھا کہ جب آپ ﷺ اپنے خانۂ مبارک میں داخل ہوتے تو داخل ہونے سے پہلے مسواک کر لیتے'' كان النبي ﷺ إذا دخل بيته بدأ بالسواك ''(مسلم برقم: ۲۵۳) یعنی جب آپ ﷺ گھر میں داخل ہوتے، تو پہلے مسواک کر لیتے۔

(ھ) منہ کا مزا یا بو بدلنے، یا دانت کا رنگ بدلنے پر۔

یہ امر تو انسان کی طبیعت میں شامل ہے کہ جب منہ کا مزہ بدل جائے یا دانت کا رنگ چینج ہو جائے تو مسواک کر لیا جاتا ہے۔

(و) قرآن کریم کی تلاوت کے وقت:

اس کی تفصیل قرآن پر گفتگو کرتے ہوئے گزر چکی ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیں، اعادہ باعثِ ملل اور کبیدہ خاطری ہوگی۔

(ز) گھر سے مسجد نکلتے وقت بھی مسواک کرنا مستحب ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقۂ مبارک تھا، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: '' ما كان رسول الله ﷺ يخرج من بيته لشيءٍ من الصلاة حتى يستاك ''(المعجم الکبیر برقم: ۵۱۲۵، ترغیب وترہیب از منذری برقم: ۳۲۶، الدرایۃ فی تخریج أحادیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الہدایۃ: ۱/۱۷) یعنی: رسول اللہ ﷺ جب بھی نماز کے لئے نکلتے' مسواک کر لیتے۔

بہ حالت روزہ مسواک کرنے کا حکم:

اس سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ حالت صیام میں مسواک کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ بعض علماء اسے نا جائز کہتے ہیں' خاص کر زوال شمس کے بعد' تاہم بعض اسے عمومی طور پر جائز قرار دیتے ہیں' اور یہی حق اور صحیح ہے' شیخ ابن عثیمین فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں راجح یہ ہے کہ زوال سے پہلے اور زوال کے بعد دونوں اوقات میں جائز ہے (الشرح الممتع: ۱/۱۵۱)

علامہ البانی ان تمام احادیث کے ضعیف ہونے کا تذکرہ کرنے کے بعد جو ممانعت پر دلالت کرتے ہیں فرماتے ہیں: ,, مسواک کے مسنون ہونے کی دلائل عام ہیں' اور یہ روزہ دار کو شامل ہیں' کسی بھی وقت کر سکتے ہیں' اور طبرانی کی وہ روایت کیا ہی خوب ہے' جو عبد الرحمٰن بن غنم سے مروی ہے' فرماتے ہیں: میں نے معاذ بن جبل سے پوچھا: کیا میں حالت روزہ مسواک کر سکتا ہوں؟ عرض کیا: ہاں' میں نے کہا: دن میں بھی؟ عرض کیا ہاں' فرمایا: صبح اور شام' میں نے کہا: لوگ شام میں ناپسند کرتے' اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے) عرض کیا: اللہ کی پاکی' انہوں نے لوگوں کو مسواک کا حکم دیا' اور جان بوجھ کر منہ کو بدبودار کرنے کا حکم نہیں دیتے' اس میں خیر کا کوئی پہلو نہیں ہے' بلکہ اس میں شر ہے'' (ارواء الغلیل: ۱/۱۰۶' نیز دیکھئے: زاد المعاد: ۴/۳۲۳-۳۲۴' و الفتاوی السعدیہ ص/۲۴۵)

☆ مسواک کس ہاتھ سے؟

مسواک کس ہاتھ سے کرنا چاہئے' اس سلسلہ میں کوئی صریح روایت نہیں ملتی ہے' لہذا کسی خاص ہاتھ کی تخصیص نہیں کی جا سکتی' البتہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بقول: ''افضل اور بہتر یہ ہے کہ بایاں ہاتھ سے کیا جائے' امام احمد سے یہی منقول ہے' اور کسی امام کا کوئی اختلاف اس سلسلہ میں مذکور نہیں ہے'' (دیکھئے: الاختیارات الفقہیہ: ص ۱۰۰' الشرح الممتع: ۱/۱۲۷)

امام ابن تیمیہ۔ رحمہ اللہ۔ کا یہ صرف قول ہے' اس پر دلیل نہیں ہے' لہذا اس پر بنا نہیں کی جاسکتی ہے۔

لہذا رمضان میں دن و رات کے کسی بھی پہر منہ کا مزا بدلنے' یا بدبو محسوس ہونے پر مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' اور مسواک نواقضِ صوم میں سے نہیں ہے' اس کی مزید تفصیل مباحاتِ صیام کے عنوان سے کیا جائے گا' ان شاء اللہ۔

☆ آخری عشرہ' اعمال' اور فضائل و مسائل

ماہِ رمضان یوں تو خیر و برکت کا ہے ہی' جس میں ہر انسان زیادہ سے زیادہ نیکیاں' عملِ صالح' کارِ خیر' اور رحمات و برکات لوٹنے کا خواہاں' کوشاں اور متمنی رہتا ہے' مگر اس کا آخری عشرہ کچھ زیادہ ہی موسم بہار لے کر اسلامیانِ عالم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے' خود نبیٔ اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب آخری عشرہ آتا تو ہر طرف سے یکسو ہو کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے' خود بھی جاگتے' اور اپنے اہل و عیال کو جگاتے' اور عبادت کیلئے کمر بستہ ہو جاتے' جیسا کہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے' فرماتی ہیں: ''كان رسول الله ﷺ إذا دخل العشر أحيا الليل و أيقظ أهله' و جدَّ و شدَّ المئزر'' (بخاری برقم: ۲۰۲۴' مسلم برقم: ۱۱۷۴) (جب آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ ﷺ پوری رات جاگتے' اپنے اہل و عیال کو جگاتے' اور خوب خوب محنت کرتے)

نیز فرماتی ہیں: ''كان رسول الله ﷺ يجتهد في العشر الأواخر ما لا يجتهد في غيره'' (مسلم برقم: ۱۱۷۵) (رمضان کے آخری عشرہ میں اس قدر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت میں مشغول ہو جاتے کہ دوسرے ایام میں اس قدر مشغول و مصروف نہیں ہوتے تھے) اندازہ فرمائیں کہ رسول اکرم ﷺ کا حال یہ تھا' باوجود یکہ آپ ﷺ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے گئے تھے' کیا ہمارے لئے آپ ﷺ کا یہ عمل قابل تقلید نہیں ہے؟۔

اس عشرہ کے چند خیرات و برکات کا تذکرہ مفید مطلب ہوگا' ان شاء اللہ۔

(اُولاً) شبِ قدر:

(اَلف) شبِ قدر کا مفہوم:

شب قدر کو "لیلۃ القدر" کہا جاتا ہے' یہ لفظ دو شق پر مشتمل ہے (۱) لیلۃ' جس کا اطلاق غروبِ شمس سے لے کر طلوعِ فجر ثانی تک ہوتا ہے اور (۲) القدر: اس لفظ کا عمومی پر لغتِ عرب پر نظر عمیق ڈالنے سے دو معنی نکلتے ہیں:

(۱) شرف' وقار' اور عظمت۔ کیونکہ یہ رات اللہ تعالیٰ کے یہاں انتہائی شرف و وقار اور عظمت والی ہے۔

(۲) تقدیر اور اندازہ' کیونکہ اس رات میں تقدیریں تحریر ہوتی ہیں' سال بھر کے ارزاق تقسیم ہوتے ہیں۔ (تفصیل آگے آرہی ہے)

شبِ قدر درحقیقت ماہِ رمضان کے آخری عشرہ کی وہ دس راتیں ہیں' جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن عظیم اتارا گیا' جس میں تقدیریں لکھی جاتی ہیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فیها یفرق کل أمرٍ حکیم﴾ سے عیاں ہے' چنانچہ اس رات میں سال بھر ہونے والے خیر' شر' ارزاق وغیرہ لکھے جاتے ہیں' اور اس میں عمل ہزار ماہ کی راتوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

(ب) شبِ قدر طاق راتوں میں ہوتی ہے:

یہ بھی تقریباً ایک طے شدہ امر ہے' شبِ قدر رمضان کی ۲۱' ۲۳' ۲۵' ۲۷' اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۹ رویں رات میں سے کسی ایک رات میں واقع ہوتی ہے' چنانچہ کسی سال ۲۱ رویں رات میں تو کسی سال ۲۵ رویں شب میں ہوا کرتی ہے' یعنی شبِ قدر کی تخصیص کسی خاص رات کے ساتھ نہیں جا سکتی ہے' جو حضرات ۲۷ رویں شب کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں' اور نصوص صریحہ کی مخالفت کرتے ہیں' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''خرجت لأخبركم بليلة القدر فتلاحى فلانٌ و فلانٌ فرفعت و عسى أن يكون خير لكم فالتمسوها في التاسعة و السابعة و الخامسة'' (بخاری برقم: ۱۰۲۳)' یعنی میں یہ ارادہ لے کر نکلا کہ شب قدر کی خبر دوں مگر فلاں اور فلاں کی آپسی لڑائی نے اسے اٹھا لیا' اور شاید یہ اٹھا لینا ہی بہتر ہو' لہذا تم اسے ۲۹ رویں' ۲۷ رویں' اور ۲۵ رویں شب میں تلاش کرو)

نیز فرمایا: ''إني كنت أريت ليلة القدر ثم نسّيتها و هي في العشر أواخر'' (صحیح ابن خزیمہ برقم: ۲۱۹۰' علامہ البانی نے تعلیق صحیح ابن خزیمہ: ۳/۳۳۰ میں اس کی سند صحیح قرار دیا ہے' صحیح ابن حبان برقم: ۳۶۸۸' شعیب ارناؤط نے اسے صحیح قرار دیا ہے) یعنی مجھے شب قدر دکھلا دی گئی تھی' پھر مجھے بھلا دیا گیا' اور یہ آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔

اس حدیث سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے' کہ نبی اکرم ﷺ شبِ قدر کی تعیین کے لئے اپنے نبوت خانہ سے نکلے مگر بعض افراد کی گریباں پائی کی وجہ سے اس کی تعیین اٹھا لی گئی' اور صبح قیامت تک اس کی تعیین نہیں کی جا سکتی۔

البتہ اس کارِ خیر کے حصول کی کوشش بسیار کی بنیاد پر آخری عشرہ کی تمام راتوں میں بھی شب بیداری کی جا سکتی ہے اور کرنا چاہئے' تا کہ اس عظیم برکت و عظمت والی رات کو پا سکے۔

(ج) شبِ قدر رمضان میں:

یہ بھی ایک طے شدہ اور مسلم حقیقت ہے کہ شبِ قدر ماہِ رمضان کی تواریخ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے' جیسا کہ قرآن کریم کی متعدد آیات اس امر کی وضاحت کرتی ہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿شهر رمضان الذی أنزل فیه القرآن﴾ (البقرۃ:۱۸۵) یعنی رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ لہذا قرآن ماہِ رمضان میں اتارا گیا' جیسا کہ فرمان تعالیٰ ہے: ﴿إنا أنزلناه فی لیلة القدر﴾ یعنی ہم نے اسے شب قدر میں اتارا۔ اس طرح دونوں آیات کو اگر ایک ساتھ ملا لیا جائے تو شبِ قدر کے ماہِ رمضان میں ہونے کی تعیین بخوبی ہو جاتی ہے' اور اس شبہ کا ازالہ یقینی ہو جاتا ہے کہ شبِ قدر ماہِ شعبان میں واقع ہوتا ہے' درحقیقت یہ ایک واہمہ ہے جو بعض حضرات کو ہو گیا ہے' حقیقت و واقعہ سے اس کا کوئی علاقہ و واسطہ نہیں ہے۔

(ھ) شبِ قدر کی خصوصیات:

اس عظیم اور باشرف رات کے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسی اور اس قدر خصوصیات ہیں کہ دوسری کسی رات کو یہ شرف حاصل نہ ہوا' اور یہی خصوصیات اس رات کو دوسری تمام راتوں سے ممتاز کرتی ہیں' اور اسی وجہ سے علما کے مابین یہ اختلاف ہے کہ شبِ قدر بہتر ہے' یا عشرہ ذوالحجہ؟' شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور آں رحمہ اللہ کے شاگردِ رشید علامہ ابن القیم نے یوں تطبیق بیان فرمائی ہے کہ جہاں تک راتوں کا تعلق ہے' تو شبِ قدر افضل اور بہتر ہے' تاہم دن ذوالحجہ کے دس دن بہتر ہیں کیونکہ ان میں یوم عرفہ' یوم ترویہ' اور یوم قربانی جیسے عظیم ایام ہیں' اور یہ تطبیق سب سے بہترین تطبیق ہے (دیکھئے: مجموع فتاوی شیخ الاسلام: ۲۵/۲۸۷' زاد المعاد: ۱/۵۷) اور ان خصوصیات کا تذکرہ یقیناً فائدہ سے خالی نہ ہوگا:

(۱) اسی رات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم جیسی کتاب اتاری جو تمام بنی نوع انسان کیلئے یقیناً باعثِ ہدایت اور وسیلہ رُشد و فلاح ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إنا أنزلناه فی لیلة القدر﴾ (القدر:۱) یعنی ہم نے اس (قرآن کو) شبِ قدر میں اتارا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) اس میں ایک رات ایسی ہے جو انتہائی متبرک ہے، جس میں ہر قسم کے فیصلے صادر ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إنا أنزلناه في ليلةٍ مباركةٍ إنا كنا منذرين فيها يفرق كل أمرٍ حكيمٍ أمرًا من عندنا إنا كنا مرسلين رحمةً من ربك إنه هو السميع العليم﴾ (الدخان: ۳۔۸) یعنی ہم نے اس (قرآن کو) شبِ مبارک میں اتارا بیشک ہم ڈرانے والے ہیں اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے، ہمارے پاس سے حکم ہو کر، ہم ہی ہیں رسول بنا کر بھیجنے والے۔ (اس سلسلہ میں قدرے تفصیل سے ہم نے اپنی مطبوع کتاب ,,بدعات اور ان کی ہلاکت خیزیاں'' میں ذکر کر دی ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیں)

(۳) اس رات کی عبادت کا ثواب ہزار (۸۳ سال ۴ ماہ) رات کی عبادت سے بھی بہتر ہے، (نظم الدرر از البقاعی: ۸/۳۴۷، فتح القدیر از شوکانی: ۵/۶۷۰، التفسیر القرآنی از دکتور عبدالکریم الخطیب: ۳۱/۱۰۶) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ليلة القدر خيرٌ من ألفِ شهر﴾ (شبِ قدر ہزار مہینہ کی عبادت سے بہتر ہے) لفظ ''ألفِ شهر'' کے معنی کی وضاحت میں امام شوکانی نے ایک انتہائی انوکھی بات کہی ہے کہ عرب ''ألف شهر'' بول کر از راہِ مبالغہ پوری عمر مراد لیتے ہیں لہٰذا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ شبِ قدر میں عبادت کا ثواب پوری عمر عبادت کرنے کے برابر ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر بھی ہو سکتی ہے (دیکھئے: فتح القدیر از شوکانی: ۵/۶۷۰)

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''من قام ليلة القدر إيمانًا و احتسابًا غفر له ما تقدم من ذنبه'' (بخاری برقم: ۱۹۰۱، مسلم برقم: ۷۶۰) یعنی جس نے ایمان اور نیک نیتی سے شب قدر میں قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ نیز فرمایا: ''...فيه ليلةٌ خيرٌ من ألف شهر من حرم خيرها فقد حرم'' (مرتخریجہ سابقاً) یعنی اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو اس کے خیر سے محروم رہا وہ محروم ہے۔ نیز فرمایا: ''إن هذا الشهر قد حضركم و فيه ليلةٌ خيرٌ من ألف شهرٍ من حرمها فقد حرم الخير كله و لا يحرم خيرها إلا محروم'' (مرتخریجہ سابقاً) یعنی یہ مہینہ آ گیا جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے' جو اس سے محروم رہا وہ بہت سے خیر سے محروم رہا' اور اس سے محروم شخص ہی محروم رہتا ہے۔

(۴) اس رات میں جبریل سمیت فرشتے زمین پر اترتے ہیں' اور رحمت و خیر اور برکت کے ساتھ اترتے ہیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿تنزل الملائكة و الروح فيها بإذن ربهم من كل أمرٍ﴾ (القدر:۴) ان فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟ ایک حدیث میں: ''...و إن الملائكة في تلك الليلة أكثر من عدد الحصى'' (مسند احمد:۱۰۳۱۶' صحیح الجامع:۵۴۷۳) یعنی اس رات میں فرشتے کنکریوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہے۔ کہہ کر بتلائی گئی ہے' اور یہ صبح تک رہتے ہیں' اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنے کے بعد ان تمام افراد کا تذکرہ انتہائی خوش اسلوبی سے کرتے ہیں' جو اس رات میں کثرت سے عبادت و ریاضت اور تلاوت و اذکار میں مشغول رہتے ہیں۔

(۵) اس رات کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ رات سلامتی والی رات ہے' (گناہوں' شر و فساد' اور لغو و عبث سے سلامتی) اس کی وضاحت وصراحت خود باری تعالیٰ نے: ﴿سلامٌ هي حتى مطلع الفجر﴾ کہہ کر فرما دی ہے۔

(۶) اس رات کی عظمت کا اندازہ یوں بھی کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل و مستقل سورت (القدر) اس رات کے نام پر نازل فرمائی ہے' جو صبح قیامت تک تلاوت کی جاتی رہے گی۔

(۷) اس رات کی ایک خوبی اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ رات بالاتفاق سال کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام راتوں سے بہتر ہے' کیونکہ اس رات کی عبادت کسی دوسری راتوں کے مقابلہ میں ۸۳ر سال ۴ر ماہ کی عبادت سے بھی بہتر ہے' جو ایک عظیم شرف' عظمت' برکت' اور کار خیر کثیر ہے' اور درحقیقت یہ خیر جس شخص سے فوت ہو جائے' وہ حقیقی بدقسمت اور قرار واقعی بدنصیب ہے۔

شبِ قدر کی تعیین

شبِ قدر آخری عشرہ کی کس رات میں واقع ہوتی ہے؟ حافظ ابن حجر۔ رحمہ اللہ۔ نے تقریباً ۴۶ر اقوال ذکر فرمائے ہیں' تاہم اس کی تعیین کا مسئلہ تاہنوز ایک معمہ بنا ہوا ہے' سابقہ مذکورہ حدیث میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تعیین کیلئے نکلے مگر آپ ﷺ نے مشاہدہ فرمایا کہ دو شخص آپس میں رسہ کشی کے شکار ہیں' چنانچہ اس کی تعیین اٹھالی گئی' اور اس میں بھی حکیم تعالیٰ کی کوئی نہ کوئی حکمت ہے' جسے بندہ نہیں جانتا' لہٰذا جب نبی اکرم ﷺ نے تعیین نہیں فرمائی تو کسی امتی کے بس کا روگ نہیں کہ وہ اس کی تعیین کرے یا تعیین کی کوشش میں بلاوجہ اپنا وقت اور اپنی انرجی ضائع کرے' بلکہ ہر سال بدل بدل کر یہ شب آتی ہے' مثلاً کسی سال ۲۱ر ویں شب میں تو کسی سال ۲۷ر ویں شب میں' تو بعض سال ۲۳ر ویں شب میں وقس علی ہذا' اس کی ایک حکمت۔ بظاہر۔ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی تعیین نہیں فرمائی تاکہ بندہ زیادہ سے زیادہ عمل صالح' کارِ خیر' بجالائے' اور اس عشرہ میں ذکر و فکر' عبادت و ریاضت' تلاوت و صلاۃ وغیرہ وغیرہ میں مشغول رہے' اور اس موسم بہار سے بیش از بیش مستفید ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر في رمضان'' (بخاری برقم: ۲۰۱۷) یعنی شبِ قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔

ان احادیث سے کبھی دھوکہ نہیں کھانا چاہئے جن میں تعیین کا تذکرہ ہے' کیونکہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اتفاقیہ امر ہے' کہ اس سال شبِ قدر اسی رات میں واقع ہوئی تھی تو اس رات کی تعیین کر دی گئی۔

لہٰذا بندہ مسلم کو چاہیے کہ اس عشرہ کو غنیمت جانے اور عبادت میں خوب خوب جانفشانی کرے۔

شبِ قدر کی علامات

ہم جب ان تمام احادیث کا بنظر غائر مطالعہ کرتے ہیں جو اس باب میں وارد و مذکور ہیں' تو شبِ قدر کی درج ذیل علامات کا پتہ چلتا ہے۔

(۱) اس دن صبح طلوع ہوتی ہے اور اس صبح کی کوئی کرن اور شعاع نہیں ہوتی ہے (مسلم برقم:۱۷۶۲)

(۲) ''وهي ليلة طلقة بلجة لا حارة و لا باردة كأن فيها قمرا يفضح كواكبها لا يخرج شيطانها حتى يضيء فجرها'' (صحیح ابن خزیمہ برقم:۲۱۹۰' علامہ البانی نے تعلیق صحیح ابن خزیمہ:۳/۳۳۰ میں اس کی سند صحیح قرار دیا ہے' صحیح ابن حبان برقم:۳۶۸۸' شعیب ارناؤط نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اس رات کی ہوا انتہائی خوشگوار ہوتی ہے' نہ گرم ہوتی ہے' اور نہ ٹھنڈ۔

(۳) ''ليلة طلقة لا حارة و لا باردة تصبح الشمس يومها حمراء ضعيفة'' (صحیح ابن خزیمہ برقم:۲۱۹۲' صحیح الجامع البانی برقم:۵۳۵۱) اس رات کی ہوا انتہائی خوشگوار ہوتی ہے' نہ گرم ہوتی ہے' اور نہ ٹھنڈ' اور سورج اس دن کمزور ہوتا ہے۔

(۴) إن أمارة ليلة القدر: أنها صافية بلجة كأن فيها قمرا ساطعا ساكنة ساجية لا برد فيها و لا حر و لا يحل لكوكب أن يرمى به فيها حتى يصبح و إن أمارتها أن الشمس صبيحتها تخرج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستوية ليس لها شعاع مثل القمر ليلة البدر لا يحل لشيطان أن يخرج معها يومئذٍ "(مسند احمد برقم:۲۲۷۶۵) شب قدر کی نشانی یہ ہے کہ: وہ صاف، خوش گوار ہوتی ہے، گویا کہ اس میں روشن چاند ہو، نہ اس میں ٹھنڈی ہوتی ہے، نہ گرمی اور صبح تک اسے کوئی نہیں مارتا، اور اس کی نشانی یہ بھی ہے کہ اس دن صبح کا سورج برابر نکلتا ہے، اس کی شعاع نہیں ہوتی ہے، اور چاند چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوتا ہے، کسی شیطان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اس دن اس کے ساتھ نکلے۔

ان احادیث پر تامل فرمائیں تو شبِ قدر کی علامات درج ذیل معلوم ہوتی ہیں، گو کہ یہ علامات سب کے فہم وادراک کی نہیں، ملاحظہ فرمائیں:

"اس صبح میں سورج بالکل صاف، کوئی کرن نہیں، طشت کی طرح، اس دن کا سورج بالکل کمزور لال، رات بالکل صاف، انتہائی خوشگوار، نہ زیادہ ٹھنڈی نہ زیادہ گرمی، اس کے ستارے بالکل واضح اور روشن، اس روز شیطان صبح کے طلوع ہونے سے قبل نہیں نکل سکتے، اس رات میں ان گنت اور بیشمار فرشتے نازل ہوتے، شیطان اس روز نہیں بھیجا جاتا، اس رات کوئی بیماری نہیں ہوتی" (دیکھئے: فتح الباری:۴/۲۶۰، الاعلام بفوائد عمدۃ الاحکام:۵/۵۰۶، الشرح الممتع:۶/۴۹۸، شرح النووی:۸/۳۱۴، الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ:۳۵/۳۶۷)

دعاءِ شبِ قدر

ہم یہ ذکر کر آئے ہیں کہ شبِ قدر انتہائی با فضیلت، بابرکت، مغفرت، رحمت، اور باعثِ کار خیر والی رات ہے، اس رات سال بھر کے امور کے فیصلے ہوتے ہیں، تقدیریں لکھی جاتی ہیں، ارزاق تقسیم ہوتے ہیں، خیر وشر کا فیصلہ ہوتا ہے، شقاوت وسعادت قلم بند ہوتی ہے، شبِ قدر کی دعا مقبول اور مستجاب ہوتی ہے، اور انہی اسباب وعلل کی بنیاد پر حضرت عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ نے آپ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ اللہ کے رسول! اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں شب قدر پالوں تو کیا دعا پڑھوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قولی : اللھم إنك عفوٌ کریمٌ تحب العفوَ فاعف عنی '' (ترمذی برقم: ۳۵۱۳)

(یعنی یہ دعا پڑھو: اللھم إنك عفوٌ کریمٌ تحب العفوَ فاعف عنی) اے اللہ! بیشک تو معاف کرنے والا کریم ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، اس لئے مجھے معاف فرمادے

کتمانِ شبِ قدر

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ جو شخص شبِ قدر کی پانچ طاق راتوں میں جاگ کر محنت ومشقت اور عبادت وریاضت میں مشغول رہے گا، وہ شبِ قدر پالے گا، تاہم جو شخص شبِ قدر۔ مذکورہ علامات کی بنیاد پر۔ دیکھ لے، اسے اس کو چھپانا چاہئے، حافظ ابن حجر۔ رحمہ اللہ۔ نے اس سلسلہ میں انتہائی نفیس کلام کیا ہے، قارئین کرام کے فائدہ کیلئے بعینہ اس کا ترجمہ نقل کردیا جاتا ہے، جسے تفصیل مطلوب ہو، وہ اصل کتاب ''فتح الباری'' کی طرف مراجعت فرمالیں، فرماتے ہیں: ''شبِ قدر کے چھپانے کے مستحب ہونے کی حکمت یہ ہے کہ یہ کرامت ہے، اور کرامت کے چھپانے میں اہل نظر کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے، کہ اس کے سلب کرلینے سے مامون نہیں رہا جاسکتا ہے، اور اس لئے بھی کہ اس (اس کے ظاہر کرنے) سے ریا سے مامون نہیں رہا جاسکتا ہے، اور ادب کے اعتبار سے بھی کہ اسے دیکھ کر اور عوام الناس یا خواص کو بتا کر اللہ کے شکر سے غفلت نہیں برتا جاسکتا ہے، اور اس لئے بھی کہ حسد سے بھی مامون نہیں رہا جاسکتا ہے، کہ اس سے دوسرا محذور اور حرام امر میں واقع ہوسکتا ہے، فرماتے ہیں: اس امر پر یعقوب۔ علیہ السلام۔ کے قول: ﴿اے میرے بیٹے! اپنے خواب کو اپنے بھائیوں کو نہ بتانا، کہ وہ تمہارے خلاف مکر کرنے لگیں گے، کیونکہ انسان کا کھلا دشمن ہے﴾ (یوسف: ۵) سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے، لہذا بہتر یہ ہے کہ شبِ قدر کو چھپایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے' اور جسے دیکھا ہے' اسے دوسروں کو نہ بتائے' اور اللہ سے قبولیت کی دعا مانگے'' (فتح الباری: ۲۶۸/۴' نیز دیکھئے: المجموع از نووی: ۴۶۱/۶' الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ: ۳۶۸/۳۵)

☆اعمالِ شبِ قدر

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ شبِ قدر انتہائی متبرک' مقدس' اور مستجاب الدعوات لمحات و لمحات ہیں لہذا اس رات میں بکثرت نوافل' ذکر و اذکار' تسبیح و تہلیل' تمجید و تقدیس' عظمتِ الٰہی' تلاوتِ قرآن' صدقہ و خیرات' بکثرت رکوع و سجدے' اور انتہائی لجاجت و الحاح اور عاجزی و گریہ زاری کے ساتھ دعائیں' اور دیگر نیک اعمال کرنا چاہئے۔

ثانیاً: اعتکاف

آخری عشرہ کے فضیلت مآب اعمال میں ایک عمل اعتکاف بھی ہے' درحقیقت اعتکاف مشاغلِ دنیا سے کٹ کر ربِ باری تعالیٰ کی طاعت و رضا جوئی میں انتہائی یکسوئی کے ساتھ جٹ جانے کا نام ہے۔

☆اعتکاف کا حکم:

اس سلسلہ میں کوئی دو رائے نہیں کہ اعتکاف ایک مشروع' مسنون' مستحب' فضیلت مآب عمل' اور قربتِ الٰہی کا ذریعہ ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا: ﴿أن طهرا بيتي للطائفين و العاكفين و الركع السجود﴾ (البقرہ:۱۲۵) یعنی اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں' اعتکاف کرنے والوں' اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کیلئے پاک کرو۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ولا تباشروهن و أنتم عاكفون في المساجد﴾ (البقرۃ:۱۸۷) یعنی اور تم جب مسجدوں میں اعتکاف میں رہو تو اپنی عورتوں سے مباشرت نہ کرو۔ نیز نبی اکرم ﷺ جو یقیناً ہمارے لئے قابلِ تقلید ہستی مبارک ہیں' رمضان کے آخری عشرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے' درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:

☆ حضرت عبداللہ بن عمر۔ رضی اللہ عنہما۔ فرماتے ہیں: ''كان رسول الله ﷺ يعتكف العشر الأواخر من رمضان '' (بخاری برقم: ۲۰۲۵' مسلم برقم: ۱۱۷۱) یعنی رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

☆ مائی عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے' یہاں تک کے اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دے دی' پھر اس کے بعد آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات نے یہ سلسلہ قائم رکھا'' (بخاری برقم: ۲۰۲۶' مسلم برقم: ۱۱۷۲)

☆ حضرت ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ بیان فرماتے ہیں کہ: ''كان النبي ﷺ يعتكف في كل رمضان عشرة أيامٍ فلماً كان العام الذي قُبِضَ فيه اعتكف عشرين يوماً'' یعنی نبی اکرم ﷺ ہر رمضان میں دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے' جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی' آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا'' (بخاری برقم: ۲۰۴۴' وبرقم: ۴۹۹۸)

علماءِ متقدمین ومتاخرین میں اس سلسلہ میں اختلاف رہا ہے' کہ اعتکاف کا حکم کیا ہے؟

بعض علماء اسے واجب' بعض فرض کفایہ بتلاتے ہیں' اور بعض اسے مسنون عمل بتلاتے ہیں' راجح ترین قول کے مطابق اعتکاف سنت مؤکدہ' اور مرغوب ومطلوب عمل ہے جیسا کہ سابقہ مذکورہ احادیث کا منطوق بولتا ہے' (المغنی: ۴/۴۵۶' الاجماع از ابن المنذر: ص/۶۰'' شرح العمدہ: ۲/۷۱۵' المجموع از نووی: ۶/۶۰۷) نیز اس لئے بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے تاحینِ حیات کبھی اعتکاف ترک نہیں فرمایا' بلکہ ہمیشہ اعتکاف کرتے رہے' حتی کہ ایک سال ماہِ رمضان میں نہ کر سکے تو ماہِ شوال کے اول عشرہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی قضا فرمائی' جیسا کہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ,,آپ ﷺ نے ایک سال فوت شدہ اعتکاف کی قضا ماہِ شوال میں فرمائی'' (بخاری برقم:۲۰۳۳' مسلم برقم:۱۱۷۳)' نیز حضرت انس۔رضی اللہ عنہ۔ نے فرمایا:''کان النبی ﷺ إذا کان مقیماً اعتکف العشر الأواخر من رمضان' و إذا سافر اعتکف من العام المقبل عشرین ''(مسند أحمد برقم:۱۲۰۱۷' صحیح ابن حبان برقم:۳۶۶۲' ترمذی برقم:۸۰۳' صحیح خزیمہ برقم:۲۲۲۶' مستدرک حاکم برقم:۱۶۰۲) ۔

رسول اللہ ﷺ جب مقیم ہوتے تو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے' اور جب سفر پر ہوتے تو آئندہ سال بیس دن کا اعتکاف فرماتے۔

الا یہ کہ کسی شخص نے اپنے اوپر اسے واجب قرار دے لیا ہو' جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب۔رضی اللہ عنہ۔ سے منقول ہے کہ آں رضی اللہ عنہ نے جاہلیت میں مسجدِ حرام میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی' رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو'' (مستفاد از: بخاری برقم:۲۰۳۲' ۶۶۹۷' ۲۰۴۳' مسلم برقم:۱۶۵۶) معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اسے اپنے اوپر واجب قرار دے لیتا ہے تو واجب ہے' بصورتِ دیگر واجب نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں:''تمام اسلامیان عالم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ (اعتکاف) ذریعہ قربت' اور عمل صالح ہے'' (شرح العمدہ:۲/۷۱۱)

☆ اعتکاف کی حکمت:

اعتکاف درحقیقت اللہ تعالی کی ایک عظیم عبادت اور اس کی طرف خصوصی طور پر متوجہ ہونے کا نام ہے' کیونکہ معتکف بالکلیہ اپنے نفس' روح' جان' دل' اور بدن کو رضاءِ مولا کی طلب' جنت کی تڑپ' دنیاوی تعلقات سے کاٹ کر قربتِ الٰہی میں گم کر دیتا ہے' حالتِ اعتکاف میں بندہ اپنے اوقات کو نماز' وغیرہ میں منہمک کر دیتا ہے کیونکہ اگر خود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز نہیں ادا کرتا تو انتظارِ نماز میں تو ضرور اس کے اوقات گزرتے ہیں' نیز معتکف اپنے دل و جان کو ذکرِ الٰہی' قرائتِ قرآن' حالتِ نوم و بیداری میں عبادتِ الٰہی میں گزارتا ہے (دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ: ۵/۲۰۷)

شرائطِ اعتکاف

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ مساجد میں اعتکاف عبادت ہے' جس کے چند شرائط ہیں' ذیل میں ان شرائط کا تذکرہ انتہائی اختصار کے ساتھ کیا جارہا ہے:

(۱) اسلام: اسلام (مسلمان ہونا) کسی بھی عمل کیلئے شرط اولین ہے لہذا کسی کافر کا اعتکاف درست نہیں ہے (دیکھئے: سورۃ الفرقان آیت نمبر: ۲۳' اور سورۃ التوبہ آیت نمبر: ۵۴)۔

(۲) عقل: بنابریں مجنون' دیوانہ کا اعتکاف مقبول ہے' نہ معقول' کیونکہ وہ مرفوع القلم ہوتا ہے (دیکھئے: ابوداؤد حدیث نمبر: ۴۴۰۱' ترمذی نمبر: ۱۴۲۳' ابن ماجہ نمبر: ۲۰۴۱)۔

(۳) تمیز: اعتکاف کرنے والے میں امتیاز و تمیز کا ملکہ بھی ہونا چاہئے' لہذا کم سن اور ناسمجھ بچہ کا اعتکاف درست نہیں ہے' جس کی عمر سات سال سے کم ہو اس کا اعتکاف درست نہیں ہے۔

(۴) نیت: کسی بھی عمل کیلئے نیت کے شرط' شرط اولیں ہے' بغیر نیت کوئی بھی عمل قابل قبول نہیں ہے (دیکھئے: بخاری نمبر: (۱)' مسلم برقم: ۱۹۰۷' الفروع: ۳/۱۳۳)۔

(۵) مسجد میں اعتکاف:

اعتکاف کیلئے مسجد کا ہونا بھی شرط ہے' یعنی مسجد میں اعتکاف کیا جائے' لہذا اگر کوئی شخص اپنے گھر کے کسی گوشہ و خانہ میں اعتکاف کرتا ہے' تو یہ درست نہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے: ﴿و أنتم عاكفون في المساجد﴾ کی تحدید فرما کر اسے شرط قرار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے' اور اس لئے بھی کہ نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی اپنے خانہ نبوت میں اعتکاف نہیں فرمایا' بلکہ ہمیشہ مسجد میں ہی اعتکاف فرمایا' جو اس بات کی دلیل ہے کہ اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے (دیکھئے: شرح العمدہ: ۲/۷۲۲)

(۶) ایسی مسجد میں اعتکاف ہو' جو مہجور و متروک نہ ہو' تاکہ معتکف کو مسجد سے باہر نکلنے کی ضرورت نہ پڑے' کیونکہ مدتِ اعتکاف میں فرض نمازوں کا بار بار آنا طے شدہ امر ہے' بلکہ بہتر یہ ہے کہ جہاں اعتکاف کیا جائے' جمعہ کی نماز بھی ہوتی ہو' تاہم یہ شرط نہیں ہے' کیونکہ ہفتہ میں اگر ایک بار اپنے اعتکاف گاہ سے اسلامی اور ضروری حاجت کے لئے نکلے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (الفروع: ۵/۱۳۷)

(۷) حدثِ اکبر سے طہارت و پاکیزگی لہٰذا حیض و نفاس والی خواتین کا اعتکاف درست نہیں ہے' مستحاضہ خواتین اس سے مستثنیٰ ہیں (دیکھئے: شرح العمدہ: ۲/۷۲۲)

☆ وقت و مدت اعتکاف اور افضل وقت

مسجد میں چند گھڑی کیلئے ٹھہرنا' اور باقی رہنا یقیناً رکن اعتکاف ہے' علماء اسلام کے مابین اس سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے' کہ اعتکاف کی مدت کم سے کم کتنی ہے' چنانچہ بعض نے عمومی طور پر جسے اعتکاف کہا جاسکتا ہے' اسے مدتِ اعتکاف قرار دیا ہے' جیسا کہ حنابلہ اور احناف کا مسلک ہے' بعض نے لحظہ بھر مسجد میں باقی رہنے کو اعتکاف قرار دیا ہے' جیسا کہ شافعیہ کا مسلک ہے' بعض نے کم از کم ایک دن اور ایک رات مسجد میں بغرض عبادت ٹھہرنے کو اعتکاف کہا ہے' جیسا مالکیہ کا مسلک ہے (دیکھئے: الانصاف از: المرداوی: ۷/۵۶۶' الفروع از ابن مفلح: ۵/۱۴۳' الدر المختار: ۲/۴۴۴' فتح الباری: ۴/۲۷۴' الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ: ۵/۲۱۲۔۲۱۳)۔

تاہم اگر بنظر غائر نصوص کتاب و سنت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کی مدت کی تخصیص نہیں ہے' اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿و أنتم عاكفون في

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المس اجد ﷾ کے پیش نظر ہر قلیل و کثیر مدت کو اعتکاف قرار دیا جا سکتا ہے لہٰذا مسجد میں بغرض عبادت گھنٹے دو گھنٹے ٹھہرنے اور اعتکاف کرنے کو بھی اعتکاف کہا جا سکتا ہے (دیکھئے: العمدہ: ۲/۷۶۵۔۷۶۶، الصیام فی الاسلام از د/سعید وہف القحطانی: ص: ۴۶۱)

یوں تو اعتکاف سال کی کسی گھڑی اور دن میں کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہِ شوال میں بھی اعتکاف فرمایا ہے، مگر اس کیلئے افضل ترین وقت ماہِ رمضان ہے، اور ماہِ رمضان میں بھی آخری عشرہ، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اسی آخری عشرہ کے اکثر اوقات میں اعتکاف فرمایا، اپنی امت کو اسی کی تعلیم دی، آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اسی آخری عشرہ میں اعتکاف کرتی رہیں، نیز اس لئے بھی کہ شبِ قدر بھی اسی آخری عشرہ میں واقع ہوتی ہے، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: ''مستحب یہ ہے کہ کوئی بھی آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا نہ چھوڑے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس پر مواظبت برتا، اور اس کے فوت ہونے پر اس کی قضا بھی فرمایا، اور ہر وہ چیز جس پر آپ ﷺ نے مداومت و مواظبت برتا ہو سنتِ مؤکدہ کے قبیل سے ہے، جیسے قیام اللیل'' (شرح العمدہ کتاب الصیام: ۲/۷۱۵)

خواتین کا اعتکاف

سابقہ صفحات میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اعتکاف کا مبارک معمول آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے قائم و دائم رکھا، لہٰذا اس میں کوئی غبار نہیں کہ خواتین خانہ بھی اعتکاف کر سکتی ہیں، جیسا کہ ازواج مطہرات حضرات: عائشہ، حفصہ، اور زینب۔ رضی اللہ عنہن۔ کے عمل سے ظاہر ہے، الا یہ کہ ان کے شوہر اس بات پر راضی نہ ہوں، یعنی بغیر شوہر کی رضامندی کے خواتین کا اعتکاف درست نہیں ہے (دیکھئے: بخاری برقم: ۲۰۲۹، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۴۱، ۲۰۴۵، مسلم برقم: ۱۱۷۳، نیز دیکھئے: شرح العمدہ: ۲/۷۳۷۔۷۴۰، اکمال المعلم: ۴/۸۲، شرح الزرقانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی المؤطا: ۲/۲۸۲، شرح نووی ۸/۷۰، عمدۃ القاری: ۱۷/۱۹۴، عون المعبود: ۷/۹۸، معالم السنن از خطابی: ۲/۱۳۸)

نیز مائی عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں: ''اعتكفت مع رسول الله ﷺ امرأة مستحاضة من أزواجه فكانت ترى الحمرة و الصفرة فربما وضعنا الطست تحتها و هي تصلي'' (بخاری برقم: ۲۰۳۷) یعنی رسول اللہ ﷺ کی ایک استحاضہ سے دوچار بیوی نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا، چنانچہ جب وہ لالی یا گدلا پن دیکھ لیتی تو ہم اس کے نیچے پلیٹ رکھ دیتی اور وہ نماز پڑھ لیتی۔

نیز فرماتی ہیں: ''كان رسول الله ﷺ إذا أراد أن يعتكف صلى الفجر ثم دخل معتكفه و إنه أمر بخبائه فضرب لما أراد الاعتكاف في العشر الأواخر من رمضان فأمرت زينب بخبائها فضرب و أمر غيرها من أزواج النبي ﷺ بخبائها فضرب فلما صلى رسول الله ﷺ الفجر فإذا الأخبية فقال: آلبر تردن ؟ فأمر بخبائه فقوض و ترك الاعتكاف في شهر رمضان حتى اعتكف في العشر الأول من شوال'' (بخاری برقم: ۲۰۴۵) جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھ کر اپنی اعتکاف گاہ میں داخل ہو جاتے، اور آپ نے خیمہ لگانے کا حکم دیا اور لگایا گیا، جب آخری عشرہ میں اعتکاف کا ارادہ فرمایا تو زینب نے خیمہ لگانے کا حکم دیا، تو لگایا گیا اور دوسری ازواج نے لگانے کا حکم دیا تو لگایا گیا، آپ نے جب فجر کی نماز پڑھی تو دیکھا کہ خیمے لگے ہوئے ہیں، چنانچہ آپ نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے نیکی کا ارادہ کیا ہے، چنانچہ خیمے نکال دیے گئے اور آپ نے رمضان میں اعتکاف ترک فرما دیا یہاں تک کہ شوال کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا۔

ان احادیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خواتین اپنے شوہروں کی اجازت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اعتکاف کر سکتی ہیں' اگر فتنہ کا ڈر نہ ہو' اور بال بچوں کی تربیت و تعلیم وغیرہ ضروری امور متاثر نہ ہوتے ہوں۔

معتکف اعتکاف گاہ میں کب داخل ہو؟

اعتکاف کرنے والا اپنی اعتکاف گاہ میں کب داخل ہو؟ اس سلسلہ میں علماء محققین کے مابین قدرے اختلاف پایا جاتا ہے' کیونکہ اس باب میں وارد ایک حدیث کا مستفاد یہ کہ آپ ﷺ ۲۱ رویں شب اپنی اعتکاف گاہ میں موجود تھے' جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۲۰ رویں رمضان کا سورج غروب ہونے سے قبل اپنی اعتکاف گاہ میں داخل ہو چکے تھے (بخاری برقم: ۲۰۱۶' مسلم برقم: ۱۱۶۷) یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: ''جو آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا چاہتا ہو وہ ۲۱ رویں شب کو اعتکاف کر لے'' (شرح العمدۃ: ۲/۷۷۹)

اس باب میں وارد دوسری حدیث کا مستفاد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز ادا فرمانے کے بعد اپنی اعتکاف گاہ میں جلوہ افروز ہوئے'' (بخاری ربرقم: ۲۰۴۱' مسلم برقم: ۱۱۷۳) تاہم ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے' شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: ''...اس کا جواب یوں دیا جا سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایام میں اعتکاف کرنے کا ارادہ فرمایا تھا نہ کہ شب کا' ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ ۲۰ ررمضان کی صبح ہی اپنی اعتکاف گاہ میں پہنچ گئے ہوں' اس لئے کہ حضرت عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ کی مذکورہ حدیث میں اس بات کا تذکرہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ ۲۱ رویں رمضان کی صبح میں اپنی اعتکاف گاہ میں داخل ہوئے' بلکہ صرف اس قدر تذکرہ ہے کہ اپنی اعتکاف گاہ میں فجر کے بعد داخل ہوتے تھے' پھر آپ ﷺ نے آخری عشرہ کا اعتکاف کا ارادہ فرماتے تھے اور ,,عشرہ'' ,,رات'' کی صفت ہوا کرتی ہے' نہ کہ دن کی لہذا یہ تو محال ہے کہ آپ ﷺ اعتکاف تو رات کا کرنا چاہتے ہوں' اور دن میں داخل ہوئے ہوں' اور ایک رات گزر چکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو اور یہ ہوسکتا ہے کہ ان راتوں کا استقبال حالتِ اعتکاف میں کرتے ہوں' ساتھ ہی حضرت عائشہ نے اس بات کا بھی تذکرہ فرمادیا کہ آخری عشرہ کا اعتکاف فوت ہوجانے پر دس دن کا اعتکاف قضاء فرمایا' جو اس بات کی صاف دلیل ہے کہ دس دن کی قضا وہی کرے گا' جو دس دن کا اعتکاف کرنا چاہتا ہو" (شرح العمدۃ: ۲/۷۷۸۔ ۷۷۹' نیز ملاحظہ فرمائیں: الفروع: ۵/۱۵۸' الشرح الکبیر: ۷/۵۹۱۔۵۹۲' المغنی: ۴/۴۸۹۔۴۹۰)

لہذا قرین قیاس' درست اور صواب ترین بات یہی ہے کہ کہ اعتکاف کرنے والا ۲۰ ویں رمضان کا سورج غروب ہونے سے قبل اپنی اعتکاف گاہ میں داخل ہو جائے' یہی بات شیخ محمد بن صالح عثیمین نے بھی کہی ہے (فتاوی الصیام ص ۵۰۱)

مستحباتِ اعتکاف

اعتکاف چونکہ یکسو ہوکر مسجد میں عبادت الٰہی کا نام ہے' اس لئے اعتکاف میں درج ذیل اعمال مستحب ہیں۔

(۱) کثرت کے ساتھ نوافل پڑھنا

(۲) قرآن کریم کی تلاوت کرنا: معتکف کو حالتِ اعتکاف میں کثرت سے تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرنا چاہئے' نیز تدبر و تفہم کے ساتھ قرآن کو پڑھنے کی کوشش کرنا چاہئے' کیونکہ قرآنِ کریم کے نزول کا مقصد ہی یہی ہے' جیسا کہ سابقہ سطور میں اس کا تذکرہ کیا جاچکا ہے۔

(۳) ذکر الٰہی میں مشغول رہنا:

معتکف کو کثرت سے اپنے حالتِ اعتکاف میں ذکر و اذکار' تسبیح و تہلیل' تمجید و تقدیس اور طاعاتِ ربانی میں مصروف رہنا چاہئے' اور ان خاص اوقات کو یوں ہی بیکار اور عبث نہیں گزارنا چاہئے۔

(۴) کثرت سے دعا کرنا: حالتِ اعتکاف میں انسان کو کثرت سے دعا کا اہتمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا چاہئے' یہ حالت چونکہ خصوصی حالت ہے' اس لئے دنیا و آخرت کی بھلائی' کامیابی' مغفرت و بخشش اور ہر جائز امور کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔

(۵) توبہ و استغفار کرنا: یوں تو توبہ و استغفار سال کے ہر ماہ اور ماہ کے اور دن کے ہر لحظہ و لمحہ کرنا نہ صرف مستحب بلکہ مرغوب و مطلوب ہے' خود نبی ہدایت ﷺ بکثرت توبہ و استغفار کرتے تھے' بلکہ ایک مجلس میں ستر بار اور سو سو بار استغفار و توبہ کا اہتمام نبی رحمت ﷺ کا وطیرہ اور میمون عادت تھی' اس حالتِ خلوت میں معتکف کو خصوصی طور پر توبہ و استغفار کا اہتمام کرنا چاہئے' اپنی خطاؤں و غلطیوں پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہِ مولا میں مغفرت و بخشش کے لئے دست دعا دراز کر توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔

(۶) ہر وہ عمل صالح جو اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسند ہو' اس کا اہتمام کرنا:

مباحاتِ اعتکاف

معتکف کیلئے چند امور جائز ہیں' از راہِ تذکرہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) معتکف اپنی اعتکاف گاہ سے ہر اس کام کیلئے نکل سکتا ہے' جو فطری یا شرعی طور پر از بس و ضروری ہیں' جیسے: قضاء حاجت' پیشاب' پاخانہ' کھانا پینا' وضو' غسل' جمعہ کی نماز' واجبی گواہی' جس کے بغیر کوئی مفر یا چارہ کار نہیں ہے' فتنہ کا ڈر' چاہے یہ فتنہ اپنے نفس پر ہو یا اپنے اہل و عیال پر' یا اپنے مال و تبار' اور بال بچوں پر' ضرر کا ازالہ جیسے: حیض و نفاس (خواتین کیلئے)' غسل جنابت' آگ بجھانا' مرض شدید وغیرہ (دیکھئے: المغنی: ۴/۴۶۵۔۴۶۹' الکافی: ۲/۲۸۷' شرح العمدہ: ۲/۸۰۲۔۸۴۲)

جنازہ کی نماز میں حاضر ہونا' مریض کی عیادت کے لئے جانے کے سلسلہ میں علما کی مختلف آراء ہیں' تاہم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن عثیمین ۔رحمہما اللہ۔ کی تحقیق کے مطابق جنازہ کی نماز اور مریض کی عیادت کیلئے معتکف نکل سکتا ہے' کیونکہ یہ بھی ضروری امر کیلئے نکلنا ہے' جو عام طور پر بار بار نہیں ہوتا' نیز اس لئے بھی کہ یہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واجبات وحقوق میں سے ہے جو ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے (دیکھئے: شرح العمدہ:۲/۸۰۸۔۸۰۹، الشرح الممتع:۶/۵۲۴)

(۲) معتکف مسجد کے کسی گوشہ میں وضو کرسکتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد کے ایک گوشہ میں ہلکا وضو فرمایا (مسند احمد برقم:۲۳۰۸۹، ارناؤط نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، الموسوعہ المیسرۃ:۳/۳۶۰)

(۳) معتکف کیلئے جائز ومباح ہے کہ مسجد کے کسی گوشہ میں اپنا ایک خیمہ بنالے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ تھا

(۴) معتکف اپنے اہل وعیال، اور اہل خانہ (وغیرہ) سے بقدرِ ضرورت بات (چاہے وہ بالمشافہ ہو یا ٹیلی فونک رابطہ) اور زیارت بھی کرسکتا ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ حضرت صفیہ بنت حیی۔ رضی اللہ عنہا۔ حالتِ اعتکاف میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کیلئے تشریف لائیں، اور آپ ﷺ مسجد میں آخری عشرہ میں معتکف تھے، کچھ دیر گفتگو اور بات چیت کے بعد واپس جانے لگیں، تو آپ ﷺ انہیں رخصت کرنے کیلئے باہر مسجد کے گیٹ تک نکلے تو دو انصاری صحابی کو دیکھا انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی رسلکما إنما ھی صفیة بنت حیی'' (سنبھل جاؤ، یہ صفیہ ہیں) تو ان دونوں نے سبحان اللہ کہہ کر اس معاملہ کو قدرے بڑا سمجھ لیا (یعنی انہیں برا لگا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان الشیطان یبلغ من ابن آدم مبلغ الدم و انی خشیت أن یقذف فی قلوبکما شیئا'' (بخاری برقم:۲۰۳۵، مسلم برقم:۲۱۷۴) ترجمہ: یقیناً شیطان ابن آدم میں خون کی طرح دوڑتا ہے، اور مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ شیطان تمہارے دل میں (کوئی غلط) بات ڈال دے۔ حافظ ابن حجر۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معتکف جائز امور میں مشغول ہوسکتا ہے، جیسے: زیارت کرنے والے کو الوداع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنا' اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہونا' اس سے بات چیت کرنا' معتکف کا اپنی بیوی سے تنہائی میں ہونا' اور بیوی کا اپنے شوہر کی زیارت کرنا'' (فتح الباری: ۲۸۰/۴)

(۵) مسجد میں کھانا پینا بھی معتکف کیلئے جائز ہے' جیسا کہ حضرت عبداللہ بن حارث زبیدی کی حدیث سے عیاں ہوتا ہے' فرماتے ہیں: ''کنا نأکل علی عهد رسول الله ﷺ فی المسجد :الخبز و اللحم '' (ابن ماجہ برقم: ۳۳۰۰' علامہ البانی نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے) ترجمہ: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد میں روٹی اور گوشت کھایا کرتے تھے' نیز دیکھئے: المبسوط: ۱۲۶/۳ بدائع الصنائع: ۱۱۷/۲' المدونۃ :۲۰۶/۱' روضۃ الطالبین: ۳۹۳/۲' مغنی المحتاج: ۴۵۷/۱' المغنی: ۴۸۳/۴)

البتہ اسے چاہئے کہ دسترخوان کا استعمال ضروری طور پر کرلے' تاکہ مسجد گندی نہ ہونے پائے۔ اسی طرح کھانے کے لئے مسجد سے باہر بھی جاسکتا ہے۔

(۶) معتکف کا اپنے سر کا دھونا' بالوں پر کنگھی کرنا جائز ہے' حتی یہ بھی جائز ہے کہ معتکف کی بیوی اس کے سر کو دھل دے' اور بالوں پر کنگھی کردے' جیسا کہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ معتکف (اعتکاف گاہ میں) ہوتے' اور میں حالتِ حیض میں بھی آپ ﷺ کے سر کے بالوں میں کنگھی کردیا کرتی (بخاری برقم: ۲۹۵' مسلم برقم: ۲۹۷)

(۷) مستحاضہ خواتین کیلئے مسجد میں اعتکاف کرنا جائز اور مباح ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بعض مستحاضہ خواتین نے اعتکاف کیا' اور وہ خون دیکھا کرتی تھیں' بسا اوقات خون کی وجہ سے طشت رکھ لیا کرتی تھی (بخاری برقم: ۳۰۹' و برقم: ۲۰۳۷) البتہ ذہن نشین رہے کہ مسجد کی حرمت پامال نہ ہونے پائے' اور صفائی وستھرائی باقی رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ مفسداتِ اعتکاف

اس عنوان کا مقصود یہ ہے کہ چند امور ایسے ہیں جن کا کرنا اعتکاف کو باطل، فاسد اور لغو کر دیتا ہے، یعنی اعتکاف کرنا نہ کرنا بیکار ہے، چند امور ملاحظہ فرمائیں:

(۱) بغیر ضرورت وحاجت انسانی مسجد سے باہر نکلنا، مائی عائشہ۔رضی اللہ عنہا۔فرماتی ہیں: "...و کان لا یدخل البیت اِلا لحاجةٍ اِذا کان معتکفاً" (بخاری برقم: ۲۹۵، ۳۰۱، ۲۰۲۸، مسلم برقم: ۲۹۷) ترجمہ: حالتِ اعتکاف میں بغیر ضرورت اپنے گھر میں آپ ﷺ داخل نہ ہوتے تھے۔

امام ابن حزم۔رحمہ اللہ۔نے تو اس بات پر اجماع نقل فرمایا ہے کہ "بغیر ضرورت مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف باطل ہو جاتا ہے" (مراتب الاجماع: ص/۷۴)

نیز اس لئے بھی کہ بغیر ضرورت وحاجت مسجد سے نکلنا درحقیقت اعتکاف کے منافی امور میں سے ہے، دیکھئے: المغنی: ۴/۴۷۲، الکافی: ۲/۲۸۶، الفقه المیسر: ص/۱۷۰، الموسوعة الفقهیة الکویتیة: ۵/۲۲۰)

(۲) جماع: اعتکاف کی حالت میں جماع کرنے سے بھی اعتکاف باطل ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ولا تباشروهن و أنتم عاكفون في المساجد تلك حدود الله فلا تقربوها﴾ (البقرہ: ۱۸۷) ترجمہ: اور تم اپنی عورتوں سے مسجدوں میں حالتِ اعتکاف میں جماع مت کرو یہ اللہ کی حدیں ہیں، تو تم ان کے قریب نہ جاؤ۔اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ حالتِ اعتکاف میں جماع ہرگز جائز نہیں ہے گو کہ رات میں ہی جماع کیا جائے، حضرت عبداللہ بن عباس۔رضی اللہ عنہما۔فرماتے ہیں: "اِذا جامع المعتکف بطل اعتکافه و استأنف" (مصنف ابن أبی شیبہ برقم: ۹۶۸۰، الدر المنثور: ۱/۳۶۴، الفروع: ۳/۱۹۱، فقہ الاعتکاف: ص/۶۷) یعنی معتکف اگر جماع کر لے تو اس کا اعتکاف باطل ہو جاتا ہے، اور اسے از سرِ نو اعتکاف کرنا ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن منذر نے علماءِ اسلام کا اس بات پر اتفاق نقل فرمایا ہے کہ معتکف کا جماع کرنا اعتکاف کو باطل قرار دیتا ہے (دیکھئے: الاجماع ص/۶۰، الفروع: ۱۸۲/۵)

بعینہ یہی حکم ان کا ہے، جو شرم گاہ کے علاوہ مباشرت کے بعد انزال (منی خارج) کر لیتے ہیں۔

(۳) نشہ آور امور سے اجتناب:

امام ابن قدامہ۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: ''و إن شرب ما أسكره فسد اعتكافه لخروجه عن كونه من أهل المسجد فصار كالخارج منه'' (المغنی: ۴۷۶/۴، الکافی: ۲۸۹/۲، الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ: ۲۲۵/۵) ترجمہ: اگر کوئی معتکف نشہ آور چیز پی لے تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ ایسے ہو جاتا ہے، کہ وہ مسجد والوں میں سے نہیں ہے تو وہ ایسے ہے، جیسے مسجد سے باہر ہو۔

(۴) دین اسلام سے مرتد ہو جانا: دین اسلام سے مرتد ہو جانے سے بھی اعتکاف باطل ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لئن أشركت ليحبطن عملك و لتكونن من الخاسرين﴾ (الزمر: ۶۵) ترجمہ: اگر تم نے بھی شرک کیا تو تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے اور تم خسارہ اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے۔

لہذا جو بالکلیہ دین سے مرتد ہو جاتا ہے، اس کے دین اسلام کے اعمال کرنے کا کوئی معنی ہی نہیں رہ جاتا ہے، چنانچہ اس کا اعتکاف بھی باطل قرار پائے گا (المغنی: ۴۲۶/۴، الکافی: ۲۸۹/۲)

اعتکاف کے چند اہم مسائل

☆ اعتکاف کیلئے مساجدِ ثلاثہ کی شرط ؟

گرچہ بعض علماء نے اعتکاف کیلئے مساجدِ ثلاثہ کی شرط لگائی ہے، تاہم صحیح ترین اور راجح قول یہ ہے کہ کسی بھی مسجد میں جہاں جماعت کا انتظام ہو اعتکاف کیا جا سکتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فتاوی شیخ محمد صالح العثیمین: ۱/۵۴۸۔۵۴۹)

☆ اعتکاف کیلئے روزہ کی شرط:

بعض علماء نے اعتکاف کیلئے روزہ کی شرط لگائی ہے کہ معتکف کیلئے روزہ رہنا ضروری ہے' تاہم صحیح بات یہی کہ اعتکاف کیلئے روزہ شرط نہیں ہے' ملاحظہ فرمائیں:

(۱) روزہ اور اعتکاف دونوں دو مستقل عبادت ہیں' اور ایک عبادت کی صحت کیلئے دوسری عبادت کی شرط لگانا درست ہے اور نہ معقول۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ نے زمانۂ جاہلیت میں رات میں مسجدِ حرام میں اعتکاف کی نذر مانی تھی' آں رضی اللہ عنہ نبیٔ رحمت ﷺ کی خدمت عالیہ میں تشریف لائے' اور اپنے مدعا کو رکھا کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں رات میں مسجدِ حرام میں اعتکاف کی نذر مانی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''أوفِ نذرك'' (اپنی نذر پوری کرو) (بخاری برقم: ۲۰۲۰' مسلم برقم: ۱۱۷۲)

تامل فرمائیں! اگر اعتکاف کیلئے روزہ شرط ہوتا تو آپ ﷺ وفاءِ نذر کا حکم نہ دیتے' کیونکہ رات میں روزہ کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ (دیکھئے: الفقه الميسر: ص/۱۶۸)

(۳) مملکتِ سعودی عرب کے سابق مفتیٔ اعظم اور سپریم کونسل علما کے چیرمین سماحۃ الشیخ علامہ و مجتہد عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز۔ رحمہ اللہ۔ اسی امر کو راجح قرار دیتے تھے (الصیام فی الاسلام: ص/۴۵۵' فتاوی الصیام از ابن جبرین: ص/۱۱۳)

(۴) البتہ اگر معتکف روزہ رکھے' اور حالتِ روزہ میں اعتکاف کرے' تو بلاشبہ یہ بہتر' افضل' اکمل' اور زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

☆ حالتِ اعتکاف میں ٹیلیفون' موبائل' وغیرہ سے بات چیت بھی کرسکتا ہے' جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروری امر ہیں' اور مسلمانوں کی حاجت پوری ہوتی ہوں' تاہم معتکف کو چاہئے کہ کثرتِ کلام سے اجتناب کرے' اور بقدرے حاجت وضرورت ہی بات کرے (فتاوی شیخ محمد صالح عثیمین: ۱/۵۵۰۔۵۵۱)۔

☆ معتکف درس قرآن' اور تعلیم وغیرہ انجام دے سکتا ہے؟

معتکف کیلئے بہتر یہی ہے کہ وہ خاص عبادات جیسے ذکر' نماز' قرائت قرآن وغیرہ میں مشغول رہے' تاہم تعلیم وتدریس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ بھی "ذکر" کے قبیل سے ہے (فتاوی شیخ محمد صالح عثیمین: ۱/۵۴۹)

☆ کیا اعتکاف کیلئے اپنی واجبی ڈیوٹی کو ترک کیا جاسکتا ہے؟

جو شخص اپنی ڈیوٹی ترک کرکے اعتکاف کرنا چاہے' یقیناً وہ غلطی پر ہیں' کیونکہ ڈیوٹی انجام دینا واجبی امر ہے' جس کے متعلق بارگاہ الٰہی میں پرسش ہوگی' اور اعتکاف سنت اور مستحب کے قبیل سے ہے لہذا ڈیوٹی ترک کرکے اعتکاف کرنا صحیح نہیں ہے' البتہ اگر کسی نے ایسا کرلیا تو اس کا اعتکاف صحیح ہے (فتاوی شیخ محمد صالح عثیمین: ۱/۵۵۲۔۵۵۳)

اعتکاف غیر رمضان میں؟

بہتر اور افضل واکمل یہ ہے کہ اعتکاف ماہِ رمضان کے مبارک ماہ اور اوقات میں کیا جائے' تاہم کوئی شخص اگر غیر رمضان میں اعتکاف کرتا ہے تو اس کا اعتکاف صحیح ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ایک سال ماہِ شوال کے اول عشرہ میں بھی اعتکاف فرمایا تھا' نیز حضرت عمر نے مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کی نذر مانی تھی' اور آپ ﷺ نے اسے پورا کرنے کا حکم بھی دیا تھا لہذا سال کے کسی بھی ماہ میں اعتکاف کیا جاسکتا ہے۔ (دیکھئے: فقہ العبادات از ابن عثیمین: ص/۲۰۸)

☆ آخری عشرہ کے خصوصیات وممیّزات

یوں تو یہ ماہ بہ کامل بے انتہا خصوصیات وممیّزات کا حامل ماہ ہے' مگر آخری عشرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ زیادہ ہی خصوصیات سے بھرپور ہے، ملاحظہ فرمائیں!

(۱) جب یہ عشرہ آتا تو نبی اکرم ﷺ کمر ہمت کس لیتے، اور اس عشرہ میں اس قدر تگ و دو، جد و جہد، محنت و مشقت اور عبادت و ریاضت کیلئے کوشش فرماتے، کہ دوسرے ایام میں اتنی کوشش نہ فرماتے، حتی کہ جب یہ عشرہ آتا تو پوری رات جاگتے، خود بھی بیدار رہتے، اور اپنے اہل وعیال کو بھی بیدار رکھتے، اور عبادت و طاعت کی ترغیب وتشویق دیتے، حتی کہ حدیثِ سابق میں وارد لفظ ''شدّ المئزر'' کی تشریح میں امام نووی رحمہ اللہ۔ وغیرہ نے فرمایا کہ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ عبادات میں خوب خوب محنت فرماتے، دوسرا مفہوم یہ ہے کہ عبادت میں اس حد تک مشغول و مصروف ہوتے کہ عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے (دیکھئے: شرح نووی: ۸/۳۱۹)

(۲) اس عشرہ کی ایک خصوصیت یہ بھی کہ اسی عشرہ میں آپ ﷺ نے عمومی طور پر اعتکاف فرمایا، لہذا یہ عشرہ اعتکاف کا بھی عشرہ ہے

(۳) اسی عشرہ میں شبِ قدر بھی واقع ہوتی ہے، جس میں عبادت کا ثواب ۸۳ برس ۴ ماہ کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔

(۴) اسی عشرہ میں قرآن کریم بھی نازل ہوا، جیسا کہ اللہ تعالی نے بنفس نفیس اس کی صراحت فرمادی ہے، فرمایا: ﴿إنا أنزلناه في ليلة القدر﴾ (القدر:۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے اسے شبِ قدر میں اتارا ہے۔

(۵) اس عشرہ میں شبِ قدر تلاش کرنے کی خصوصی ہدایات نبی اکرم ﷺ دیا کرتے تھے۔

(۶) یہ عشرہ خصوصیات کے ساتھ قیام وصلاۃ، دعا و ذکر وغیرہ کا بھی عشرہ ہے۔

(۷) اس عشرہ میں واقع شبِ قدر کو مخفی فرما کر درحقیقت اللہ تعالی نے خصوصی طور اس عشرہ میں شب بیداری کی تاکید فرمائی ہے، تاکہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عشرہ کے برکات وثمرات' انوار وتجلیات سے مردِ مسلم بہرہ مند ہو سکے' اور اپنے دامن مراد میں خوب سے خوب نیکیاں بٹور سکے (اللہ ہمیں اور تمام امت اسلامیہ کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے' آمین یارب العالمین)

مباحاتِ صیام (مباحاتِ روزہ)

روزہ دار کیلئے چند امور مباح ہیں جن کا تذکرہ کیا جا رہا ہے:

(۱) روزہ دار کیلئے مباح اور جائز ہے کہ صبح صادق تک جنبی رہے' پھر فجر نماز سے قبل غسل کرے' اور نماز ادا کرے' جیسا کہ حضرات عائشہ وام سلمہ۔ رضی اللہ عنہما۔ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے' فرماتی ہیں کہ: ''أن رسول الله ﷺ كان يدركه الفجر و هو جنباً من أهله ثم يغتسل و يصوم'' (بخاری برقم: ۱۹۵۲' مسلم برقم: ۱۱۰۹) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال کی وجہ سے فجر تک جنبی رہتے' پھر غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

نیز مائی عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں کہ ایک شخص دربارِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور فرمایا: اللہ کے رسول! نماز کے وقت تک میں ناپاک ہی رہتا ہوں کیا میں روزہ رکھوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''و أنا تدركني الصلاة و أنا جنبٌ فأصوم' فقال: لستَ مثلنا يا رسول الله' فقال: و الله إني لأرجو أن أكون أخشاكم لله و أعلمكم بما أتقى'' (مسلم برقم: ۱۱۱۰) ترجمہ: اور میں بھی تو نماز تک جنبی رہتا ہوں' پھر روزہ رکھتا ہوں' تو عرض گزار ہوا: اے اللہ کے رسول! آپ تو ہماری طرح نہیں ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ میں تم سے زیادہ اللہ کا خوف کھاتا ہوں' اور تم سے زیادہ متقی ہوں)

(۲) روزہ دار کیلئے یہ بھی جائز اور مباح ہے کہ وضو وغسل کرتے ہوئے بغیر مبالغہ کے کلی کرے' کیونکہ اللہ کے نبی اکرم ﷺ نے حضرت لقیط بن صبرہ۔ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے فرمایا تھا: ''أسبغ الوضوء و خلّل بين الأصابع و بالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائماً'' (أبوداؤد برقم: ۲۳۶۶، ترمذی برقم: ۷۸۸، نسائی برقم: ۸۷، ابن ماجہ برقم: ۴۰۷، علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ترجمہ: مکمل طور پر وضو کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو، اور کلی کرنے میں مبالغہ کرو، الا یہ کہ تم روزہ سے ہو، تو مبالغہ نہ کرو۔

(۳) روزہ دار اگر بھوک و پیاس کی شدت سے تڑپ رہا ہو، تو اس کیلئے جائز ہے کہ وہ نہالے، یا اپنے سر پر پانی وغیرہ ڈال لے، جس سے تھوڑی دیر کیلئے شدت وحدت میں تخفیف محسوس ہوتی ہو، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''صحیح بخاری'' میں ایک باب یوں قائم فرمایا ہے ''باب اغتسال الصائم و بلّ ابن عمر رضي الله عنهما ثوباً فألقاه عليه و هو صائم و دخل الشعبي الحمام و هو صائم و قال الحسن: لا بأس بالمضمضة و التبرد للصائم'' (دیکھئے: بخاری مع فتح الباری: ۴/۱۵۳-۱۵۴) یعنی روزہ دار کے غسل کرنے کا بیان: اور حضرت ابن عمر نے اپنے کپڑے کو بھگایا، اور اپنے اوپر ڈال لیا، اور امام شعبی (باتھ روم) حمام میں داخل ہوئے، (یعنی غسل کیا) حالانکہ آپ روزہ سے تھے، امام حسن بصری نے فرمایا: روزہ دار کے لئے کلی کرنے اور ٹھنڈک حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ احساس امس پر پانی اپنے سر مبارک پر ڈالتے تھے، جیسا کہ حضرت ابوبکرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ بعض صحابہ سے روایت کرتے ہیں: ''لقد رأيت رسول الله ﷺ بالعرج يصب على رأسه الماء و هو صائم من العطش أو من الحر'' (أبوداؤد برقم: ۲۳۶۵، علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے) یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام ''عرج'' میں دیکھا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزہ رکھ کر گرمی یا پیاس کی وجہ سے اپنے سر مبارک پر پانی ڈال رہے ہیں۔

(۴) روزہ دار بوقتِ ضرورت کھانا پکاتے ہوئے نمک وغیرہ چیک کرنے کیلئے کھانا کا ذائقہ بھی معلوم کرسکتا ہے' حضرت عبداللہ بن عباس۔رضی اللہ عنہما۔فرماتے ہیں: ''لا بأس أن يتطاعم الصائم عن القدر ''(مصنف ابن أبي شيبة:۳/۴۷) یعنی روزہ دار ہانڈی سے چکھ سکتا ہے' اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔امام حسن بصری بھی شہد' گھی وغیرہ کے چکھنے میں کوئی مضایقہ محسوس نہیں کرتے تھے' (مصنف ابن أبي شيبة:۳/۴۷' مصنف عبدالرزاق:۴/۲۰۷' السنن الكبرى للبيهقي: ۴/۲۶۱) یہی فتوی شیخ الاسلام کا بھی تھا (دیکھئے: الاختیارات الفقہیہ :ص/۱۶۰' فتاوی اللجنہ الدائمہ:۱۰/۳۳۲)

(۴) اگر روزہ دار کو اپنے اوپر مکمل طور پر قابو و کنٹرول ہو' اور ممنوع امور پر واقع ہونے کا کوئی خطرہ محسوس نہ کرتا ہو تو' تو اپنی بیوی سے بوس و کنار بھی ہوسکتا ہے' جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''كان النبي ﷺ يقبل و يباشر و هو صائم' و كان أملككم لإربه ''(بخاری برقم:۱۹۲۷' ۱۹۲۸' مسلم برقم:۱۱۰۶) ترجمہ: نبی اکرم ﷺ بوسہ لیتے' اور مباشرت (بوس و کنار) بھی فرماتے تھے' اور آپ روزہ سے ہوتے تھے' تاہم آپ ﷺ سب سے زیادہ کنٹرول والے تھے۔لہذا جسے اپنے نفس پر قابو نہ ہو' اور اس کی شہوت جلد ہیجان انگیز ہوجاتی ہو ایسے روزہ دار کے لئے حالتِ روزہ میں بوس و کنار حرام ہے' اور اگر شہوت ہیجان انگیز ہوتا ہم فتنہ سے اپنے آپ کو محفوظ پاتا ہو' تو بوس و کنار اس کیلئے مکروہ ہے (دیکھئے: الشرح الممتع: ۶/۴۳۲۔۴۳۴)

بوس و کنار اور لپٹ و چمٹ کے دوران اگر مذی نکل جائے تو اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا (دیکھئے: المجموع از نووی:۶/۳۲۳' جامع احکام النساء از: العدوی:۲/۳۶۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵) روزہ دار خوشبو وغیرہ بھی سونگھ سکتا ہے' اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے' البتہ بخور وغیرہ کے دھوان سے احتراز کرے کیونکہ اس کے اجزاء کے اندر چلے جانے کا قوی خدشہ رہتا ہے' جن سے روزہ ٹوٹ جانے کا امکان ہے (الاختیارات الفقہیہ از ابن تیمیہ: ص/۱۶۰' مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۲۴۲/۲۵)

(۶) خون چیک اپ کرانے کیلئے خون بھی نکالا جاسکتا ہے' اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے (فتاوی اسلامیہ: ۲۷۱/۲' و: ۲۶۸' و: ۲۸۵)

(۷) دمہ وغیرہ کے مریض کیلئے جائز ہے کہ منہ وغیرہ میں آکسیجن وغیرہ استعمال اور ہوا کشائی کرے' جس سے مریض راحت محسوس کرتا ہے (سبعون مسألۃ فی الصیام: ص/۱۹)۔

(۸) روزہ دار کیلئے دن میں ٹوتھ پیسٹ (TOOTH PASTE)' کولگیٹ' دانت منجن' وغیرہ بھی استعمال کرنا جائز ہے' البتہ اس کے استعمال کرتے وقت پورے احتیاط وحزم سے کام لے کہ کہیں اس کے اجزاء اندر نہ چلے جائیں' جن سے روزہ ٹوٹ سکتا ہے (مجموع فتاوی ابن باز: ۲۶۰/۱۵)

(۹) روزہ دار دن کے کسی بھی حصہ میں مسواک کرسکتا ہے (دیکھئے: عمدۃ القاری: ۳۹۴/۱۶)

(۱۰) روزہ دار حالتِ روزہ میں سرمہ بھی لگا سکتا ہے' آئی ڈراپ (EYEDROP) بھی اسی ضمن میں آتا ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ آپ ﷺ نے حالتِ روزہ میں سرمہ استعمال فرمایا (صحیح ابوداؤد البانی برقم: ۱۸۳)

(۱۱) ہر وہ چیز جس سے بچا نہیں جاسکتا ہے' جیسے تھوک نگلنا' بلغم' آٹا وغیرہ کا غبار' دھواں' پٹرول وتیل کی بو وغیرہ کیونکہ یہ ایسے امور ہیں جن سے بچا ہی نہیں جاسکتا لہذا ان امور سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے (دیکھئے: رسالتان فی الزکاۃ والصیام از ابن باز ص/۲۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) خواتین کا اپنے چہرے وغیرہ پر پاوڈر' کریم' وغیرہ کا استعمال کرنا بھی جائز امور میں سے ہے (دیکھئے: فتاوی الصیام والقیام: ص/۱۴۱)

(۱۳) زخم وغیرہ پر مرہم وغیرہ لگانا بھی جائز ہے (دیکھئے: فقہ العبادات: ص/۱۹۱)

(۱۴) روزہ دار اگر نہاتے ہوئی ڈبکی لگائے تو یہ بھی جائز ہے (فتح الباری: ۱۵۳/۴۔۱۵۴)۔

(۱۵) اگر روزہ دار کے حلق میں مکھی وغیرہ چلی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے (فتح الباری: ۱۵۵/۴)

☆ مکروہاتِ صیام (روزہ):

وہ امور جن کا سرانجام دینا حالتِ صیام میں مکروہ ہیں' درج ذیل ہیں:

(۱) کلی وغیرہ کرنے میں مبالغہ آمیزی کرنا' جیسا کہ حضرت لقیط بن صبرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ والی روایت دلالت کرتی ہے' جو گزر چکی ہے

(۲) جس شخص کی شہوت بوسہ وغیرہ سے بھڑک اٹھتی ہو اور جماع کر بیٹھنے کا خدشہ ہو' ایسے اشخاص کیلئے بوسہ دینا مکروہ ہے' جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ کی روایت سے پتہ چلتا ہے' کہ ایک شخص دربارِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا' اور مباشرت کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی' دوسرا شخص آیا تو بوس و کنار کی اجازت مانگی تو اجازت نہیں دی' بلکہ منع فرما دیا' چنانچہ جس شخص کو اجازت دی تھی' وہ بوڑھا شخص تھا' اور جس شخص کو منع فرما دیا تھا وہ جوان تھا (ابوداؤد برقم: ۲۳۸۷)

سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: ''انسان کا اپنی بیوی کا بوسہ لینا' اس سے ہنسی مذاق کرنا چھیڑ چھاڑ کرنا' اور جماع کے علاوہ مباشرت کرنا (یعنی بوس و کنار' ساتھ میں سونا' اس سے لپٹنا چمٹنا وغیرہ) حالتِ روزہ میں یہ سب کچھ جائز ہے' اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ بوسہ لیتے تھے' اور آپ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزہ سے ہوتے تھے' اور مباشرت کرتے تھے اور روزہ سے ہوتے تھے' لیکن اگر حرام (جماع) میں پڑ جانے کا خدشہ ہو تو مکروہ ہے...'' (مجموع فتاوی بن باز: ۱۵/۳۱۵)

نوٹ: مباشرت سے مراد: اپنی بیوی سے لپٹنا' اس سے چمٹنا' وغیرہ ہے' نہ کہ جماع۔

(۳) چھونا' لپٹنا' شہوت و تلذذ سے دیکھنا بھی بوس و کنار کے حکم میں ہے' جیسا کہ اس کی تفصیل گزر چکی ہے (الموسوعہ الفقہیہ: ۲۸/۶۹)

(۴) تھوک کا نگلنا مباح ہے' تاہم تھوک جمع کر کے نگل جانا مکروہ ہے (فتاوی الصیام از ابن جبرین: ص/۴۵)

(۵) بلغم نگلنا کیونکہ طبیعت اس سے متنفر ہوتی ہے' اور اس لئے بھی کہ روزہ دار و غیر روزہ دار کیلئے ضرر رساں ہے' اور ہو سکتا ہے کہ یہ امراض کا سبب بھی ہو (الشرح الممتع: ۶/۴۲۸)

شیخ ابن باز فرمایا کرتے تھے کہ بلغم کا تھوک دینا از حد ضروری ہے کہ انسان اس سے بچ سکتا ہے (دیکھئے: مجموع فتاوی بن باز: ۱۵/۳۱۳)

(۶) بغیر ضرورت و حاجت کھانا چکھنا' البتہ اگر ضرورت مند ہو' جیسے کوئی باورچی ہو اور اسے نمک یا مٹھاس وغیرہ معلوم کرنا ضروری ہو تو وہ چکھ سکتا ہے (دیکھئے: فقہی اور علمی مقالات: ص/۳۲۰' الشرح الکبیر: ۷/۴۷۹)

محرماتِ صیام

یوں تو محرمات سال کے تمام ایام ہی میں حرام ہیں' تاہم اس تقدس مآب ایام اور تبرک بیز ساعات میں اس کی شناعت' قباحت اور حرمت کچھ زیادہ ہی ہے' ان امور کا تذکرہ انتہائی اختصار کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

(۱) جھوٹ بولنا:

عام مشاہدہ یہ ہے کہ بعض روزہ دار اپنے عام بیع و شرا' خرید و فروخت' بول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چال، قول وعمل میں جھوٹ بات سے اجتناب نہیں کرتا ہے، جبکہ نبی اکرم ﷺ نے جہنم میں جانے کا باعث قرار دیا ہے، فرمایا: ''... و ایاکم و الکذب فإن الکذب یهدی الی الفجور و إن الفجور یهدی الی النار و ما یزال الرجل یکذب و یتحری الکذب حتی یکتب عند الله کذاباً'' (بخاری برقم: ۶۰۹۴، مسلم برقم: ۲۶۰۷) یعنی تم جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ غلط کاموں کی طرف لے جاتی ہے اور غلط کام جہنم کی طرف لے جاتی ہے، اور انسان ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے یہاں اسے ,,جھوٹا'' لکھ دیا جاتا ہے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''من لم یدع قول الزور و العمل به و الجهل فلیس لله حاجة فی أن یدع طعامه و شرابه'' (بخاری برقم: ۱۹۰۳) یعنی جو روزہ رکھ کر جھوٹ، اس پر عمل اور جہالت کا کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالی کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔

(۲) جھوٹی گواہی، جیسا کہ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر۔ رضی اللہ عنہ۔ کی حدیث سے واضح ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں گناہ کبیرہ نہ بتلاؤں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی، آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے، بیٹھ گئے اور فرمانے لگے اور جھوٹی گواہی، جھوٹی گواہی، اور اسے فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ آپ خاموش ہو جاتے تو اچھا تھا (بخاری برقم: ۲۶۵۴ مسلم برقم: ۱۲۹)

(۳) غیبت

غیبت انتہائی مذموم امر ہے، اللہ تعالی نے اسے مردہ بھائی کے گوشت سے تشبیہ دی ہے، فرمایا: ﴿أیحب أحدکم أن یأکل لحم أخیه میتاً فکرهتموه﴾ (الحجرات: ۱۲) (کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یقیناً تم اسے ناپسند کروگے)' نبی اکرم ﷺ نے س کی شدید مذمت فرمائی ہے فرمایا: ''أتدرون ما الغيبة ؟قالوا الله و رسوله أعلم قال:ذكرك أخاك بما يكره قيل أفرأيت إن كان في أخي ما أقول ؟قال:إن كان فيه ما تقول فقد اغتبته و إن لم يكن فيه ما تقول فقد بهته ''(مسلم برقم:۲۵۸۹) ترجمہ: کیا تم جانتے ہو,,غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں' فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ایسے انداز سے ذکر کرنا کہ اسے برا لگے' کہا گیا: اگر اس میں وہ چیز ہے جو تم کہہ رہے ہو تو یہ غیبت ہے' اور اگر اس میں وہ چیز نہیں ہے' جو تم کہہ رہے ہو وہ,, بہتان اور الزام'' ہے۔

اس موضوع کی متعدد احادیث موجود ہیں' جو اس بات کی دلیل ہیں کہ غیبت حرام' اور مذموم شیء ہے' جس سے اجتناب انتہائی ضروری ہے' اور جو معاشرہ کی باہمی اخوت ومحبت اور آپسی درد والم کو چور چور اور پاش پاش کر دیتی ہے' لہذا عام طور پر اس سے اجتناب ضروری ہے' اور حالتِ صیام میں تو کچھ زیادہ ہی ضروری ہے۔

تاہم علماءِ اسلام نے چھ(۶) امور کی غرض سے غیبت کو جائز قرار دیا ہے' وہ امور یہ ہیں:

(۱) ظلم کا شکوہ کرنے کیلئے کسی کی غیبت کی جاسکتی ہے (۲) ناجائز امور کی تغییر کیلئے غیبت روا ہے (۳) فتوی طلب کرنے کیلئے غیبت جائز ہے (۴) کسی کو شر وفتنہ سے بچانے کے لئے غیبت درست ہے (۵) کوئی بدعتی یا فاسق اگر اعلانیہ بدعت وفسق وفجور کرتا ہو تو اس کا ذکر جائز ہے یہ غیبت نہیں ہے (۶) کسی کا تعارف کرانا ہو اور اس میں وہ عیب موجود ہو تو اس کا تعارف اس انداز سے کیا جاسکتا ہے۔

(دیکھئے: شرح نووی :۱۶/۱۴۲' الأذکار از نوی :ص/۲۹۲) 'شرح العقیدۃ الطحاویہ تحقیق البانی: ص/۲۳' آفات اللسان از: در سعید علی وہف القحطانی: ص/۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) چغل خوری: یعنی ایک کی بات دوسرے تک بغرض فتنہ وفساد نقل کرنا' تاکہ منقول الیہ اس سے نفرت کرے' اور ان کے مابین باہمی چپقلش اور رسہ کشی شروع ہو جائے' بلاشبہ یہ کبیرہ گناہ ہے' اور اسلامیان عالم کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ حرام ہے۔

چغل خوری اس قدر خطرناک شیء ہے اس کا اندازہ آپ' جناب یحیی بن ابو کثیر رحمہ اللہ۔ (جو ایک جلیل القدر تابعی گزرے ہیں) کے اس قول سے کر سکتے ہیں' آں رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یفسد النمام و الکذاب فی ساعة مالا یفسد الساحر فی سنةٍ'' (فتح المجید ص/۳۲۵) یعنی چغل خور اور دروغ باف ایک گھڑی میں اس قدر فساد پھیلا لیتا ہے' کہ جتنا ایک ایک جادوگر ایک سال میں فساد نہیں پھیلا پاتا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالی نے اس سے ڈرایا ہے' فرمایا: ﴿و لا تطع کل حلافٍ مهین . هماز مشاءٍ بنمیم﴾ (القلم:۱۱) ترجمہ: اور ہر قسم خور' ذلیل' اور چغل خور کی بات نہ مانا کرو۔ نیز اس سے نبی اکرم ﷺ نے شدید تحذیر فرمائی ہے اور جہنم میں جانے کا باعث قرار دیا ہے' فرمایا: ''لا یدخل الجنة نمام'' اور ایک لفظ میں ہے: ''لا یدخل الجنة قتات'' (بخاری برقم:۶۰۵۶' مسلم برقم:۱۰۵) یعنی چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

اندازہ فرمائیں کہ کس طرح چغل خور کو جنت میں جانے سے محروم کر دیا جائے گا۔

(۵) ایک روزہ دار چاہے وہ تاجر ہو' کاریگر ہو' بائع و مشتری (خریدار) ہو یا کوئی دوسرا' تمام لوگوں کو اپنے معاملات میں فریب کاری اور دھوکہ دہی سے اجتناب کرنا چاہئے' بلکہ اپنے تمام اقوال و افعال' مناصحات و مشاورات میں دھوکہ دھڑی سے بچنا چاہئے' کیونکہ یہ کبیرہ گناہ اور حرام ہے' اور اس سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے فرمایا: ''من غشّ فلیس منی'' (مسلم برقم:۱۰۲) ترجمہ: جو دھوکہ دے وہ ہم میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نہیں ہے) لہٰذا ایک روزہ دار کو بشدت اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

(۶) آلاتِ موسیقی، گانے بجانے، فلم بینی، سنیما آرائی و بینی، فحش تصویر دیکھنے وغیرہ سے قطعی اجتناب کرے، کیونکہ یہ امور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی زبان سے حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿و من الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله﴾ (لقمان: ۶) ترجمہ: اور بعض لوگ ''لہوالحدیث'' کو خریدتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بھٹکا سکیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود۔ رضی اللہ عنہ۔ قسم کھا کر کہتے تھے کہ اگر ''لہوالحدیث'' سے مراد گانا نہیں ہے تو مجھے نہیں معلوم کہ اس سے مراد اور کیا ہے؟ (دیکھئے: تفسیر طبری: ۲۱/۶۲) یہی قول تقریباً حضرات: عبداللہ بن عباس، ابن عمر، جابر، عکرمہ، سعید بن جبیر اور امام مجاہد بن جبر اور حسن بن ابوالحسن بصری (رضی اللہ عنہم ورحمہم) سے بھی منقول ہے (دیکھئے: احادیث ذم الغناء والمعازف فی المیزان از عبداللہ جدیع: ص/۱۴۸۔۱۵۴، اغاثۃ اللہفان از ابن القیم: ۱/۳۳۸۔۳۴۱)

بلکہ نبی اکرم ﷺ نے اسے قربِ قیامت کی نشانی قرار دیا ہے، فرمایا: ''ليكونن من أمتي يستحلون الحر و الحرير و الخمر و المعازف'' (بخاری برقم: ۵۵۹۰) ترجمہ: میری امت میں کچھ لوگ گانے بجانے، زنا، ریشمی کپڑا، شراب اور موسیقی کو حلال قرار دے لیں گے۔

(۷) ایک روزہ دار اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ تمام امور سے ہر وقت ہر حال، اور ہر لحظہ اجتناب کرے۔

(۸) بہتیرے روزہ دار انتہائی غلط عادات: گل خوری، تمباکو خوری، سگریٹ نوشی، نسوار خوری میں مبتلا رہتے ہیں، تاہم روزہ کی حالت میں یہ بھی حرام ہے، ان سے اجتناب کرنا ضروری اور واجب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ امور ہیں، جن میں عام طور پر بہت سے روزہ دار ملوث اور مبتلا ہوتے ہیں، اور وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ,,لیس الصیام من الأکل و الشرب و إنما الصیام من اللغو و الرفث ''(ابن خزیمہ برقم: ۱۹۹۶، البانی نے تعلیق ابن خزیمہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے) یعنی روزہ کھانے اور پینے کو چھوڑنے کا نام نہیں ہے، بلکہ روزہ غلط گوئی اور بیہودگی سے بچنے کا نام ہے۔

نیز حضرت ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مروی دلوں کو دہلا دینے والی یہ حدیث بھی ایک روزہ دار کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے، فرمایا: ''رب صائم حظه من صیامه الجوع و العطش و رب قائمٍ حظه من قیامه السهر '' (ابن خزیمہ برقم: ۱۹۹۷، صحیح الجامع برقم: ۳۴۹۰) یعنی کتنے روزہ دار ایسے ہیں جن کو سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا، اور کتنے قیام کرنے والے ایسے ہیں جن کو سوائے جاگنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا)

اسی لئے بعض اسلاف فرمایا کرتے تھے: ''أهون الصیام :ترك الطعام و الشراب ''(لطائف المعارف: ص/۲۹۲) یعنی سب سے آسان روزہ: کھانا اور پینا ترک کرنا ہے)

حضرت جابر۔ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں: ''إذا صمت فلیصم سمعك و بصرك و لسانك عن الکذب و المحارم و دع أذی الجار و لیکن علیك وقار و سکینةٌ یوم صومك و لاتجعل یوم صومك و یوم فطرك سواءً (لطائف المعارف ص/۲۹۲) ترجمہ: جب روزہ رکھو تو تمہارے کان، تمہاری آنکھ اور تمہاری زبان کو بھی جھوٹ، حرام امور سے باز رہنا چاہئے، اور تم پر وقار، سکون، طاری رہنا چاہئے، اور تمہیں روزہ کا دن اور غیر روزہ کا دن ایک نہیں سمجھنا چاہئے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کو بندہ کا صرف بھوک و پیاس مطلوب نہیں ہے، نہ ہی اللہ تعالیٰ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا محتاج' تاہم اللہ تعالیٰ بندہ سے تقویٰ شعاری اور زہد وورع طلب کرتا ہے لہٰذا جس طرح بندہ کا شکم روزہ رکھتا ہے' تمام اعضاء کو بھی روزہ رکھنا چاہئے۔

☆ عام مفسدات صیام

تاہنوز ہماری گفتگو کا محور مکروہات' محرمات ِ صیام وغیرہ تھا یہاں سے مفسدات ِ روزہ کا تذکرہ کیا جا رہا ہے' تاکہ ان کو معلوم کرنے کے بعد روزہ دار ان امور سے اجتناب کر سکے' اور اپنے روزہ کی حفاظت وصیانت بھی' تاہم ان مفسدات کا تذکرہ کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دو امور کی طرف اشارہ کر دیا جائے:

(۱) ''مفسدات'' سے کیا مراد ہے؟ مفسدات سے مراد وہ امور ہیں جن سے روزہ فاسد' اور لغو ہو جاتا ہے۔

(۲) نیز یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان شروط و قیود کا تذکرہ لازماً کر دیا جائے' جن کے تحقق ووجود کے بعد ہی ان مفسدات کا اعتبار ہوگا' اگر یہ چیزیں نہیں پائی جاتی ہیں تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا' وہ شروط درج ذیل ہیں:

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ روزہ دار اس حکم کا جانکار ہو کہ اس سے روزہ فاسد جاتا ہے' چنانچہ اگر کوئی اس حکم سے نابلد اور ناآشنا ہے' تو وہ معفو عنہ ہے جناب ِ باری تعالیٰ میں اس کی گرفت نہیں ہوگی' کیونکہ اللہ تعالیٰ جہالت پر مبنی عمل پر مؤاخذہ نہیں کرتا' فرمایا: ﴿ولیس علیکم جناح فیما أخطأتم به ولکن ما تعمدت قلوبکم﴾ (الاحزاب:۵) ترجمہ: تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔

نیز فرمایا: ﴿ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا أو أخطأنا﴾ (البقرۃ:۲۸۶) ترجمہ: اے ہمارے رب! جو ہم سے بھول چوک اور غلطی سے ہو جائے' اس میں ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ بھول کر یہ عمل نہ کیا گیا ہو' اگر بھول چوک اور ان جانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ایسا ہو گیا تو اس کا روزہ صحیح ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''من نسی وھو صائم فأکل أو شرب فلیتم صومه فإنما أطعمه الله و سقاه ''(بخاری برقم:۱۹۳۳' مسلم برقم:۱۱۵۵) ترجمہ: جو روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو روزہ مکمل کرے' کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

اسی طرح اگر کسی کے شوہر نے زبردستی اپنی بیوی سے جماع کر لیا' اور بیوی اس سے خوش نہیں تھی' تو بیوی پر صرف قضا ہے' اس پر کفارہ نہیں ہے' کیونکہ وہ شوہر کے سامنے مجبورِ محض ہے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ وہ شخص با اختیار ہو اس پر کوئی زور زبردستی نہ کیا گیا ہو' چنانچہ اگر اس نے مجبور ہو کر ایسا کیا ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿من کفر بالله من بعد إیمانه إلا من أکره و قلبه مطمئن بالإیمان﴾ (النحل:۱۰۶) ترجمہ: جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے' بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو بنا بریں اگر راہ چلتے یا بغیر اختیار کے گرد و غبار' مٹی' پٹرول' وغیرہ یا وضو کرتے ہوئے پانی گلے سے نیچے اتر گیا تو اس کا روزہ صحیح ہے' اور وہ قضا کرنے کا پابند نہیں ہے (مجالس شہر رمضان: ص/۱۷۲۔۱۷۳)

عام مفسداتِ صیام

عام مفسداتِ صیام درج ذیل ہیں:

اولاً: جماع

کتاب و سنت اور اجماعِ امت کی روشنی جماع سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے' لہٰذا اگر کسی شخص نے جماع کیا' گو کہ انزال نہ ہوا ہو مگر اس کا روزہ فاسد ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ حالتِ روزہ میں رات کو جماع کی اجازت دی ہے' فرمایا: ﴿أحل لکم لیلة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصيام الرفث إلى نسائكم هن لباس لكم و أنتم لباس لهن ﴾ (البقرۃ:۱۸۷) یعنی تمہارے لئے روزے کے راتوں میں جماع کرنا حلال کیا گیا ہے، وہ تمہارے لئے پوشاک ہیں اور تم ان کے لئے پوشاک ہو۔

ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور یوں عرض پرداز ہوا: "یا رسول الله هلكت قال: مالك ؟ قال: وقعت على امرأتي و أنا صائم ..." (بخاری برقم:۱۹۳۶، مسلم برقم:۱۱۱۱) یعنی اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہوگیا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ہوگیا؟ فرمایا: حالتِ روزہ میں اپنی بیوی پر واقع ہوگیا (یعنی جماع کرلیا)۔

امام منذر رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: "اہل علم کے مابین اس سلسلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اللہ تعالی نے روزہ دار پر دن میں جماع اور کھانے اور پینے کو حرام قرار دیا ہے" (الاجماع: ص/۵۹)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جماع سے متعلق چند مسائل کا تذکرہ کردیا جائے۔

(مسئلہ نمبر:۱) اگر کسی شخص نے اصلی شرمگاہ سے اصلی شرم گاہ میں جماع کیا تو اس پر قضا بھی ہے اور کفارہ بھی۔

کفارہ کی دلیل مذکورہ واقعہ کی وہ تفصیل بھی ہے کہ مذکورہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں تشریف لاکر عرض گزار ہوا: اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہوگیا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ہوا؟ عرض کیا: ماہِ رمضان کے دن میں، میں نے جماع کرلیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا ایک گردن (غلام) آزاد کرنے کی استطاعت ہے؟ کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا مسلسل دو مہینے روزہ رکھنے کی ہمت ہے؟" کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ کہا: اس کی بھی طاقت نہیں ہے، تو آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، چنانچہ وہ شخص بیٹھ گیا، کچھ دیر ہی گزرا تھا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کھجور کا ٹوکرا لایا گیا' آپ نے فرمایا: ''سائل کہاں گیا؟'' اس شخص نے عرض کیا: میں ہوں اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لو اور اسے صدقہ کر دو' اس شخص نے عرض کیا: کیا مجھ سے بھی بڑھ کر کوئی فقیر ہے؟ اللہ کی قسم مدینہ کے دونوں پہاڑیوں کے مابین مجھ سے زیادہ تو کوئی بھی فقر و فاقہ سے بدمست نہیں ہے' نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے' پھر فرمایا: ''جاؤ اپنے بال بچوں کو کھلاؤ'' (بخاری برقم: ۱۹۳۶' مسلم برقم: ۱۱۱۱)

اس سے ملتا جلتا ایک واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے (مسلم برقم: ۱۱۱۲)' مگر اس میں اس قدر اضافہ ہے: ''کھجور کی ایک ٹوکری لائی گئی جو تقریباً پندرہ صاع کے وزن کے مساوی تھی' اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اور تمہارے اہل و عیال اس میں سے کھاؤ' ایک دن روزہ رکھو' اور توبہ استغفار کرو'' (ابوداؤد برقم: ۲۳۹۳' علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

اس حدیث بھی سے چند فوائد کشید کئے جا سکتے ہیں:

(الف) رمضان میں دن میں جماع ایک ہلاکت خیز گناہ ہے' کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس شخص کے بیان ''میں ہلاک ہو گیا'' پر کوئی تعلیق نہیں چڑھائی اور اسے برقرار رکھا۔

(ب) جو روزہ دار حالتِ اقامت و صحت میں اپنی بیوی سے جماع کر لے' اس پر تین (۳) امور لازم ہوتے ہیں' جن کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے' وہ یہ ہیں:

(۱) کفارۂ مغلظہ جو علی الترتیب: ایک غلام آزاد کرنا' یہ میسر نہ ہو تو مسلسل دو مہینے کا روزہ رکھنا' اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو تقریباً نصف صاع کے حساب سے کھانا کھلانا۔ مذکورہ اس حدیث کا آخری ٹکڑا اقضا کی دلیل ہے۔

(۲) اس دن کی قضا کرے' جس دن جماع کیا ہے' جیسا کہ ابوداؤد کی مذکورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

(۴) اس پر توبہ اور استغفار بھی ضروری ہے' کیونکہ اس نے تقدس رمضان کو پامال کیا ہے۔

(ج) کفارہ اس شخص پر ہے جس نے جماع کرلیا چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

(د) اللہ کے نبی ﷺ کے اخلاق عالیہ کا بھی پتہ چلتا ہے' کہ آپ ﷺ نے اسے جھڑکا' نہ ڈانٹا' نہ پھٹکارا' بلکہ جب اس شخص نے یہ کہا: ''مجھ سے بھی زیادہ کوئی فقر و فاقہ سے بدحال ہے'' تو آپ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: ''جاؤ' تم اور تمہارے بال بچے یہ کھالیں'' جو آپ ﷺ کے اخلاق کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہونے کی عظیم دلیل ہے ﴿وإنک لعلی خلق عظیم﴾ یعنی آپ اخلاق کے اونچے عہدے پر فائز ہیں۔

(ھ) اگر متعدد دن میں کسی نے جماع کیا تو اسے متعدد کفارے دینے پڑیں گے' اور جتنے دن جماع کیا ہے' ہر دن کے روزہ کی قضا بھی کرنے پڑے گی۔ (دیکھئے: المغنی: ۳۷۲/۴۔۳۸۶' الفروع: ۴۰/۵۔۶۰' مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۲۹۵/۲۹۔۲۶۴' الشرح الممتع: ۴۱۲/۶۔۴۲۳)

(مسئلہ نمبر: ۲) اگر کسی نے غیر رمضان میں شرم گاہ کے علاوہ جماع کیا اور انزال ہوگیا تو اس کا روزہ فاسد ہے' اور اس پر قضا واجب ہے۔

(مسئلہ نمبر: ۳) اگر کسی نے بھول کر جماع کرلیا تو اس پر قضا ہے نہ کفارہ' اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کی وہ حدیث ہے' جس میں ہے' فرمایا: ''ان اللہ تجاوز لی عن أمتی الخطأ و النسیان و ما استکرھوا علیہ'' (ابن ماجہ برقم: ۲۰۴۴' اس کی مکمل تخریج گزر چکی ہے) یعنی اللہ تعالیٰ نے میری امت سے غلطی' بھول چوک اور زبردستی عمل کو معاف کردیا ہے' نیز فرمایا: ''من أفطر فی رمضان ناسیاً فلا قضاء علیہ و لا کفارۃ'' (مستدرک حاکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۵۶۹)، السنن الکبری (۸۳۳۰) السنن الصغری (۷۸۶۳)، صحیح الجامع (۶۰۷۰، ۱۱۰۱۵)، التلخیص الحبیر برقم: ۶۳۹) ترجمہ: جس نے رمضان میں بھول کر روزہ توڑ دیا اس پر نہ قضا ہے نہ کفارہ۔ اس موقعہ پر علما قضا و کفارہ کا فتوی صادر فرماتے ہیں، جو صحیح نہیں ہے (اس حدیثِ صحیح پر تامل فرمالیں)۔

(مسئلہ نمبر: ۴) اگر عورت کی رضا و رغبت سے جماع کا صدور ہوا ہو تو دونوں پر قضا وکفارہ ہے۔

(مسئلہ نمبر: ۵) اگر عورت مجبورِ محض ہو اور اس کے نہ چاہتے ہوئے مرد نے جماع کر لیا ہو تو عورت پر قضا ہے نہ کفارہ، جس کے بہت سی ادلہ موجود ہیں (صحیح فقہ السنہ از: کمال سید مصری: ۱۱۱/۲)۔

(مسئلہ نمبر: ۶) اگر کوئی شخص جماع کر رہا ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ فجر طلوع ہو گئی تو عام فتوی یہی ہے کہ اس پر قضا و کفارہ دونوں ہیں۔

(دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز: ۲۹۰/۱۵) تاہم یہ فتوی غیر مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کی لاعلمی کی بنیاد پر یہ عمل سرزد ہوا ہے لہذا اس پر قضا ہے، نہ کفارہ، بلکہ وہ اپنا روزہ مکمل کرے گا، یہی مسلک شوافع کا ہے، اور ائمۂ کبار نے بھی یہی راجح قرار دیا ہے، کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان الله تجاوز لی عن أمتی الخطأ و النسیان و ما استکرهوا علیه'' (ابن ماجہ برقم: ۲۰۴۴، وقد تقدم تخریجہ، نیز اس قسم کے دلائل گزر چکے ہیں) یعنی اللہ تعالی نے میری امت سے بھول چوک اور زبردستی عمل کو معاف فرما دیا ہے۔ لہذا غلطی اور چوک کی بنیاد پر صادر عمل پر قضا اور کفارہ کا فتوی چہ معنی دارد؟ یہی مسلک امام ابن تیمیہ کا بھی ہے، (دیکھئے: المحلی از ابن حزم: ۲۲۰/۶، ۲۲۹، فتاوی ابن تیمیہ: ۲۳۱/۲۵، المجموع از نووی: ۳۱۱/۶)

(مسئلہ نمبر: ۷) اگر کسی شخص نے غیر رمضان میں قضاءِ واجب کرتے ہوئے جماع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرلیا' جیسے رمضان کے روزوں کی قضا' یا صیام نذر' یا صیام کفارہ' تو اس پر صرف قضا ہے' کفارہ نہیں ہے۔

(مسئلہ نمبر:۸) اگر کسی شخص نے نفلی روزہ رکھ کر جماع کرلیا تو اس پر نہ قضا ہے نہ کفارہ (ان تمام مسائل کیلئے دیکھئے: المغنی از ابن قدامہ:۴/۲۷۲۔۳۹۰' مجموع فتاوی ابن تیمیہ:۲۵/۲۲۵۔۲۲۸ مجموع فتاوی ابن باز:۱۵/۲۸۸۔۳۱۰)

(مسئلہ نمبر:۹) اگر کوئی صائم دن میں کھاپی لے تو اس کا روزہ فاسد ہوجائے گا' اس پر اس کی قضا لازم ہے' لیکن کفارہ نہیں ہے (المحلی از ابن حزم:۶/۳۱۳۔۳۲۳)

ثانیاً: اپنے اختیار سے منی کا انزال' چاہے وہ کسی بھی طریقہ سے ہو' جیسے بوسہ' لپٹنا' ہاتھ سے منی خارج کرنا (مشت زنی کرنا)' یا بتکرار بشہوت دیکھ کر منی کا خروج' ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے' البتہ بوسہ کے درج ذیل حالات وظروف ملحوظ خاطر رہنے چاہئیں:

پہلی حالت: اگر کسی شخص نے حالتِ روزہ میں بوسہ لیا' اور منی کا خروج نہیں ہوا' تو بلا اختلاف اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا' جیسا حضرت عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں:

''کان النبی ﷺ یقبل و یباشر و هو صائم و کان أملککم لاربه'' (بخاری برقم:۱۹۲۷' مسلم برقم:۱۱۰۶) ترجمہ: نبی اکرم ﷺ بوسہ لیتے' اور روزہ رکھ کر لپٹتے' تاہم آپ ﷺ اپنے نفس پر کنٹرول والے تھے۔

دوسری حالت: اگر کسی نے بوسہ لیا اور منی کا خروج ونزول ہوگیا تو اس کا روزہ بلا کسی اختلاف ٹوٹ جائے گا۔

تیسری حالت: اگر کوئی بوسہ لے اور مذی آجائے' تو کیا اس کا روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟ صحیح ترین قول کے مطابق اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا' جیسا حضرت عمر۔ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے مترشح ہوتا ہے' آں رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے مارے خوشی و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسرت ایک بار حالتِ صوم میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج مجھ سے ایک عظیم امر کا صدور ہو گیا' میں نے حالتِ روزہ میں بوسہ لے لیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أرأيت لو مضمضت من الماء و أنت صائم''؟ قلت: لا بأس بها قال: فمه '' (ابوداؤد برقم: ۲۳۸۵ علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے) یعنی اگر تم نے حالتِ روزہ میں پانی سے کلی کر لیا تو تمہارا کیا خیال ہے؟ عرض کیا: اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے' فرمایا: تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ' ابن مفلح' اور شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین کا ہے (دیکھئے: المغنی: ۳۶۰/۴۔۳۶۴' الفروع: ۱۰/۵' المختارات الفقہیہ: ص ۱۶۰' مجالس شہر رمضان: ص ۱۶۰)

ثالثاً: کھانا اور پینا: کیونکہ روزہ کھانے پینے اور جماع سے رک جانے کا ہی نام ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿و كلوا و اشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر ثم أتموا الصيام الى الليل﴾ (البقرۃ: ۱۸۷) یعنی اور تم کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاگہ کالے دھاگہ سے ظاہر ہو جائے' پھر تم رات تک روزہ پورا کرو۔

نیز نبی اکرم ﷺ نے حدیث قدسی میں فرمایا: ''...يترك شهوته و طعامه و شرابه من أجلي' الصيام لي و أنا أجزي به'' (بخاری برقم: ۱۸۶۴' مسلم برقم: ۱۱۵۱) یعنی ...بندہ میرے لئے اپنی شہوت' کھانا اور پینا ترک کر دیتا ہے لہٰذا روزہ میرے لئے ہے' اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

رابعاً: فصد اور پچھنا لگوانا' اس سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے' جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''أفطر الحاجم و المحجوم'' (ابوداؤد برقم: ۲۳۶۹' ابن ماجہ برقم: ۱۶۸۱' نسائی برقم: ۳۱۴۴' ترمذی برقم: ۷۷۴) یعنی جس نے پچھنا لگایا اور جس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگوایا اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔

اس سلسلہ میں علماء حدیث کے مابین شدید اختلاف پایا جاتا ہے کہ مذکورہ حدیث منسوخ ہے یا ناسخ 'بلفظ دیگر کہا جا سکتا ہے کہ پچھنا لگوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالتِ روزہ میں پچھنا لگوایا' تاہم راقم کی ناقص معلومات کی حد تک درج ذیل امور کی بنیاد پر پچھنا لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' اور یہ حدیث اس حدیث کی ناسخ ہے جس میں آپ ﷺ کے پچھنا لگوانے کا تذکرہ ہے' درج ذیل امور پر تامل فرمائیں' مطلع کسی حد تک واضح ہو جائے گا:

(۱) یہ حدیث ''أفطر الحاجم...'' تقریباً ۱۱ر صحابۂ کرام (حضرات: سعد' علی' شداد بن اوس' ثوبان' اسامہ بن زید' عائشہ' معقل بن یسار یا معقل بن سنان' ابو ہریرہ' ابن عباس' ابو موسیٰ' اور رافع بن خدیج۔ رضی اللہ عنہم) سے مروی ہے جیسا کہ امام ترمذی فرماتے ہیں: ''أصح شيءٍ في هذا الباب حديث ثوبان و شداد'' (ترمذی برقم: ۷۷۴) اس باب میں وارد تمام احادیث سے صحیح ترین حدیث: حدیث ثوبان و شداد ہے۔ (ترمذی برقم: ۷۷۴) نیز امام ترمذی فرماتے ہیں: ''سألت البخاري فقال: ليس في هذا الباب أصح من حديث شداد بن أوس و حديث ثوبان. فقلت: و ما فيه من الاضطراب؟ فقال: كلاهما عندي صحيح' لأن يحيى بن سعيد روى عن أبي قلابة عن أبي أسماء عن ثوبان عن أبي الأشعث عن شداد الحديثين جميعاً'' (ترمذی: ۱/۴۰۹) یعنی میں نے امام بخاری سے پوچھا تو فرمایا: اس باب میں شداد بن اوس اور ثوبان کی حدیث سے زیادہ کوئی حدیث صحیح نہیں ہے' میں نے کہا: اس میں کوئی اضطراب تو نہیں؟ فرمایا: دونوں میرے نزدیک صحیح ہے' کیونکہ یحیی بن سعید نے ابو قلابہ سے' انہوں نے ابو اسماء سے' انہوں نے ابو الاشعث سے' انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شداد سے دونوں حدیثیں روایت کی ہیں (نیز دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۲۵/۲۵۵)

(۲) اس حدیث کے ناسخ ہونے کی ایک قوی دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی پوری حیات طیبہ میں صرف چار عمرے فرمائے' اور عمرۂ حجۃ الوداع کے علاوہ سارے عمرے ماہِ ذوالقعدہ میں ادا فرمائے گئے لہذا یہ مستحیل اور ناممکنات میں سے ہے کہ آپ ﷺ نے روزہ رکھ کر پچھنا لگوایا ہو؟

(۳) اس حدیث کے ناسخ ہونے کی ایک قوی دلیل یہ بھی ہے کہ یہ حدیث (أفطر الحاجم...) کو آپ ﷺ کے خاص الخاص صحابۂ کرام سے مروی ہے' جو آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے سفر و حضر میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے' اور آپ کے اندر و باہر کے امور کے بھی واقف کار تھے' جیسے حضراتِ: بلال بن رباح' ام المؤمنین عائشہ' اسامہ بن زید' ثوبان (آپ کے غلام) رافع بن خدیج' شداد بن اوس وغیرہ رضی اللہ عن الجمیع

(۴) قیاس بھی اسی کا تقاضہ کرتا ہے کہ پچھنا لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' کیونکہ جب حیض و نفاس کے خون سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جو خواتین کی شرم گاہ سے نکلتا ہے تو پچھنا لگوانے سے کیوں نہیں ٹوٹتا (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۲۵/ ۲۵۲۔۲۵۸' شرح العمدہ: ۱/۴۰۶۔۴۵۳')

(۵) اس حدیثِ ''أفطر الحاجم...'' کے ناسخ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہی قول محققین کی ایک معتد بہ جماعت کا ہے' جیسے: امام احمد بن حنبل' امام اسحاق بن راہویہ' امام ابن خزیمہ' امام ابن منذر' شیخ الاسلام ابن تیمیہ' تلمیذِ شیخ الاسلام امام ابن القیم' اور علماءِ معاصرین میں: علامہ ابن باز' علامہ ابن عثیمین' وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۲۵/۲۵۲۔۲۵۸' شرح العمدہ: ۱/۴۰۶۔ ۴۶۵' اختیارات ابن تیمیہ: ص ۱۶۰' زاد المعاد: ۲/۶۰' مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۲۷۱' مجموع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاوی ابن عثیمین: ۱۹/۲۳۹۔۲۵۱، الشرح الممتع: ۶/۳۹۱۔۳۹۶)۔

بعینہ یہی مسئلہ فصد کھولوانے اور خون عطیہ کا بھی ہے لہذا اس کی تفصیل سے گریز کیا جاتا ہے (مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۲۵/۲۵۶)۔

خامساً: جان بوجھ کر قی ء کرنا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "من ذرعه القیء فلا قضاء علیه و من استقاء فعلیه القضاء" (ابوداؤد برقم: ۲۳۸۰، ترمذی برقم: ۷۲۰، ابن ماجہ برقم: ۱۶۷۶، علامہ البانی نے ارواء الغلیل برقم: ۹۲۳ میں اسے صحیح قرار دیا ہے) یعنی جس کو قی ء آجائے اس پر قضا نہیں ہے اور جس نے قی ء کیا اس پر قضا ہے۔

لہذا جان بوجھ کر قی ء کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے البتہ اگر غیر اختیاری طور پر قی ء ہو جائے تو اس سے روزہ کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا ہے امام ابن منذر فرماتے ہیں: کہ تمام علماءِ اسلام کا اس بات پر اجماع قائم ہے کہ قی ء سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (الاجماع ص/۵۹، نیز دیکھئے: المغنی: ۴/۳۶۸، مجالس شہر رمضان ص/۱۶۳)۔

سادساً: حیض ونفاس کا خون نکلنا

حیض ونفاس کے خون نکلنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس کی تفصیل گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

سابعاً: روزہ توڑنے کی نیت کر لینا

کیونکہ عملوں کا دارو مدار نیت پر ہے جس کی تفصیل ابتداءِ کلام میں گزر چکی ہے لہذا روزہ توڑنے کی نیت کر لینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے (دیکھئے: المغنی: ۴/۳۷۰، الشرح الممتع: ۶/۳۷۶)

ثامناً: مرتد ہونا (دین اسلام سے پھر جانا)

دین اسلام سے مرتد ہو جانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ بندہ جب دائرۂ اسلام ہی میں نہیں رہ جاتا ہے تو اس کے روزہ رکھنے کا چہ معنی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسائل معاصرہ (جدید مسائل)

یہاں تک ان مفسدات و مبطلاتِ صیام کا تذکرہ ہوا جن سے بالاتفاق روزہ ٹوٹ جاتا ہے' اور اس سلسلہ میں علماءِ اسلام کے مابین انتہائی معمولی اور قلیل اختلاف پایا جاتا ہے' اب یہاں سے ان جدید اور معاصر مسائل کا تذکرہ کیا جائے گا' جو اولاً موجودہ دور کی پیداوار اور موجودہ مسائل ہیں' ماضی میں ان مسائل کا کوئی وجود تھا' نہ کوئی سراغ ' ثانیاً علماءِ اسلام کے مابین قدرے اختلاف بھی پایا جاتا ہے' تاہم راقم نے اس بات کی بھرپور کوشش وسعی کی ہے کہ ان مسائل میں انہی مسائل کو راجح قرار دیا جائے جو علماءِ محققین کی اکثریت اور اطباء کی تحقیق نے دلائل و براہین' اور قوتِ حجت کی بنیاد پر راجح قرار دیا ہے۔

☆ پہلا مسئلہ: دمہ اسپرے (INHALER FOR ASTHAMA)

یہ اسپرے درحقیقت ایک ڈبہ سے عبارت ہے' جس میں دواء کی کچھ مقدار ہوتی ہے' جو تین عناصر: پانی' آکسیجن' اور بعض طبی اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے' راجح ترین قول کے مطابق اس کے استعمال سے روزہ نہیں ٹوٹتا' کیونکہ:

(۱) ایک روزہ دار کو اس بات کی چھوٹ ہے کہ وہ کلی کرے' اس سلسلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے' اور اس سلسلہ میں کوئی شبہ نہیں کہ کلی کرتے ہوئے پانی کا کچھ نہ کچھ اثر منہ میں جاتا' نتیجۃً پیٹ میں بھی جاتا ہے' اور اسے کوئی بھی مفسدِ صیام نہیں قرار دیتا ' بعینہٖ یہی حال دمہ اسپرے کا بھی ہے کہ اسپرے کے وقت معمولی مقدار معدہ میں جاتی ہے' جس سے کسی بھی صورت میں احتراز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(۲) نیز اس لئے بھی یہ ایک چھوٹی سی بوتل تقریباً (۱۰) ملی لیٹر پر مشتمل ہوتی ہے ' اور اتنی مقدار تقریباً دو سو اسپرے کیلئے بنائی جاتی ہے' جو تقریباً نصف عُشر کے بہ مقدار ہوتی ہے' اور یہ مقدار انتہائی قلیل ہے' لہٰذا اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا (دیکھئے: مجموع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاوی ابن باز:۱۵/۲۶۵' مجموع فتاوی ابن عثیمین:۱۹/۲۰۹۔۱۲' فتاوی الصیام ص/۴۹' فتاوی اللجنہ:۲/۱۳۱' مجلہ المجمع الفقہی:۲/۳۸۷'۳۸۱' مفطرات الصیام المعاصرۃ:ص/۱۵۔۱۷)۔

(۳) نیز اس لئے بھی کہ قطعیت کے ساتھ تو یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اسپرے سے معدہ میں کچھ نہ کچھ جاتا ہی ہے' اور کسی مشکوک امر کی بنیاد پر روزہ کو فاسد نہیں کہا جا سکتا ہے (حوالہ سابق)

(۴) نیز اس لئے بھی یہ اسپرے نہ تو کھانے پینے کے مشابہ ہے اور نہ ہی کھانا پینا' لہذا جس طرح خون چیک اپ کیلئے معمولی خون نکالا جا سکتا ہے' اسے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے' جس میں کوئی حرج نہیں ہے (حوالہ سابق)۔

(۵) نیز اس امر پر بھی تامل فرمائیں کہ مسواک کی عام طور پر علمانے نہارِ رمضان میں اجازت دی ہے' جب کے موثوق اطبا کی آراء کے مطابق مسواک میں 8 قسم کے کیمیکل پائے جاتے ہیں' اور بلا شک وشبہ مسواک کا ہلکا سا اثر معدہ میں جاتا ہے' اس کے باوجود کوئی اسے مفسدِ صیام نہیں کہتا۔

(۶) نیز اس امر پر بھی غور کریں کہ روزہ دار کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ بلا مبالغہ کلی اور ناک میں پانی چڑھائے' اور بلا کسی ریب وتردد

جب کلی کی جائے گی تو اس کا اثر تھوک کے ساتھ منہ کے اندر معدہ میں جائے گا' لہذا جس طرح سے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا' اس اسپرے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا (دیکھئے: مفطرات الصیام المعاصرہ از احمد بن محمد الخلیل: ص/۴۳۳۹)

☆ دوسرا مسئلہ: وہ ٹیبلیٹ جو زبان کے نیچے رکھے جاتے ہیں (SUBLINGUAL TABLETS)

درحقیقت ان گولیوں (TABLETS) کو بعض دل کی بیماریوں کیلئے منہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھا جاتا ہے' البتہ یہ معدہ کے اندر نہیں جاتا اس لئے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔
(مجلہ المجمع الفقہی: ۲/۹۶' مفطرات الصیام المعاصرہ: ص/۱۵۔۱۷)۔

☆ تیسرا مسئلہ: انڈاسکوپی (ENDOS,COPY) ☆

انڈاسکوپی (ENDOS,COPY) دراصل ایک مشین ہے جو منہ کے راستے سے پیٹ کے اندر داخل کیا جاتا ہے' تاکہ معدہ میں موجود سوجن (ورم)' زخم' یا موجود بیماری کا جائزہ لیا جاسکے۔

اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے' الا یہ کہ اگر طبیب نے اس مشین میں کوئی تیل دار چیز کا استعمال کیا ہو جو معدہ تک پہنچتی ہو تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' یہی قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ وغیرہ کا ہے (دیکھئے: الشرح الممتع: ۶/۳۸۳۔۳۸۴' مفطرات الصیام المعاصرہ: ص/۱۸۔۲۱)

☆ چوتھا مسئلہ: نیزل ڈراپس (NASAL DROPS)

یہ ڈراپ ناک کے راستے سے استعمال کیا جاتا ہے' حدیثِ رسول ﷺ اور طبِ جدید و معاصر کی ریسرچ اور تحقیق کے مطابق ناک حلق کی گزرگاہ ہے' (اس گزرگاہ کو طب جدید کی اصطلاح میں ,,منفذ'' کہا جاتا ہے) بلفظ دیگر کوئی بھی چیز ناک کے راستے حلق تک بآسانی پہنچائی جاسکتی ہے' جیسا کہ حضرت لقیط بن صبرہ والی مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے' اور تحقیق جدید کے بعد یہ طے ہوگیا ہے کہ ناک حلق کا منفذ ہے' اور یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کلی کرتے وقت مبالغہ سے منع فرمایا ہے' تاکہ پانی اندر نہ چلا جائے جو اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ ناک کے راستے حلق میں پانی چلا جاتا ہے' نیز اس حدیث کے فرمان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے' کہ کوئی چیز اندر چلی جائے وہ روزہ میں اثر انداز ہوتی ہے۔

سابقہ تفصیل سے بآسانی درج ذیل دو مسئلے کشید کئے جاسکتے ہیں کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) معمولی قطرے اگر معدہ کے اندر پہنچ جائیں تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے کلی کرنے سے مطلقاً منع نہیں فرمایا' کہ معمولی قطرہ تو وضو کے بعد جانا طے شدہ امر ہے' جس سے کوئی مفر نہیں ہے' اور نہ اس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے' کیونکہ ایک چھوٹے سے چمچے میں تقریباً 4-3 سنٹی میٹر سما سکتا ہے' اور ہر 3 سنٹی میٹر پندرہ قطرے کے مساوی ہوتا ہے' لہٰذا ایک قطرہ تقریباً 75 جزء میں سے ایک جز ایک چمچہ میں قرار پائے گا' اور اتنی قلیل سی مقدار کلی کے بعد منہ میں باقی ماندہ پانی کے مترادف ہے (مجلۃ المجمع الفقہی شمارہ نمبر:۱۰' ۳۲۹/۲) کیونکہ اصل یہ ہے کہ روزہ صحیح اور درست ہے' اور روزہ ٹوٹ جانے کا حکم بالکلیہ نہیں لگایا جا سکتا ہے' لہٰذا اصل کو اپنے اصل پر رہنے دیا جانا چاہئے' کہ یقین شک کے توسط سے ختم نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(۲) تاہم بہت زیادہ قطرے جو حلق تک جاتے ہیں ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے' یہی قول معاصرین محققین میں علامہ ابن باز اور علامہ محمد ابن عثیمین' شیخ محمد مختار سلامی اور شیخ محمد الامین کا ہے (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز:۱۵/۲۶۱' مجموع ابن عثیمین:۱۹/۲۰۶' مجلۃ المجمع الفقہی شمارہ نمبر:۱۰:۲/۸۱)

☆ ۵/واں مسئلہ: آئی ڈراپس (EYE DROPS)

فقہاء معاصرین و متقدمین کے درمیان اس سلسلہ میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے' کہ کیا آنکھ منہ کا راستہ (پورٹ) ہے' بلفظ دیگر: کیا آنکھ کے راستے منہ اور حلق و معدہ میں کوئی چیز پہنچائی جا سکتی ہے' اس بنا پر اس سلسلہ میں علما کی رائیں مختلف ہیں کہ کیا آئی ڈراپس اور سرمہ لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ تاہم طبِ معاصر نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ آنکھ اور ناک کے مابین گہرا رشتہ ہے' یہی وجہ ہے کہ انسان جب روتا ہے تو آنسو بہنے کے ساتھ ساتھ ناک سے بھی پانی آنا شروع ہو جاتا ہے جو اس بات کی قوی دلیل ہے کہ ان دونوں کے مابین کوئی نہ کوئی رشتہ ہے' نتیجۃً اس سلسلہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا آئی ڈراپس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

راجح ترین قول کے مطابق اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے کیونکہ:

(۱) آنکھ کا اندرونی حصہ ایک قطرہ سے زیادہ کا متحمل نہیں ہوتا' اور یہ مقدار انتہائی معمولی اور قلیل تر ہے' جو معدہ تک پہنچ نہیں پاتا' کیونکہ یہ قطرہ آنسو پائپ کے راستے پہنچتے پہنچتے بیچ ہی میں جذب ہو کر رہ جاتا ہے' اور حلق تک نہیں پہنچ پاتا' اور یہ معمولی مقدار اسی طرح معاف ہے' جس طرح ناک کا مسئلہ کہ وضو کے بعد باقی ماندہ معمولی پانی کوئی اثر نہیں ڈالتا۔

(۲) جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے یہ قطرہ حلق تک پہنچنے سے قبل جذب ہو کر رہ جاتا ہے' تاہم جو مزہ منہ میں محسوس ہوتا ہے تو وہ ایسا نہیں ہے کہ کہا جائے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۳) اس لئے بھی اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کہ اس سلسلہ میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی ہے' اور اصل یہ ہے کہ اس کا روزہ درست اور صحیح ہے اور اصل کو اپنی اصلیت پر باقی رہنے دیا جائے یہاں تک کہ یہ اصل باطل ہو جائے۔

(۴) اس لئے بھی کہ آنکھ کھانے اور پینے کا راستہ بھی نہیں ہے' اس کی مثال بعینہ ایسے ہے کہ کوئی اپنے قدم کو لت پت کر لے اور اس کا مزہ حلق میں محسوس کرے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا لہذا آئی ڈراپس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا (مجموع فتاوی ابن عثیمین ۲۰۶/۱۹' مفطرات الصیام ص ۲۲/)

☆ چھٹا مسئلہ: ایئر ڈراپس (EAR DROPS)

ایئر ڈراپس (EAR DROPS) دراصل کان میں ڈالی جانے والی سیال دوا کا نام ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا کان اور دماغ میں کوئی علاقہ ہے' طبِ معاصر کی تحقیق کی روشنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کان اور دماغ کے درمیان کوئی کنکشن نہیں ہے' الا یہ کہ کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو تو اسٹکیوس کے توسط سے دماغ اور حلق تک ڈالی ہوئی چیز چلی جاتی ہے' لہذا کان میں جو دوا ڈالی جاتی ہے' اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا' الا یہ کہ کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو تو ایسی صورت میں روزہ فاسد ہو جائے گا (دیکھئے: المجموع از نووی: ۶/۲۰۴' نیز: مجموع فتاوی ابن عثیمین: ۱۹/۲۰۶) بعینہ یہی مسئلہ کان میں تیل وغیرہ ڈالنے کا ہے' کہ کان میں تیل ڈالا جا سکتا ہے' روزہ پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

☆ ۷/واں مسئلہ: کان لوشن

یہ بھی مسئلہ سابق مسئلہ کی طرح ہے' کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے (سابقہ حوالے جات وسبعون مسألۃ فی الصیام ص/۲۰)۔

☆ ۸/واں مسئلہ: انجکشن (INJECTION)

عام طور پر اطباء کو جب علاج میں جلد کنٹرول پانا ہوتا ہے' تو انجکشن کا استعمال کرتے ہیں' اور یہ طریقہ تقریبا آزمودہ بھی ہے۔

انجکشن کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

(۱) جلدی انجکشن (INTRADERMAL INJECTION) یہ انجکشن چمڑے میں لگایا جاتا ہے

(۲) عضلی انجکشن (INTRAMUSCULARINJECTION) یہ انجکشن عام طور پر پٹھوں میں لگائے جاتے ہیں

(۳) وریدی انجکشن (INTRAVENOUSINJECTION) یہ انجکشن جسم کے کسی نس میں استعمال کئے جاتے ہیں

مذکورۃ الصدر دو قسم کی غیر غذائی انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا' کیونکہ روزہ کی اصل یہ ہے کہ وہ صحیح اور درست ہے' یہاں تک کہ اس کے فاسد وخراب ہونے کی دلیل قائم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے' نیز اس لئے بھی کہ یہ انجکشن نہ کھانے پینے کے مترادف ہیں اور نہ کھانا پینا' اور نہ مقوی و مغذی (غذا آور)' یہی قول علامہ ابن باز اور علامہ محمد صالح عثیمین کا ہے (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۲۵۷' مجموع فتاوی ابن عثیمین: ۱۹/۲۲۰)

تاہم تیسری قسم کا انجکشن محل خلاف ہے' کہ نس میں دیا جانے والے انجکشن سے روزہ ٹوٹتا ہے' کیونکہ یہ ایسا انجکشن ہے جس سے بدن میں غذا پہنچائی جاتی ہے' راجح ترین قول کے مطابق اس انجکشن کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' کیونکہ یہ کھانے اور پینے کے ہم معنی ہے' اور جو بھی یہ انجکشن استعمال کرتا ہے' کھانے پینے سے بے نیاز رہتا ہے اور اسے بھوک اور پیاس نہیں لگتی' جو روزہ کے مفہوم و موقف اور مقصد کے خلاف و برعکس ہے یہی موقف علامہ و مفسر قرآن شیخ سعدی' علامہ ابن باز' اور علامہ ابن عثیمین کا ہے (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۲۵۷' مجموع فتاوی ابن عثیمین: ۱۹/۲۱۹)

مسئلہ: شوگر مریض جو انجکشن استعمال کرتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا (المفطرات المعاصرۃ: از المشیقح: ص/۸)

☆۹/واں مسئلہ: تیل' مرہم اور علاجی اسٹیکر

جلد میں خونی برتن ہوتے ہیں' جو اس پر موجود اشیاء کے چوسنے کا کام کرتے ہیں' تاہم یہ عمل انتہائی خرامہ رفتاری سے آہستہ آہستہ انجام پاتا ہے' علماءِ معاصرین و متقدمین نے اس پر بحث کی ہے کہ جلد پر رکھے جانے والی اشیاء جیسے تیل استعمال کرنے' مرہم لگانے' مہندی لگانے' سرمہ لگانے' کریم لگانے اسی طرح عطر اور عود کی خوشبو سونگھنے' اور اسٹیکر وغیرہ سے کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے' شیخ الاسلام ابن تیمیہ وغیرہ نے اس پر انتہائی نفیس بحث کی ہے' بعض علما نے اس بات پر اجماع نقل فرمایا ہے کہ اس طرح کی اشیا سے روزہ نہیں ٹوٹتا' یعنی تیل' مرہم وغیرہ کے استعمال سے روزہ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی فرق نہیں پڑتا ہے (مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۲۶۰، مفطرات الصیام المعاصرہ: ص/۳۳، روزے کے ستر مسائل: ص/۴۵)

☆ ۱۰/واں مسئلہ: تھوک، کھانسی کے سبب نکلے ہوئے بلغم کا حکم؟

تھوک یا کھانسی کے سبب نکلے ہوئے بلغم کو نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (روزے کے ستر مسائل (اردو): ص/۴۴)

☆ ۱۱/واں مسئلہ: غوطہ لگانے، وغیرہ کا حکم؟

پانی میں ڈبکی لگانے، ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے تر کپڑا لپیٹنے، یا گرمی یا پیاس کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنے کی وجہ سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے (فتح الباری: ۴/۱۵۳، مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۲۹/۲۶۳، روزے کے ستر مسائل: ص/۴۶)

☆ ۱۲/واں مسئلہ: شریانی پائپ یا کیتھیٹر (ARTERILCATHETER)

یہ کیتھر ایک باریک پائپ ہوتا ہے، جو شریانوں میں داخل کر کے علاج یا اس کی تصویر کشی ہوتی ہے۔

اس صورت حال پر تامل فرمائیں تو از خود اس کے حکم کا پتہ چل جاتا ہے، کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا (مفطرات الصیام المعاصرہ: ص/۳۳)

☆ ۱۳/واں مسئلہ: گردہ کی صفائی (KIDNEY DIALYSIS)

اس دور کا ایک کثیر الرائج مرض گردہ کا فیل ہو جانا ہے، ایسی صورت میں مریض کی زندگی انتہائی مشکل میں پھنسی ہوئی رہتی ہے، تاہم اللہ تعالی نے اس جہان رنگ و بو میں جو مرض بھی اتارا ساتھ ہی اس کے لئے شفا و علاج کا سامان بھی بہم پہنچایا ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ما أنزل الله داءً الا و أنزل له شفاءً" (بخاری برقم: ۵۶۷۸) یعنی اللہ تعالی نے کوئی بیماری نہیں اتاری ہے، مگر اس کیلئے شفا کا بندوبست بھی کر دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنابریں اللہ تعالیٰ نے اس مرض ''گردہ صفائی'' کا بھی ہنر اطباء کو بہم پہنچایا' اس صفائی کے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ: مصنوعی گردہ کے توسط سے صفائی۔

اس میں خون مشین کے ذریعہ کھینچ لیا جاتا ہے' پھر مشین ضرر رساں اور زہر آلود SUPPOSITORY خون کی صفائی کر کے نس کے واسطہ سے جسم تک پہنچاتی ہے' اس درمیان مریض غذا اور اشیا کی ضرورت محسوس کرتا ہے' اور اسے ورید سے غذا پہنچائی جاتی ہے۔

دوسرا طریقہ: پیٹ میں موجود باریطون پردہ کے توسط سے' بایں طور کہ ایک معمولی چھوٹا سا پائپ ناف کے اردگرد پیٹ سے متصل ڈال کر تقریباً دو لیٹر گلوکوز' یا پانی وغیرہ اس کے پیٹ میں داخل کیا جاتا ہے جو کچھ وقت تک پیٹ ہی میں رہتا ہے' پھر اسے کھینچ لیا جاتا ہے' یہ عمل ایک دن میں کئی کئی بار انجام پاتا ہے' اور اسی وجہ سے معاصر علما کا اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں' سماحۃ الشیخ علامہ ابن باز اور سعودی عرب میں قائم دائمی افتا کمیٹی کا فتوی یہ ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۲۷۵' دائمی افتاء کمیٹی: ۱۰/۱۷۹)

مسئلہ: اگر صرف خون کی صفائی ہی ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے (دیکھئے: روزے کے ستر مسائل (اردو): ص/۳۹۔

☆۱۴/واں اور ۱۵/واں مسئلہ: ویجینل سپوزیٹری (VAGINAL SUPPOSITORY) اور ویجینل لوشن (VAGINAL LOTION) ویجنل سپوزیٹری درحقیقت عورت کے مہبل میں استعمال ہونے والا ایک نسخہ ہے' یہی مسئلہ ویجینل لوشن کا بھی ہے' محققین علما کی تحقیق کے مطابق اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے' کیونکہ عورت کے عضو تناسل اور عورت کے پیٹ کے مابین کوئی منفذ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(پورٹ) نہیں ہے (دیکھئے: شرح منتہی الارادات: ۱/۴۸۹، مفطرات الصیام المعاصرہ: ص/۳۷)

☆۱۶/واں مسئلہ: بواسیر کی خارجی دوا استعمال کی جائے اس کا حکم؟

بہ حالت روزہ اگر بواسیر کے مریض کو پائپ کے ذریعہ دوا اندر پہنچائی جائے تو بلاشبہ اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا' تاہم اگر صرف بواسیر یا اوپری حصہ پر مرہم لگایا جائے' تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا' خالد سیف اللہ رحمانی (مؤلف جدید فقہی مسائل) نے اس مسئلے میں تھوڑی سی لچک دکھلائی ہے' کہ اس باب میں ڈاکٹروں سے دریافت کر لینا چاہئے' کہ یہ دوا معدہ تک پہنچتی ہے یا نہیں؟ حالانکہ اس لچک کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے' کیونکہ نہ یہ کھانا پینا ہے اور نہ اس کے مشابہ لہٰذا جس طرح مرہم کے استعمال سے روزہ نہیں ٹوٹتا' بواسیر کے مسوں پر بھی مرہم کے استعمال سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆۱۷/واں اور ۱۸/واں مسئلہ: اینل سپوزیٹری (ANALSUPPOSITORY) اور انیما (ENEMA)

اولا: انیما: بعض علما کی رائے یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے' تاہم شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا یہی موقف ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے' کیونکہ جمی ہوئی (مائع) کوئی بھی چیز معدہ تک نہیں پہنچتی ہے' تاہم راجح ترین قول یہ ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' کیونکہ دبر کا سوراخ مستقیم سے متصل رہتا ہے' اور مستقیم قولون سے متصل ہوتا ہے' اور باریک آنت غذا کو چوسنے کا کام کرتی ہے' اور قولون کے راستے ہوسکتا ہے کہ بعض املاح اور سکریات چوسا جاتا ہو' ہاں اگر علاجی ادویہ جو غیر مقوی ہوتی ہیں' چوستے ہوں تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے' کیونکہ اس میں نہ پانی ہوتا ہے نہ کوئی غذا' اور یہی تفصیل قرین درست وصواب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثانیا: اینل:

یہ اینل عام طور پر کم عمر کے بچوں کے دبر میں بخار، درجہ حرارت کم کرنے، یا بواسیر کے درد کو کم کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

علامہ و مجتہد وقت محمد بن صالح العثیمین کا موقف یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے کیونکہ دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، جس میں نہ سائل (LIQUID/رقیق) مواد موجود ہوتے ہیں، اور نہ یہ کھانا پینا ہے اور نہ کھانا پینے کے مساوی۔ (دیکھئے: الشرح الممتع: ۶/۳۷۹۔۳۸۱)

☆ ۱۹/واں مسئلہ: پروکٹوسکوپی (PROCTOSCOPY)

یہ درحقیقت دبر میں داخل کر کے آنتوں کی خرابی معلوم کرنے کا ایک آلہ ہے، اس کی تفصیل بھی وہی ہے جو انڈاسکوپی کی ہے (دیکھئے: مفطرات الصیام المعاصرہ: ص/۴۰)

☆ ۲۰/واں مسئلہ: (URETHERAL CATHETER CYSTOSCOPY)

وہ آلہ، محلول، یا دواء جو ذکر کے راستہ سے جسم میں دوا پہنچائی جاتی ہے

کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، علماءِ طبِ معاصر کی ریسرچ کے مطابق چونکہ آلۂ ہاضمہ اور آلہ تناسل (ذکر) کے مابین کوئی علاقہ نہیں ہے، اس لئے علمائے شریعت کی تحقیق اور ریسرچ یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، گو کہ بعض علماء قدیم کا موقف ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، تاہم صحیح بات یہی ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے (مفطرات الصیام المعاصرہ: ص/۴۱)۔

☆ ۲۱/واں مسئلہ: خون کا عطیہ (BLOOD DONATION) کا مسئلہ:

اکثر علماء نے مسئلہ حجامت (پچھنا لگوانے) سے مرتبط مان کر اس کا حکم کشید کرنے کی کوشش کی ہے، کیونکہ حجامت (پچھنا لگوانے) سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے' تاہم جہاں ہم نے مسئلہ قصدو پچھنا پر گفتگو کی ہے' وہاں ہم نے اس کی تفصیل ذکر کردی ہے کہ علماءِ محققین کے درمیان اس سلسلہ میں شدید اختلاف ہے' تاہم راجح فسادِ صیام کا مسئلہ ہے' یہی تحقیق شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی ہے' کیونکہ اس سے انسان کمزور ہوجاتا ہے' کہ اس میں بھاری اور کثیر مقدار میں خون نکالا جاتا ہے' نیز اس لئے بھی کہ خون عطیہ کرنے والا اپنا تازہ خون عطیہ کرتا ہے' اور خون نکالنے سے قبل اطبا کچھ مقوی غذا استعمال کرنے کی تاکید کرتے ہیں تاکہ عطیہ کنندہ کسی ناگہانی امر کا شکار نہ ہوجائے' اور بعد میں کفِ افسوس نہ ملنا پڑے' تاہم اگر کوئی اتنا ہی مجبور ہو کہ کسی کی جان بچانے کیلئے وہ خون دینے پر مجبور ہوجائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے' وہ بعد میں اس کی قضا کرلے' ورنہ احتیاط اور افضل یہ ہے کہ رات میں خون عطیہ کرے' اگر تاخیر کرنے کی کوئی گنجائش ہو (مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۲۷۶' تحفہ الاخوان ص/۲۳۶' مجموع فتاوی ابن عثیمین: ۱۹/۲۵۱' المنتقی من فتاوی الفوزان: ۵۱' فتاوی اسلامیہ: ۲/۲۷۱' مجموع فتاوی فوزان: ۱/۳۹۹' فتاوی الصیام: ص/۱۸)۔

☆ ۲۲/واں مسئلہ: چیک اپ کیلئے خون نکالنا

اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے (دیکھئے: اُرکان الاسلام: ۱/۲۹' الملخص الفقہی: ص/۲۱۸' فتاوی اسلامیہ: ۲/۲۶۸)۔

☆ ۲۳/واں مسئلہ: ٹوتھ پیسٹ' (TOOTH PASTE) کولگیٹ' (COLGATE:) دانت منجن وغیرہ

اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے' تاہم روزہ دار حالتِ روزہ میں استعمال کرتے ہوئے بھرپور احتیاط کرے' اور اگر رات تک اسے مؤخر کردے تو بہتر ہے' تاہم اگر کوئی استعمال کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے' اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے (دیکھئے: تحفہ الاخوان ص/۲۲۸' مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۲۶۱' مجموع فتاوی ابن عثیمین: ۱۹/۳۵۴' و: ۲۲/

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۵۴' فتاوی اسلامیہ: ۲/۲۵۴' فتاوی الأزہر: ۱/۱۱۴' سبعون مسألۃ فی الصیام ص/۱۸' ارشاد الصیام ص/۵۲)۔

یہی مسئلہ نہارِ رمضان میں گل وغیرہ کے استعمال کا ہے' تاہم یہ بات ذکر کی جا چکی ہے کہ یہ حرام ہے' بعض نے اسے نواقض میں شمار کیا ہے۔

☆۲۴واں مسئلہ: (انی ٹریٹ) INITRATE

یہ ایک طریقۂ علاج ہے' جو پاؤں یا جسم کے کسی حصہ پر رکھا جاتا ہے' اور جلد اس کو چوستی ہے' اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے کیونکہ:

(۱) جلد غذا نہیں چوس سکتی ہے۔

(۲) جو چیز بھی مسام کے راستہ سے بدن تک پہنچتی ہے' اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا لہذا اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۳) جس طرح ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا جائز ہے' بعینہ اس کا بھی مسئلہ ایسا ہی ہے (دیکھئے: مجلۃ المجمع الفقہی: ۲/۲۵۵)

☆۲۵/واں مسئلہ: آکسیجن گیس:

آکسیجن گیس کے استعمال سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا (المفطرات المعاصرہ: ص/۳۳)

☆۲۶/واں مسئلہ: لیزر اکسرے (LASER XRAY)

اس کے استعمال سے بھی صحتِ صیام پر کوئی فرق نہیں پڑتا

☆۲۷/واں مسئلہ: بیہوش کرنا☆

بیہوش کرنے کے مختلف اقسام ہیں:

(۱) ناک کے راستے سے جزوی طور پر بیہوش کرنا' بایں طور کہ مریض کو کسی ٹائپ کی کوئی چیز سونگھا دی جائے' اور پھر مریض بیہوش ہو جائے اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) جائنیز طریقہ پر بیہوش کرنا:

اس طریقہ کے استعمال پر مراکز احساس میں خشک انجکشن استعمال کیا جاتا ہے' جس سے غدد بیہوش (سن) ہو جاتے ہیں اور مریض اپنا ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے' اور اس مدت میں مریض کے جسم پر کچھ بھی کیا جائے' اسے پتہ نہیں چل پاتا ہے' یہ طریقہ بھی مریض کے روزہ پر کچھ بھی اثر انداز نہیں ہوتا' کیونکہ یہ جزوی بیہوشی ہے' کلی نہیں 'اور اس سے کوئی بھی غذائی ومقوی مادہ پیٹ کے اندر نہیں جاتا۔

(۳) انجکشن کے ذریعہ جزوی بیہوشی

اس طریقہ کے توسط سے نس میں انجکشن لگا کر مریض کو بیہوش کر دیا جاتا ہے' جس سے چند منٹ میں مریض بیہوش ہو جاتا ہے پھر اسے کسی بھی چیز کا پتہ نہیں ہوتا' اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۴) کلی طور پر بیہوش کرنا

اس مسئلہ میں علماءِ شرع نے کلام کیا ہے' کہ اس سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟' اس سلسلہ میں چند امور قابل غور ہیں' اس مسئلہ کے سمجھنے میں آسانی ہوگی:

(۱) اگر مریض دن بھر بیہوش ہی رہتا ہو' کسی بھی حصہ میں اسے ہوش نہ آتا ہو تو بغیر کسی اختلاف اس کا روزہ سرے سے صحیح ہی نہیں ہے۔

(۲) اگر دن کے کسی بھی حصہ میں اسے ہوش آجاتا ہو تو یہ مرکزِ اختلاف ہے' صحیح و راجح ترین مسلک یہ ہے کہ اگر دن کے کسی بھی حصہ میں اسے ہوش آجائے تو اس کا روزہ صحیح ہے (تفصیل کیلئے دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۲۵۹' المفطرات المعاصرہ: ۲۴۔۲۶)

۲۸واں مسئلہ: اگر معدہ سے ابکائی اٹھے اور قی نہ روکا جا سکے تو اس کا روکنا ضروری بھی نہیں ہے' کیونکہ قی کا روکنا اس کے لئے مضر ہو سکتا ہے' لہذا اس مضرت کی بنیاد پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا روزہ صحیح ہوگا اور اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا (روزے کے ستر مسائل (اردو): ص ۴۴)

۲۹واں مسئلہ: دانتوں کے درمیان کوئی معمولی سی چیز پھنسی رہ جائے اور اس کی تمیز نہ ہونے کی بنیاد پر تھوک کے ساتھ نگل جائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا (حوالہ سابقہ)

☆ ۳۰واں مسئلہ: بلا ارادہ پانی وغیرہ کا حلق میں چلا جانا

بلا ارادہ و اختیار اگر روزہ دار کے حلق میں پانی، پٹرول غبار، دھواں، یا مکھی وغیرہ چلی جائے تو اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا (حوالہ سابقہ: ص ۴۵)

☆ ۳۱واں مسئلہ: سگریٹ نوشی کا مسئلہ:

حالت روزہ میں سگریٹ نوشی سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اس لئے کہ سگریٹ نوشی جب غیر رمضان میں جائز نہیں تو حالتِ روزہ کیونکر روا ہو سکتا ہے، کیونکہ ایک تو اس سے روزہ کی بے حرمتی لازم آتی ہے، روزہ دار روزہ کا احترام نہیں بجالاتا ہے، دوسرے یہ کہ ایک حرام امر کا ارتکاب کرتا ہے، اور تیسرے یہ کہ اس لئے بھی کہ غالب گمان یہ ہے کہ سگریٹ نوشی کرتے ہوئے سگریٹ کے کش سے بعض جرم اور جرثومے معدہ تک پہنچ جائیں، لہذ سگریٹ نوشی مفسدِ صیام ہوگا (روزے کے ستر مسائل: ۴۶)

رہا مسئلہ، پان اور تمباکو خوری کا تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، درج ذیل امور پر انتہائی سنجیدگی سے تامل فرمائیں، اس پر بآسانی حکم لگایا جا سکتا ہے

(۱) ''اکل'' کی کوئی خاص مراد شریعت میں نہیں ہے، لہذ ا اس کا مفہوم عرف عام سے مشتق ہوگا کہ آیا ''پان اور تمباکو'' ''چبانا'' بولا جاتا ہے یا ''کھانا'' اگر کھانا بولا جاتا ہے اور بلاشبہ یہی حق ہے، تو یہ مفسدِ روزہ متصور ہوگا۔

(۲) پان اور کھینی کھاتے وقت اس بات کا قوی احتمال اور غالب امکان موجود ہے کہ اس کے اجزا لعابِ دہن حلق کے راستے معدہ تک پہنچ جائیں لہذا اس قوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امکان کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ تمباکو خوری، پان خوری، سگریٹ نوشی، نسوار خوری، گل خوری وغیرہ جیسے منشیات مفسد صیام ہیں، ان سے اجتناب لازم اور ضروری ہے (دیکھئے: جدید فقہی مسائل: ۱/۱۲۹)

☆ ۳۲واں مسئلہ: بھپارہ لینا

بعض آیورویدک اور یونانی دواؤں کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو جوش دیتے ہوئے پانی میں ڈال کر اس کا بھاپ لیا جاتا ہے، جس کا اثر بلا تاخیر حلق بلکہ سینہ تک پہنچ جاتا ہے، اس لئے بھپارہ لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (جدید فقہی مسائل: ۱/۱۲۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قضاءِ رمضان

اُولاً: یہ طے شدہ امر ہے کہ جس نے رمضان کے روزے ترک کردئے اسے قضا کرنا ضروری ہے' چنانچہ اگر کسی نے پورے ماہ کے روزے چھوڑے ہیں' تو اسے پورے ماہ کے روزوں کی قضا کرنی ہوگی' چنانچہ اگر مہینہ انتیس کا تھا تو انتیس' اور اگر تیس کا تھا تو تیس' اور اگر اس نے بعض ایام کے روزے چھوڑے ہیں تو ان بعض ایام کی قضا ضروری ہے (دیکھئے: مجالس شہر رمضان: ص ۹۷)

ثانیاً: اگر کسی نے بغیر عذر کے رمضان روزے ترک کئے ہیں تو بعض علماء صراحت کے مطابق قضا و کفارہ دونوں ضروری ہیں' تاہم ابن حزم ۔رحمہ اللہ۔ کا مسلک ہے کہ اس پر قضا نہیں ہے' اور یہی موقف قوی تر معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود ۔رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے: ''من أفطر فی رمضان من غیر عذرٍ و لا رخصةٍ لم یجزئه صیام الدهر کله'' (مصنف ابن ابی شیبہ برقم: ۹۷۸۴ وسندہ صحیح) یعنی جس نے بغیر عذر و رخصت رمضان کے روزے ترک کردئے اس کیلئے عمر بھر کا روزہ بھی ناکافی ہے۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے۔

ثالثاً: رمضان کی قضا فی الفور واجب نہیں:

جس شخص کے روزے بہ عذرِ شرعی رہ گئے ہوں' تو یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ علی الفور اس کی قضا کی جائے' درج ذیل امور پر غور فرمائیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے ﴿فعدةٌ من أیامٍ أخرَ﴾ فرمایا ہے جو عام لفظ ہے' جو ''متفرق اور مسلسل' تاخیر اور فوراً'' تمام احتمالات پر مبنی ہے (الکافی از ابن قدامہ: ۲/۲۵۱)

(۲) مائی عائشہ ۔رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں: ''کان یکون علی الصوم من رمضان فما أستطیع أن أقضیه الا فی شعبان'' (بخاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رقم:۱۹۵۰، مسلم رقم:۱۱۴۶) یعنی رمضان کے روزے ہم سے رہ جاتے تھے اور میں شعبان سے پہلے اس کی قضا نہیں کر پاتی تھی۔

(۳) حافظ ابن حجر۔ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضا مؤخر کی جاسکتی ہے' چاہے یہ تاخیر عذر کی بنیاد پر ہو یا بغیر عذر کے'' (فتح الباری:۴/۱۹۱)

(۴) اس لئے بھی کہ پتہ نہیں عمر رواں کب تک وفا کرے' اس لئے قبل اس کے کہ موت کی سارنگی اپنی آواز دے' اپنے فرض کا قرض اتار لینا چاہئے۔

البتہ بہتر و افضل و مستحب یہ ہے کہ تاخیر نہ کیا جائے کیونکہ یہ قرض کی ادائیگی کے مانند ہے جو مسارعت الی الخیرات کی بہترین دلیل ہے' اور اللہ تعالی نے ایسے افراد کی مدحت فرمائی ہے جو خیر کے کاموں میں پہل کرتے ہیں' فرمایا: ﴿أولئك يسارعون في الخيرات و هم لها سابقون﴾ (المؤمنون:۶۱)

ثالثاً: رمضان کے روزوں کی قضا پے در پے ضروری نہیں ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس۔ رضی اللہ عنہما۔ آیت کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں: ''متفرق قضا میں کوئی حرج نہیں ہے'' (مصنف عبد الرزاق:۴/۴۳)

البتہ پے در پے قضا کرنا افضل ہے کیونکہ:

(۱) رمضان کے روزے پے در پے رکھے جاتے ہیں' اور اس کی قضا ہے' تاکہ قضا' ادا کے مشابہ ہو جائے۔

(۲) اپنا قرض اتارنے کے اعتبار سے زیادہ بہتر یہی ہے کہ رمضان کے روزے پے در پے رکھے جائیں۔

(۳) پے در پے روزہ رکھنا احتیاط کا بھی تقاضہ ہے کیونکہ کوئی بھی شخص یہ نہیں جانتا کہ کب وہ اس دارِ فانی کو خیر آباد کہہ دے (دیکھئے: الشرح الممتع:۶/۴۴۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رابعاً: میت کی طرف سے قضا۔

اگر کسی شخص نے کسی شرعی عذر کی بنیاد پر رمضان کے روزے ترک کر دئے اور قضا نہیں کی اور اس کی وفات ہوگئی تو اس کی طرف سے اس کا ولی قضا کرے گا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''من مات و عليه صيامٌ صام عنه وليه ''(بخاری برقم: ۱۹۵۲' مسلم برقم: ۱۱۴۷) یعنی جو شخص وفات پا جائے اور اس کے ذمہ روزہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا ولی قضا کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس۔رضی اللہ عنہما۔ سے مروی ہے کہ ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور فرمانے لگیں: اے اللہ کے رسول! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے اور اس کے ذمہ ایک مہینہ کا روزہ باقی ہے' کیا میں اس کی طرف سے قضا کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نعم !فدين الله أحق أن يقضى ''(بخاری برقم: ۱۹۵۳' مسلم برقم: ۱۱۴۸) یعنی ہاں' اللہ تعالی کا قرض تو زیادہ حقدار ہے کہ وہ ادا کیا جائے۔

البتہ اگر چند افراد مثلاً تیس افراد مل کر ایک ہی دن اس کی قضا کرنا چاہیں تو یہ بھی صحیح ہے (مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۳۶۵)

نیز پے در پے قضا کرنا بھی کوئی ضروری نہیں ہے (دیکھئے: ۱۵/۳۶۵)

تاہم میت کی قضا ولیٔ میت پر واجب نہیں ہے' کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ولا تزر وازرة وزر أخرى﴾ (الانعام: ۱۶۴) یعنی کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (دیکھئے: فتح الباری: ۴/۲۲۸' مجموع فتاوی ابن باز: ۱۵/۳۶۵)

خامساً: قضا کو دوسرے رمضان تک مؤخر کیا جا سکتا ہے (الاعلام بفوائد الاحکام: ۵/۲۸۹' الفروع: ۵/۶۲۔۶۳) حضرت عائشہ۔رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ,,كان يكون على الصوم من رمضان فما استطيع ان قضيه الا فى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان ''(بخاری:۱۹۵۰، مسلم:۱۱۴۶) میرے اوپر رمضان کے روزے باقی رہ جاتے تھے اور ان کی قضا میں رمضان سے پہلے ہی کر پاتی تھی۔ تاہم موخر نہ کرنا افضل ہے

سادسا: اگر کسی نے ماہِ رمضان کی قضا دوسرے رمضان تک موخر کر دیا تو بھی اس پر صرف قضا ہی لازم ہے (الشرح الممتع:۶/۴۵۱)

سابعا: فرض روزوں کی قضا نفل روزوں کی ادائیگی سے پہلے ہونی چاہئے (مجموع فتاوی ابن باز:۱۵/۳۸۸۔۳۹۲۔۳۹۴)

ثامنا: جس نے دن سمجھ کر کھا پی لے اور ابھی دن باقی تھا تو اس پر قضا ضروری ہے (مختصر الخرقی مع المغنی ابن قدامہ:۴/۳۸۹، شرح العمدہ:۱/۴۹۰)

عاشرا: جس نے یہ سمجھ کر افطار کر لیا کہ سورج غروب ہو گیا اس پر قضا ہے (الانصاف از مرداوی:۷/۴۳۸، الفروع:۵/۳۷)

حادی عشر: بیہوش شخص کی قضا۔

اگر کوئی روزہ دار دن کے پورے حصے میں بیہوش ہی رہتا ہے تو اس پر قضا ضروری ہے البتہ اگر دن کے کچھ حصے میں ہی بیہوش رہتا ہے تو اس پر قضا نہیں ہے (المغنی:۴/۳۴۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدقۂ فطر

اولاً: صدقۂ فطر کا مفہوم: صدقۂ فطر درحقیقت رمضان کے آخر میں دیا جانے والا وہ صدقہ ہے جو بہ حالت صوم واقع لغو و نازیبا حرکات سے صفائی و ستھرائی کیلئے ادا کیا جاتا ہے (الاقناع لطالب الانتفاع: ۱/۴۴۹، منتہی الارادات: ۱/۴۹۶)

ثانیاً: صدقۂ فطر کا نام:

صدقۂ فطر کئی عنوان سے معنون کیا جاتا ہے جیسے: (۱) صدقۂ فطر (۲) زکاۃ الفطر (۳) فطرانہ (۴) فطرہ

ثالثاً: صدقۂ فطر کا حکم:

صدقۂ فطر کتاب و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں ہر مرد و عورت، چھوٹے، بڑے، اور غلام و آزاد پر فرض و واجب ہے، یہ حکم ۲ھ کو نازل ہوا، درج ذیل نصوص کتاب و سنت پر تامل فرمائیں:

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قد أفلح من تزکی و ذکر اسم ربه فصلی﴾ (الاعلی: ۱۴-۱۵) یعنی وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے صفائی اور ستھرائی حاصل کیا، اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی۔

یہ آیت نماز عید اور صدقۂ فطر کے متعلق نازل ہوئی ہے (دیکھئے: فتح الباری: ۷/۲۶۲، الدر المنثور: ۸/۴۸۵، تفسیر القرطبی: ۲۰/۲۱، فتح القدیر: ۵/۶۰۲)

☆ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "فرض رسول الله ﷺ زكاة الفطر من رمضان على نفسٍ من المسلمين حرٍ أو عبدٍ رجلٍ أو امرأةٍ صغيرٍ أو كبيرٍ صاعاً من تمرٍ أو صاعاً من شعيرٍ و أمر بها أن تؤدى قبل خروج الناس الى الصلاة" (بخاری برقم: ۱۵۰۳، مسلم برقم: ۹۸۴) یعنی رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی ہر جان: آزاد، غلام، مرد، عورت، چھوٹا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑا پر کھجور یا جَو کا ایک صاع فرض قرار دیا ہے' اور اس بات کا حکم دیا ہے کہ لوگوں کے نماز پڑھنے کیلئے نکلنے سے قبل ادا کر دیا جائے۔

☆اجماعِ امت: تمام علماءِ امت کا اس امر پر اجماع قائم ہے کہ صدقۂ فطر فرض ہے (دیکھئے: الاجماع از ابن منذر: ص/۵۵' المغنی از ابن قدامہ: ۲۸۰/۴)

رابعاً: صدقۂ فطر کے وجوب کی شرائط:

صدقۂ فطر کے وجوب کیلئے درج ذیل تین شرط کا پایا جانا انتہائی از بس ضروری ہے:

(۱) اسلام: اسلام تو کسی بھی عمل کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے۔

(۲) غنا اور مالداری' یعنی اس کے پاس کم از کم عید کے دن و رات میں اپنے بال بچوں کے خرچ سے زائد ایک صاع ہو اور یہ اصلی حاجت و ضرورت سے زائد ہو (دیکھئے: المغنی: ۲۸۳/۴)

(۳) وقت واجب کا دخول: جو شوال کے چاند نظر آنے کے بعد سے لے کر نماز عید الفطر کی ادائیگی تک ممتد ہے (ابتداء وقت کی تعیین کے لئے دیکھئے: بخاری برقم: ۱۵۰۳' مسلم برقم: ۹۸۴' اور انتہاء وقت کی تعیین کے لئے دیکھئے: ابوداؤد برقم: ۱۶۰۹' ابن ماجہ برقم: ۱۸۲۷' علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے' نیز دیکھئے: ارشاد الساری از: محمد شقرہ: ص/۸۴۔۹۸' کشف الستر عن احکام زکاۃ الفطر از: عبد اللہ بن یوسف الجدیع ص/۲۵۔۲۸)

خامساً: صدقۂ فطر کی حکمت:

چونکہ صدقۂ فطر کئی خاص حکمتوں کی بنیاد پر فرض کی گئی ہے' اس لئے ان حکمتوں کا تذکرہ از بس ضروری ہے' کیونکہ ان حکمتوں پر نظر ڈالنے اور ان پر تامل کرنے سے آنے والے بہت سے مسائل کے فہم و ادراک میں کافی حد تک مدد ملے گی لہذا آیئے سب سے پہلے ان حکمتوں پر نظر ڈالتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک روزہ دار سے اثناءِ صیام کئی طرح کی خامیاں اور غلطیاں سرزد ہوتی ہیں' اور کئی طرح کے ایسے امور سرزد ہوتے ہیں جن سے بچنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے' صدقۂ فطر ان اغلاط و خامیوں کی صفائی ستھرائی کا بہترین ذریعہ ہے' تاکہ روزہ دار دوگانہ ادا کرنے جائے' اور وہ مکمل طور پر صاف و شفاف ہو۔

(۲) اس دنیائے رنگ و بو میں کتنے ایسے افراد بشر ہیں جو ایک لقمہ عیش کو تڑپتے ہیں' اور انہیں سد رمق کیلئے ایک لقمہ بھی میسر نہیں ہوتا' اسلام جو بلاشبہ اس طرح کی احساس کمتری و کہتری کو یکسر مٹانے کیلئے اس دنیائے آب و گل پر ظہور پذیر ہوا' بھلا یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا' کہ ایک مالدار' ایک تونگر' صاحب مال' و ثروت' اربابِ استطاعت و حیثیت اور اغنیاء تو عید کے خوب خوب مزے لوٹیں اور عیش و طرب میں مست رہیں' اور بیچارے فقیر' گداگر اور کمزور شخص ان خوشی و مسرت سے شادکام نہ ہو سکیں' لہذا وجوباً ہر شخص کو حکم دیا گیا کہ یہ صدقہ دیں' تاکہ یہ مساکین و فقراء کے کھانے اور پینے کا سامان ہو' اور عید کے دن کم از کم در بدر کی ٹھوکریں تو نہ کھاتے پھریں' اور کاسۂ گدائی لئے پھرنے پر نہ مجبور ہوں' اور وہ بھی عید کے اس اجتماعی انبساط و طرب میں عام اسلامیان عالم کے شانہ بہ شانہ خوشی منا سکیں' صدقۂ فطر کے اس حکیمانہ نقطہ کو ذہن نشین کر لیں کئی اہم مسائل کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

(۳) یہ صدقۂ فطر اغنیا و فقراء سمیت عام مسلمانوں کی غمخواری کا بھی بہترین ذریعہ ہے' تاکہ سب اجتماعی طور پر عبادت الٰہی میں شریک ہو سکیں' یہی مقصود نبیٔ رحمت اور رسولِ ہدایت ﷺ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے بتلایا ہے' جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ کی اس حدیث سے مترشح ہوتا ہے' فرمایا: "فرض رسول الله ﷺ زكاة الفطر طهرة للصائم من اللغو و الرفث و طعمة للمساكين .."
(ابوداؤد برقم: ۱۶۰۹' ابن ماجہ برقم: ۱۸۲۷' علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر روزہ دار کی بیہودہ باتوں اور لایعنی امور سے پاکی اور مسکینوں کے کھانے کے لئے فرض فرمایا ہے۔

(۴) یہ صدقۂ فطر بدن کی زکاہ کے مترادف بھی ہے' کہ اللہ تعالی نے سال بھر اسے بقید حیات رکھا' اسے زندگی عطا کی' اسی وجہ سے یہ ہر شخص چھوٹا' بڑا' مذکر و مؤنث (مرد و عورت)' غلام و آقا' آزاد و غلام' اور کامل و ناقص سب پر واجب ہے' حتی اگر کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں ہو تو اس کی طرف سے بھی نکالنا مستحب ہے' جیسا کہ حضرت عثمان۔ رضی اللہ عنہ نکالا کرتے تھے (مصنف عبدالرزاق نمبر: ۷۸۸)

(۵) صدقۂ فطر کے وجوب سے درحقیقت اجر عظیم کے بہم پہنچانے کا بھی ذریعہ اللہ تعالی نے پیدا فرمادیا ہے' یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فمن أداها قبل الصلاة فهي صدقة مقبولة و من أداها بعد الصلاة فهي صدقة من الصدقات'' (ابوداؤد برقم: ۱۶۰۹' ابن ماجہ برقم: ۱۸۲۷' علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے) یعنی.. جس شخص نے اسے نماز سے قبل ادا کردیا تو اس کا صدقہ مقبول ہے' اور جس نے نمازِ (عید) کے بعد ادا کی تو اس کا شمار عام صدقات میں ہوگا۔

(۶) اللہ تعالی کی توفیق سے روزہ دار اپنا روزہ مکمل کرتا ہے' درحقیقت صدقۂ فطر ادا کرکے بندۂ مسلم اللہ تعالی کی اس توفیق پر اس کا شکر و سپاس اور امتنان بجالاتا ہے کہ اسے اس کی تکمیل کی توفیق دی (دیکھئے: ارشاد اُولی البصائر والالباب: ص ۱۳۴)

سادساً: صدقۂ فطر کا وقت

صدقۂ فطر کا وقت رمضان کے آخری دن کا سورج غروب ہونے سے لے کر نمازِ عید کی ادائیگی تک ہے لہذا جس نے اس مدت میں ادا کردیا تو اس کا فطرہ قابل قبول ہے' اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو اس کا شمار عام صدقات میں ہوگا' صدقۂ فطر میں نہیں' تاہم اگر کسی شخص نے قبل نماز ادا نہیں کی تو فی الفور اس کا ادا کرنا ضروری ہے' اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ فرضیت ساقط نہیں ہوگی' بلکہ اسے ادا کرنا ضروری ہے' اور اس کا یہ صدقہ فطر کافی ہوگا' تاہم وہ شخص گنگار ہوگا' اور اس پر توبہ ضروری ہے (دیکھئے: الشرح الممتع: ۶/۱۷۱-۱۷۲)

سابعاً: صدقہ فطر کی ادائیگی کے درجات۔

یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اس کا افضل ور بہتر وقت نمازِ عید کی ادائیگی سے قبل ہے' تاہم اس کی درجات درج ذیل ہیں:

پہلا درجہ (حضرت عبداللہ بن عمر۔ رضی اللہ عنہما۔ کی حدیث کی روشنی میں) ایک دن' دو دن' اور تین دن قبل بھی نکالا جا سکتا ہے' فرماتے ہیں: ''.. و کانوا یعطون قبل الفطر بیوم أو یومین '' (بخاری برقم: ۱۵۱۱' مسلم برقم: ۹۸۴) یعنی... وہ ایک دو دن پہلے صدقہ فطر ادا کرتے تھے۔

نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ سے مروی ہے کہ زکاۃ الفطر وصول کرنے والوں کی خدمت میں دو دن اور تین دن قبل بھی بھیج دیا کرتے تھے (مؤطا امام مالک: برقم: ۵۵) سعودی عرب میں قائم سپریم علما کونسل اور سابق مفتیٔ اعظم علامہ ابن باز کا بھی یہی فتوی ہے (فتاوی اللجنہ الدائمہ: ۹/۳۶۹' مجموع فتاوی ابن باز: ۱۴/۲۱۶)

لہذا ہندوستانی بعض صوبوں میں مدارس والے شروع رمضان سے ہی فطرہ وصول کرنا شروع کر دیتے ہیں وہ غلط ہے' اور راقم کو خطرہ ہے کہ کہیں وہ ادا نہ ہو' اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

دوسرا درجہ: وقتِ وجوب (یعنی رمضان کے آخری دن کا سورج غروب ہونے کے بعد) بنابریں اگر کوئی شخص ماہِ رمضان کے آخری دن کے سورج غروب ہونے قبل مشرف بہ اسلام ہوا' یا شادی ہوئی' یا اس کے یہاں ولادت ہوئی' تو اس پر فطرہ لازم ہو جائے گا' اور اگر ایسا غروبِ آفتاب کے بعد ہوا تو صدقہ فطر واجب نہیں ہوگا (دیکھئے: المغنی: ۴/۲۹۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا درجہ: عید الفطر کی صبح نمازِ عید کی ادائیگی سے قبل ادا کرنا مستحب ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا حکم ہے (یہ حدیث سابقہ سطور میں ذکر کی جا چکی ہے)

ثامناً: صدقۂ فطر کی مقدار

سابقہ سطور میں مذکور حدیث کی روشنی میں یہ مسئلہ کشید کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ صدقۂ فطر کی مقدار ایک صاع ہے، تاہم علما کے یہاں اس پیمانہ کی پیمائش میں قدرے پیچیدگی ہے، کچھ سوا دو سیر بتلاتے ہیں تو چند پونے تین سیر اور کچھ دیگر تقریبا تین کیلو، آیئے ذرا اس صاع نبوی کی پیمائش کا اندازہ کیا جائے، تاہم معلوم ہونا چاہئے کہ اس کی پیمائش کی قدیم وحدیث ومعاصر پیمائش سے درج ذیل طریقے ہیں:

(۱) صاع کی مقدار "مُدّ" کے واسطہ سے (۲) صاع کی مقدار گرام کے ذریعہ (۳) صاع کی مقدار ملی لیٹر کے ذریعہ۔

أولاً: صاع کی مقدار "مُدّ" کے توسط سے:

مد نبوی: ایک متوسط آدمی کے متوسط ہاتھ سے چار لپ ہوتا ہے

ثانیاً: رطل

اس رطل کی تحدید میں علما کا اختلاف ہے، رطل بغدادی اور عراقی تقریبا ایک سو اٹھائیس درہم کا ہوتا ہے، موجودہ ماپ کے مطابق ۵۵ حبہ جو کے مطابق ہوگا

ثالثاً: صاع کی مقدار گرام کے حساب سے:

گرام کو درہم سے وزن کیا جائے تو اس پیمائش میں علما کا اختلاف ہے۔

(۱) شرعی درہم 2.97 گرام کا ہوتا ہے۔

(۲) شرعی درہم 3.17 گرام کا ہوتا ہے، تاہم راجح قول پہلا ہے، یعنی ایک درہم 2.97 کا ہوتا ہے لہذا ایک دینار 4.24 گرام کا ہوگا اور اس بنا پر ایک درہم کا وزن ضرب دینے کے بعد یوں ہوگا 4.24X0.7=2.968

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طریقہ پر مد نبوی گرام کے اعتبار سے کچھ یوں ہوگا۔۔

2.97x7|4 128 x1.3=508.75 گرام

کیونکہ ایک رطل ۱۲۸/۷ ۱۲۸ درہم کے مساوی ہوتا ہے اور ایک مد ایک رطل اور ثلث کی مساوی ہے لہذا مذکورہ نتیجہ مطابق حال ہے بنابریں صاع کا وزن کچھ یوں ہوگا۔

5.8.75x4=2.035 یعنی دو کیلو اور پینتیس گرام (دیکھئے: معادلۃ الأوزان والمکاییل الشرعیۃ بالأوزان والمکاییل المعاصرۃ از خطیب فی مجلہ بیت الزکاۃ: ۱۵۸/۹)

بعض علماء نے ایک صاع کا وزن 2173 گرام بتلایا ہے کہ ایک درہم 3.17 گرام کا ہوتا ہے یہ ذہن نشین رہے کہ ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے۔

علامہ ابن باز نے ایک صاع 480 مثقال بتا کر فرنسی ریال کے مطابق 80 ریال قرار دیتے ہوئے سعودی ریال کے حساب سی 192 ریال کے مساوی اور تقریبا تین کیلو قرار دیا ہے (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز: ۲۱۵/۱۴)

رابعاً: صاع کا وزن ملی لیٹر کے حساب سے:

ملی لیٹر سے ناپنے کیلئے صاع کی پیائش انتہائی مشکل امر ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کے کئی طریقے اختیار کئے گئے تاہم اس کے باوجود کچھ نہ کچھ کسر رہ جاتی ہے مگر اتنی سی کسر بہت زیادہ وزنی نہیں ہے درج ذیل طریقوں پر تامل فرمائیں صاع کا وزن سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

طریقہ اول: ملی لیٹر کو معلوم کرنے کیلئے گرام کا وزن ضروری ہے جو 2.35 گرام ہوتا ہے شیخ عبداللہ منصور الغفیلی کے بیان کے مطابق مقالہ نگار خالد السرہید نے اس کی پیائش کی تو اس کا وزن 2430 ملی لیٹر نکلا یعنی متوسط قسم کا گندم دو لیٹر چار سو تیس ملی لیٹر۔

طریقہ دوم: معتدل الخلقت شخص کی لپ کی پیائش:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب میں قائم مقاییس ومواصفات کمیٹی میں ایک مقالہ نگار کی رپورٹ کے مطابق 628 ملی لیٹر کا ایک مد ہوتا ہے لہذا اس اعتبار سے ایک صاع 628x4=2512 ملی لیٹر ہوگا (دیکھئے: تحدید الصاع النبوی: ص/۶۵)

ان دونوں وزن میں اگر موازنہ کیا جائے تو صرف 82 ملی لیٹر کا فرق ہوگا' اور یہ فرق کوئی بہت بڑا فرق نہیں کہلاتا ہے' خاص کر ایسے حالات میں جبکہ اس کا ناپنا انتہائی مشکل ترین امر ہے۔

طریقہ سُوم: وہ مد یا صاع نبوی جو آج تک موجود ہیں اس کے مطابق صاع کا وزن: جن حضرات نے صاع نبوی قرناً عن قرن اور نسلاً بعد نسل دیکھا ہے' ان میں:

(ا) ایک نام عبداللہ بن منصور الغفیلی کا ہے' آں موصوف اس صاع کا پیمانہ جو حضرت زید بن ثابت۔ رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے' اپنے مشائخ کی موثوق روایت سے بیان کرتے ہیں کہ اس کی مقدار 786 ملی لیٹر تھی اس بنا ایک صاع کا وزن: (786x4=3144) ملی لیٹر ہوگا' جب ہم ان وزنوں میں موازنہ کرتے ہیں تو اس موجودہ طریقہ اور دوسرے طریقہ میں 632 ملی لیٹر کا فرق نظر آتا ہے' اور اس وزن اور پہلے طریقہ کے وزن کے مابین (714) ملی لیٹر کا فرق نظر آتا ہے' اور یہ فرق بہت زیادہ ہے۔

لہذا راقم کی اپنی رائے کے مطابق ان اوزان میں مذکورۃ الصدر دو وزن انتہائی اہم ہیں اور انہیں پر عام اعتماد ہونا چاہئے' اور پہلا طریقہ وزن کچھ زیادہ ہی دقیق و باریک اور قابل اعتماد ہے' یعنی: 2430 ملی لیٹر۔

تاسعاً: مستحقین صدقہ فطر

صدقہ فطر کے مستحقین کون ہیں؟ کیا وہی حضرات جو زکاہ کے مستحق ہیں' زکاۃ الفطر کے بھی مستحق وہی ہیں' یا یہ زکاۃ چند طبقوں کے ساتھ خاص ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض علما نے اس کا بھی مصرف وہی بتلایا ہے جو زکاۃ کا مصرف ہے' تاہم راجح قول یہ ہے کہ صدقۂ فطر صرف فقراء اور مساکین کے مابین ہی تقسیم کیا جا سکتا ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے گزشتہ حدیث میں اس کی تخصیص کر دی گئی ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا,,فرض رسول اللہ ﷺ زکاۃ الفطر طھرۃ للصائم من اللغو و الرفث و طعمۃ للمساکین ..'' (مرتخریجہ) یعنی رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر روزہ دار کی پاکی اور مسکینوں کے کھانے کے لئے فرض فرمایا ہے۔ لہذا اس کا مصرف مخصوص ہے' ورنہ یہ کہنے کا کوئی معنی ہی نہیں رہ جاتا ہے اگر کسی نماز عید کے بعد ادا کیا تو اس کا شمار عام صدقات میں ہوگا' شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے شاگرد ارشد امام ابن القیم۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: ''آپ ﷺ کا طریقہ تھا کہ اس صدقۂ فطر کو مسکین کیلئے مخصوص فرماتے تھے' اور آٹھ اقسام جو زکاۃ کے مصارف ہیں ان میں تقسیم نہیں فرماتے تھے' نہ اس کا حکم دیا' نہ کسی صحابی نہ یہ عمل انجام دیا' اور نہ ان کے بعد کسی کا یہ عمل رہا' بلکہ ہمارے نزدیک ایک بات یہ بھی ہے کہ اس کا صرف مسکین کو ہی دینا جائز ہے' اور یہی راجح قول ہے'' (زاد المعاد: ۲/۲۲)

امام شوکانی رحمہ اللہ حدیث'' و طعمۃ للمساکین '' پر گفتگو کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں: ''اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ فطرہ صرف مساکین کو ہی دیا جا سکتا ہے' دوسرے اربابِ مصارفِ زکاۃ کو نہیں'' (نیل الاوطار: ۳/۱۰۲)

علامہ ابن عثیمین مصارفِ زکاۃ الفطر میں اختلافِ علماء ذکر کرنے کے بعد راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صرف فقراء کو دیا جائے یہی صحیح ہے'' (دیکھئے: الشرح الممتع: ۶/۱۸۴)

سعودی عرب کے سابق مفتیٔ اعظم علامہ ابن باز صدقۂ فطر کا مصرف ,,فقراء اور مساکین'' کو قرار دیتے ہیں (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز: ۱۴/۲۱۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا محققین علماء وفقہاء کے ان اقوال کی روشنی میں صدقۂ فطر کا مصرف صرف فقراء ومساکین وضرورتمند ہیں' اسے زکاۃ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے

عاشراً: صدقۂ فطر کیا قیمت میں ادا کی جاسکتی ہے؟

یہ بحث علما' فقہا' اور فضلا کے مابین شدید رد وقدح کا موضوع ہے' اور قدیم و جدید علما ومقالہ نگاران اس پر تحریر کرتے چلے آرہے ہیں' کہ کیا عام زکاۃ یا صدقۂ فطر کی قیمت ادا کی جاسکتی ہے؟ اور کیا یہ ادا ہوجائے گا؟ اور کیا اس کے جواز کی گنجائش ہے؟ یا اس کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں؟

اس سلسلہ میں راقم انتہائی عمیق' سنجیدہ مطالعہ اور علماءِ موثوقین وماہرین سے وفور رابطے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچا وہ درج ذیل ہے:

(ا) عہد نبوی میں صدقۂ فطر کا جو طریقۂ کار تھا وہ صرف جنس اور غلہ دینے کا تھا' گو کہ اس عہد میمون میں روپے پیسے کی بھی کوئی خاص کمی نہ تھی یعنی وہ اتنے بھی کمزور و غریب نہ تھے کہ نقد نہ نکال سکتے تھے' اس اعتراف حقیقت کے باوصف کہ مادہ کی یہ ریل پیل نہ تھی جو اس دور میں دکھائی دیتی ہے' اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مادہ کے پیچھے اس قدر بھی وہ بھاگ دوڑ کرنے والے نہ تھے جو آج کے زمانہ میں دیکھنے کو ملتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری۔ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں: "كنا نخرج زكاة الفطر اذ كان فينا رسول الله ﷺ صاعاً من طعام أو صاعاً من شعيرٍ أو صاعاً من تمرٍ أو صاعاً من زبيبٍ أو صاعاً من أقطٍ فلم نزل نخرجه حتى قدم معاوية المدينة فتكلم فكان مما كلم الناس :انى لأرى مُدّين من سمراء الشام (يعنى القمح) تعدل صاعاً من تمرٍ فأخذ الناس بذلك (قال أبو سعيد:) أما أنا فلا أزال أخرجه كما كنت أخرجه" (بخاری برقم: ۱۵۰۵' مسلم برقم: ۹۸۵) (جب رسول اللہ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجود تھے تو ہم لوگ صدقۂ فطر کھانا' جو' کھجور' کشمش اور پنیر میں سے ایک صاع کے حساب سے نکالا کرتے تھے ہم لوگ یہی نکالتے رہے' یہاں تک کہ حضرت معاویہ مدینہ تشریف لائے' تو انہوں نے لوگوں سے گفتگو کی' تو ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ: میں شام کے دو مد گیہوں کو کھجور کے ایک صاع کے مساوی مانتا ہوں' ابوسعید فرماتے ہیں: جہاں تک میری بات ہے' میں ویسے ہی نکالتا رہا جیسے پہلے نکالا کرتا تھا)

لہذا اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ افضل اور بہتر یہ ہے کہ جنس سے ہی صدقۂ فطر ادا کیا جائے' یہی سنت اور عہد صحابہ میں معمول بہا عمل ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام کا ایک طبقہ اجناس وغلہ جات کے علاوہ کوئی اور دوسری شی کے عدم جواز وعدم کفایت کا قائل ہے' جن میں: امام شافعی' امام مالک' اور ایک قول کے مطابق حنابلہ (رحمہم اللہ) کا یہی موقف ہے۔

(۲) علمائے اسلام کا دوسرا طبقہ ان کا ہے جو علی الاطلاق قیمت دینے کے جواز کے قائل ہیں' جن میں امام ابوحنیفہ' ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل' امام بخاری' امام حسن بن ابوالحسن بصری' امام سفیان ثوری' اور خلیفۂ خامس عمر بن عبد العزیز۔ رحمہم اللہ۔ قابل ذکر ہیں۔

اس لئے کسی اہم نتیجہ تک پہونچنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث ابوسعید پر تامل فرمالیں' اور اس کے لفظ لفظ مطالعہ کر جائیں' تو دوسری حقیقت یہ سامنے آئے گی کہ عہدِ صحابہ میں بنفسِ نفیس ان مذکورہ اجناس سے عدول شروع ہو گیا تھا' اور اس پر عمل بھی ہونے لگا تھا درج ذیل چند حقائق پر انتہائی سنجیدگی سے تامل فرمائیں:

(الف) حضرت امیر معاویہ۔ رضی اللہ عنہ نے جو ایک جلیل القدر' قابل احترام' خال المؤمنین' اور کاتب وحی ہیں' عہدِ صحابہ میں تمام صحابہ کی موجودگی میں خطبہ دیا' اور شام میں پیدا شدہ دو مد گیہوں کو ایک صاع کے مساوی قرار دیا' اور اس پر سوائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوسعید خدری اور کسی نے بھی نکیر نہیں فرمائی' جیسا کہ صحیح بخاری کی تعبیر سے واضح ہے' نیز لفظ ''فأخذ الناس به '' پر بار بار تامل فرمائیں کہ لوگوں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا' حضرت ابوسعید کے اس فرمان پر بھی تامل فرمالیں: ''أما أنا فلا أزال أخرجه كما كنت أخرجه '' (میں وہی نکالتا رہا جو پہلے نکالتا تھا) جو اس بات کی قوی دلیل ہے کہ آں رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور نے اس پر نکیر نہیں فرمائی' بلکہ ''الناس'' کہہ کر یہ واضح فرمادیا' کہ سب نے اس پر عمل کیا' اور بلاشبہ ''الناس'' سے یہاں صحابہ ہی مراد ہیں' نہ کہ کوئی اور' پھر یہ کہنا کہ صحابہ نے حضرت معاویہ کی مخالفت کی' کوئی وزن نہیں رکھتا۔

(ب) اس دلیل کو قوت بخشنے کیلئے حضرت معاذ۔رضی اللہ عنہ' گورنرِ یمن۔کا وہ مقولہ بھی پیشِ نگاہ رکھنا چاہئے' آں رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایتونی بعرض ثیابٍ خمیصٍ أو لبیسٍ مکان الشعیر و الذرة أخذه منکم فانه أیسر علیکم و أنفع للمهاجرین بالمدینة '' (بخاری:۳۳۶/۳) (میرے پاس جو اور مکئی کی جگہ کپڑے اور چادریں لے کر آؤ میں تم سے قبول کرلوں گا' کیونکہ یہ تمہارے لئے آسان ہے' اور مدینہ میں موجود مہاجرین کے لئے بفع بخش بھی) جو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ مذکورہ اجناس چونکہ عہدِ رسول ﷺ میں بکثرت رائج تھے' اس لئے اس کی تعیین فرمائی گئی' بعد میں اس کی جب شدید ضرورت ختم ہوگئی تو اس مدرسہ کے تلامذۂ نبوت نے جنہوں نے آپ ﷺ کے مقتضائے حال کو سمجھا تھا' عدول کرنا روا اور جائز سمجھا اور عدول کیا' لہذا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مذکورہ اجناس وغلہ جات سے عدول کی گنجائش رکھی گئی ہے' یہ مفہوم تو ان حضرات نفوس قدسیہ نے سمجھا جن کے دور و موجودگی میں وحیین (کتاب وسنت) اترا۔

(ج) اس مفہوم کو خلیفۂ خامس اور مبارک دور کے حکمران جناب عمر بن عبد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العزیز۔رحمہ اللہ۔نے بھی سمجھا تھا' اور آں رحمہ اللہ اجناس کے علاوہ دیگر منفعت بخش اشیاء بلکہ درہم و دینار قبول کرتے بھی تھے۔

(د) یہی مفہوم امام المحدثین والمفسرین امام بخاری۔رحمہ اللہ۔نے بھی سمجھا تھا آں رحمہ اللہ نے باب ,,العرض فی الزکاۃ'' (یعنی ایسی عروض کی زکاۃ کیسے ادا ہوگی جو نہ سونا ہو نہ چاندی) قائم فرمایا ہے' جس کے تحت مذکورہ حدیث معاذ ذکر فرمایا ہے' جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان مذکورہ اجناس سے عدول خود صحابۂ کرام کی مقدس جماعت نے کیا' جن کے ایمان کی معتبریت کی شہادت اللہ تعالیٰ نے بنصِ تنصیص عطا فرمائی ہے' اور امام بخاری کے ترجمۃ الباب کے بارے میں کہا جاتا ہے: ''فقه البخاری فی ترجمة الباب'' یعنی امام بخاری کی فقاہت کا اندازہ ان کے ترجمۂ باب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے (فتح الباری: ۵۴/۴)۔

(ھ) اسی مفہوم کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔رحمہ اللہ۔نے بھی سمجھا تھا' آں امام کا یہ قول ملاحظہ فرمائیں جو آں رحمہ اللہ نے زکاۃ کی قیمت کی شکل میں ادا کرنے کے متعلق ایک استفسار پر فرمایا تھا: ''...و الأظهر فی هذا: أن اخراج القيمة لغير حاجة و لا مصلحة راجحة ممنوع منه و لهذا قدر النبی ﷺ الجبران بشأتين أو عشرين درهما و لم يعدل الى القيمة و لأنه متى جوّز اخراج القيمة مطلقاً فقد يعدل الملاك الى أنواع رديئة و قد يقع فی التقويم ضررٌ و لأن الزكاة ميتلها على المواساة و هذا معتبرٌ فی قدر المال و جنسه و أما اخراج القيمة للحاجة أو المصلحة أو العدل فلا بأس به ...'' (مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۸۳/۲۵) یعنی سب سے صحیح بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ بغیر کسی ضرورت یا غیر راجح مصلحت قیمت ادا کرنا ممنوع ہے' اور یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جبران مال کا اندازہ دو بکری یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں درہم سے فرمایا' اور اس لئے بھی کہ اگر علی الاطلاق قیمت کو جائز قرار دیا گیا تو مالک (مال) خراب اقسام (خراب غلہ) بھی دے سکتا ہے' اور ہوسکتا ہے کہ اسے اندازہ کرتے میں نقصان ہو' اور اس لئے بھی کہ زکاۃ کی بنیاد غمخواری پر ہے' اور مال اور جنس مال کے اندازہ کرنے میں اس کا اعتبار کیا گیا ہے' جہاں تک بات رہی قیمت ادا کرنے کی تو ضرورت و مصلحت اور عدل کے پیش نگاہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(و) بعض علما اس سلسلہ میں انتہائی شدت اختیار کر کے غلہ کے علاوہ اور دیگر چیزوں کو ناجائز اور ناکافی سمجھتے ہیں' حالانکہ مذکورہ بالا دلائل اس قول کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ قیمت بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

(ز) اس کتاب کی تیاری کے وقت راقم نے متعدد علماءِ موثوقین و ماہرین سے رابطہ قائم کر کے اس مسئلہ کی تنقیح کی کوشش کی' جو رائیں اس سلسلہ میں موصول ہوئیں اور جہاں تک ہم رابطہ قائم کر سکے' ان کے آراء باہم مختلف تھے۔

(ح) حرمین شریفین یا عمومی طور پر صرف اناج دینے کا رواج یا شدید فتوی ہے' وہاں کے احوال و ظروف خون کے آنسو رلانے والے ہیں' دراصل ہوتا یہ ہے' جن حضرات نے یہ منظر دیکھا ہے' انہیں معلوم ہے کہ ایک فقیر یا مسکین کو جب فطرہ دکان سے خرید کر دیا جاتا ہے' تو وہ فقیر (نہلے پہ دہلا) اسی دکان میں اسی وقت وہ فطرہ بیچ کر مبلغ اور نقد وصول کر لیتا ہے بلکہ فطرہ ادا کرنے کے سامنے یہ سب کھیل ہوتا ہے' سوال یہ ہے کہ کیا یہ مضحکہ خیز امر نہیں ہے؟؟

لہٰذا ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ "أغنوهم عن الطواف في هذا اليوم" پر عمل کرتے ہوئے نقد دے دیا جائے' کم از کم اس فقیر کی خرید و فروخت کی دوری تو کم ہو جائے گی' کہ صدقۂ فطر کا اصل مقصد ہی یہی ہے۔

(ط) اس سلسلہ میں متقدمین و متاخرین نے باہم ایک دوسرے فریق کا جواب دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے' اور اثناءِ تحریر دونوں قسم کے موقف راقم کے سامنے ہیں' اور دونوں فریقوں کی ردو قدح بھی' تاہم راقم متعدد معاصر محققین سے رابطہ اور خود اس امر پر بنفسِ نفیس تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے (واللہ أعلم) جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔ رحمہ اللہ۔ کی ہے' کہ اگر ضرورت وحاجت اس بات کی متقاضی ہے کہ جنس' اناج اور غلہ ہی دیا جائے تو غلہ ہی دینا افضل وبہتر ہے' اور اگر عمومی مصلحت ومفاد' اور عام ضرورت وحاجت نقد ادا کرنے میں ہے' تو نقد ادا کرنے میں کوئی بھی حرج نہیں ہے (ان معاصر محققین میں معروف محقق: شیخ الحدیث: عبید اللہ رحمانی' (صاحب مرعاۃ المفاتیح) حافظ عبداللہ روپڑی' شیخ محفوظ الرحمٰن فیضی (سابق شیخ الجامعہ' جامعہ اسلامیہ فیض عام مئوناتھ بھنجن یوپی)' شیخ مظہر اعظمی (بھی مئو میں ہماری ایک ملاقات میں اس کے قائل تھے' جب میں نے سارے امور کو آنجناب کے سامنے رکھا تھا) شیخ غازی عزیر اور شیخ عزیر شمس (صاحبان تحقیقات أنیقہ) کے نام لئے جاسکتے ہیں)۔

اس سلسلہ میں عدم اجزا (کہ نقد دینا ناکافی ہے) کا فتوی شدت پسندی کی دلیل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عید اور احکامِ عید

اس کتاب کے آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عید کے متعلق چند کا تذکرہ انتہائی اختصار کے ساتھ کر دیا جائے

(۱) نماز عید فرض عین ہے (مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۱۶/۲۳، السیل الجرار: ۳۱۵/۱)

(۲) نماز عید میں خطبہ سے پہلے نماز پڑھنی چاہئے (بخاری: ۹۶۲، مسلم: ۸۸۴)

(۳) نماز عید کی زائد تکبیروں میں رفع یدین کرنا چاہئے (زاد المعاد: ۴۴۱/۱) اس باب میں نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ زائد تکبیروں کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے جیسا کہ حضرت وائل بن حجر کی حدیث سے ثابت ہے (مسند احمد: ۳۱۶/۴، الطیالسی (۱۰۲۱) تمام المنہ: ص ۳۴۹/، علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے) حضرت ابن عمر۔ رضی اللہ عنہما۔ سے بہ سند حسن مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہما رفع الیدین فرماتے تھے، کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہما کے سامنے کو دلیل نہ ہو اور وہ رفع الیدین کرتے ہوں، جبکہ آپ اتباع سنت کے لئے کس قدر حریص تھے، جگ ظاہر ہے (دیکھئے: بخاری معلقا: ۲۲۶/۳، بیہقی: ۲۹۱/۳، المجموع نووی: ۲۶/۵، المغنی: ۳۸۱/۲، الدین الخالص: ۲۳۷/۴، الشرح الممتع: ۱۷۷/۵، فتاوی نور علی الدرب: ۳۵۸/۱۳)

(۴) عیدین کے نماز دو رکعت ہے، پہلی رکعت میں زوائد کے بعد: فاتحہ پھر: کوئی سورت: ق یا الاعلی اور دوسری رکعت میں: سورۃ القمر یا الغاشیہ پڑھنی چاہئے خلاصۃ احادیث)

(۵) نماز عید الفطر ادا کرنے سے قبل زکاۃ الفطر کی ادا کر دینا چاہئے۔

(۶) عید الفطر کا چاند نظر آنے کے بعد سے لے کر نماز عید کی ادائیگی تک تکبیرات بآواز بلند کہنا (سلسلہ صحیحہ ۱۲۰/۱ برقم: ۱۷۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) تکبیر کے الفاظ اس طرح ہیں "الله أكبر ' الله أكبر 'لا اله الا الله 'و الله أكبر و لله الحمد" (ابن ابی شیبہ:۲/۱۶۸' سلسلہ صحیحہ:۱۷۰)

(۸) عید کیلئے نہانا جیسا کہ حضرات صحابہ کے عمل سے مترشح ہوتا ہے۔

(دیکھئے: موطا امام مالک: نمبر:۴۲۶' شافعی: نمبر:۳۷' مصنف عبدالرزاق: نمبر:۵۷۵۴)

(۹) اچھے کپڑے پہننا (دیکھئے: بخاری: برقم:۸۸۶' مسلم:۲۰۶۸)

(۱۰) عیدگاہ نکلنے سے قبل کھجور کھانا (ترمذی برقم:۵۴۲' ابن ماجہ:۱۷۵۶' بسند حسن)

(۱۱) عیدگاہ جانے کیلئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا (بخاری:۹۸۶)

(۱۲) پیدل چل کر عیدگاہ تک جانا اگر ضرورت تو کوئی بات نہیں (صحیح ترمذی:۱/۱۶۴)

(۱۳) عید الفطر کی نماز کیلئے صبح سویرے جانا (شرح السنہ از بغوی:۴/۳۰۲)

(۱۴) عید کیلئے اذان ہے نہ اقامت (مسلم:۸۸۷)

(۱۵) خطبہ عیدین سماعت کرنا

(۱۶) نماز عید بستی سے باہر پڑھنا چاہئے اور:

(۱۸) مرد' عورت (حیض ونفاس والی) اور بچے سب کو عیدگاہ لے جانا چاہئے (بخاری:۹۷۱' و:۹۷۷' مسلم:۸۹۰) بصورت مجبوری نماز عید مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے (المغنی:۳/۲۶۰)

(۱۹) نماز عید کا وقت اشراق کی نماز کا وقت ہے (بخاری تعلیقا:۲/۴۵۶' ابوداود:۱۱۳۵' ابن ماجہ:۱۳۱۷)

(۲۰) ایک دوسرے کو "تقبل الله منا و منك" کہہ کر عید کی مبارکبادی پیش کرنا (فتح الباری:۲/۵۱۷' المغنی:۲/۲۵۹' تمام المنہ: ص ۳۵۴-۳۵۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عید کی چند بدعات اور معاصی

(۱) مسجد یا عیدگاہ میں اجتماعی طور پر تکبیر کہنا' بایں طور کہ ایک شخص بہ آواز بلند کہے اور دوسرے سارے حاضرین یا چند ایک تکبیر کہیں۔

(۲) عید کے دن خصوصیت کے ساتھ قبروں کی زیارت کرنا' حلوہ اور پھول بوٹے وغیرہ قبروں پر ڈالنا۔

(۳) عیدی کارڈ تقسیم کرنا

(۴) عید کے دن خاص طور پر داڑھی منڈانا

(۵) مردوں کا عورتوں سے' اور عورتوں کا مردوں سے اختلاط' اور مصافحہ کرنا

(۶) اس کی آمد پر بے تحاشہ مال خرچ کرنا

(۷) جوا کھیلنا

(۸) کپڑے وغیرہ ٹخنے سے نیچے لٹکانا

(۹) گانا بجانا

(۱۰) کافروں کی مشابہت اختیار کرنا

(۱۱) عورتوں کا بازار وغیرہ میں بے حجاب ٹہلنا اور گھومنا

(۱۲) فقیروں اور مسکینوں کا کوئی خاص خیال نہ کرنا

(۱۳) دوستوں اور رشتہ داروں وغیرہ سے ملاقات نہ کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان کے متعلق موضوع اور ضعیف احادیث

افسوس کہ امت اسلامیہ کے یہاں بعض ان احادیث کا خوب خوب چلن ہے، جو پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی، بعض خطبا، اور شعلہ نوا مقررین بھی ان احادیث کو بیان کر کے خوب خوب رمضان اور صیام کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

(۱) ''لَا تَقُولُوا رَمَضَانَ فَإِنَّ رَمَضَانَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى وَلٰكِنْ قُولُوا: شَهْرُ رَمَضَانَ'' (رمضان نہ کہو کیونکہ رمضان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اسے رمضان کا مہینہ کہو)

حکم: حدیث ضعیف ہے (دیکھئے: ترتیب الموضوعات از ذہبی: ۵۷۰، الفوائد المجموعۃ از شوکانی: (۲۵۱)

(۲) شَهْرُ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ وَ لَا يُرْفَعُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا بِزَكَاةِ الْفِطْرِ'' (رمضان کا مہینہ آسمان و زمین کے مابین معلق (لٹکا) رہتا اور اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچایا جاتا ہے، جب تک صدقۂ فطر ادا نہ کر دیا جائے)

حکم: حدیث ضعیف ہے (العلل المتناہیۃ از ابن الجوزی: ۸۲۴، سلسلہ ضعیفہ ۴۳، فیہ محمد بن عبید بصری وہو مجہول)

(۳) ,,مَنْ صَلَّى فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ رَمَضَانَ الْخَمْسَ الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوضَةَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَضَتْ عَنْهُ مَا أَخَلَّ بِهِ مِنْ صَلَاةِ سُنَّتِهِ'' (جس نے آخری جمعہ میں پانچ نمازیں ایک دن و رات میں ادا کی، تو اس کی جتنی نمازیں سال بھر خلل انداز ہوئی ہیں اس کیلئے قضا ہے)

حکم: موضوع (خانہ ساز) ہے (الفوائد المجموعۃ: از شوکانی: ۱۵۷)

(۴) ,,مَنْ أَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ يَوْمًا مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَ لَا عُذْرٍ كَانَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ أَنْ يَصُوْمَ ثَلَاثِيْنَ يَوماً وَ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمَيْنِ كَانَ عَلَيْهِ سِتُّوْنَ يَوْماً وَ مَنْ أَفْطَرَ ثَلَاثاً كَانَ عَلَيْهِ تِسْعُوْنَ يَوْماً "(جس شخص نے رمضان کا ایک روزہ بغیر عذر اور رخصت ترک کر دیا تو اس پر تیس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے' اور جس نے دو دن کے روزے ترک کر دئے تو اس پر (۶۰) دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے' اور جس نے تین دن کے روزے چھوڑے تو اس پر (۹۰) دن کے روزے رکھنے ضروری ہیں)

حکم: یہ حدیث ضعیف ہے (الفوائد المجموعۃ (۲۷۶) الموضوعات از ابن الجوزی (۱۹۷/۲' میزان الاعتدال: ۶۷۸/۲' برقم: ۵۳۱۰)

(۵) صُوْمُوْا تَصِحُّوْا وَ سَافِرُوا تَغْنَمُوْا "(روزہ رکھا کرو' صحت مند رہو گے' اور سفر کیا کرو مال غنیمت ہاتھ آئے گا)

حکم: حدیث ضعیف ہے (سلسلہ ضعیفہ البانی (۲۵۳' مشکلۃ الفقر: ۳۵)

(۶) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَه فَرِيْضَةً وَ قِيَام ليله تطوعا ومن تقرب فيه بخصلةٍ من الخير كان كمن أدى فريضة فيما سواه و من أدى فيه فريضة كان كمن أدى سبعين فريضة فيما سواه و هو شهر الصبر و الصبر ثوابه الجنة و شهر المواساة و شهر يزداد فيه رزق المؤمن من فطر فيه صائماً كان مغفرة لذنوبه و عتق رقبته من النار و كان له مثل أجره من غير أن ينتقص من أجره شيء قالوا ليس كلنا نجد ما يفطر الصائم فقال: يعطى الله هذا الثواب من فطّر صائماً على تمرةٍ أو شربة ماءٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أو مذقة لبن و هو شهر أوله رحمة و أوسطه مغفرة وأخره عتق من النار من خفف عن مملوكه غفر الله له و أعتقه من النار و استكثروا فيه من أربع خصال خصلتين ترضون بهما ربكم و خصلتين لا غنى بكم عنهما فأما الخصلتان اللتان ترضون بهما ربكم فشهادة أن لا اله الا الله و تستغفرونه و أما اللتان لا غنى عنكم عنهما فتسألون الله الجنة و تعوذون به من النار و من أشبع فيه صائما سقاه الله من حوضي شربة لا يظمأ حتى يدخل الجنة "(حضرت سلمان فارسی۔رضی اللہ عنہ۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تمہارے اوپر ایک مبارک اور عظیم الشان مہینہ سایہ فگن ہے جس میں ایک رات (کی عبادت) ہزار رات (کی عبادت) سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض قرار دیے ہیں قیام اللیل نفلی جو اس میں نفلی ادا کرے گا وہ فرض کے برابر ہوگا اور فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے غمخواری کا مہینہ ہے وہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کی روزیاں بڑھا دی جاتی ہیں جس نے اس میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو یہ اس کے گناہوں کی بخشش اور گلو خلاصی جہنم کا ذریعہ ہے اور اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا روزہ دار کو بغیر اس کے کہ روزہ دار کا ثواب کچھ کم ہو صحابہ نے عرض کیا: ہم میں سے ہر شخص تو روزہ افطار نہیں کرا سکتا ہے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص کو دے گا جو کسی روزہ دار کو ایک کھجور ایک گھونٹ پانی یا دودھ کے ایک گھونٹ سے افطار کرائے گا وہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت کا دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے جس نے اپنے غلام سے ہلکا کام لیا تو اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جہنم سے آزاد فرمادے گا اور تم اس میں چار اعمال خوب جتن سے کرو۔دو خصلتیں ایسی ہیں جن سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب راضی ہوتا ہے اور دو خصلتیں ایسی ہیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے' پہلی دو خصلتوں میں ایک خصلت یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دو اور استغفار کرو دوسری دو خصلتوں میں پہلی خصلت یہ ہے کہ تم اللہ سے جنت مانگو اور جہنم سے اس کی پناہ پکڑو اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پانی پلائے گا کہ اس کے بعد وہ پیاسا نہیں ہوگا یہاں تک جنت میں پہنچ جائے گا جا")

حکم: حدیث منکر ہے (العلل از ابن ابی حاتم ۱/۲۳۹' سلسلہ ضعیفہ ح:۸۷۱)

(۷) "لیتقه الصائم" (روزہ دار کو اس (سرمہ) سے بچنا چاہئے)

حکم: حدیث منکر ہے (مجموع الفتاوی: ۲۵/۲۲۳' الصیام از ابن تیمیہ: ص ۲۹' نیز سلسلہ ضعیفہ ح:۱۰۱۴)

(۸) "اللهم بارك لنا في رجب و شعبان و بلغنا رمضان" (اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان میں برکت دے اور رمضان تک پہنچا دے)

حکم: حدیث ضعیف ہے (میزان الاعتدال: ۳/۹۶' ضعیف الجامع البانی ح:۴۳۹۵)

(۹) "أتاكم رمضان شهر بركة يغشاكم الله فيه فينزل الرحمة و يحط الخطايا و يستجيب فيه الدعاء و ينظر الله تعالى الى تنافسكم فيه و يباهي بكم ملائكته فأروا الله من أنفسكم خيرا فان الشقي من حرم فيه رحمة الله عزو جل" (تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آیا ہے' جو برکت کا مہینہ ہے' جس میں اللہ تعالیٰ ڈھانپ لیتا ہے اور اپنی رحمت نازل فرماتا' گناہوں کو مٹا دیتا' دعائیں قبول کرتا اور اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے نیک اعمال میں سبقت کو دیکھتا ہے اور اپنے فرشتوں کے پاس فخر کرتا ہے لہٰذا تم اللہ کو خیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دکھلاؤ' کیونکہ محروم وہ ہے جو اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم رہے)

حکم: حدیث ضعیف ہے (ضعیف الترغیب ح/۵۲۹)

(۱۰)''الصیام نصف الصبر''(روزہ آدھا صبر ہے)

حکم: حدیث ضعیف ہے (ضعیف الجامع ح/۲۶۷۲)

(۱۱)''أعطیت أمتی فی شهر رمضان خمساً لم یعطهن نبی قبلی أما واحدةٌ فإنه إذا کان أول لیلة من شهر رمضان ینظر الله عز وجل الیهم و من نظر الله الیه لم یعذبه أبداً و أما الثانیة فان خلوف فم الصائم أطیب عند الله من ریح المسك و أما الثالثة فان الملائکة تستغفر لهم فی کل یومٍ و لیلةٍ و أما الرابعة فان الله عز و جل یأمر جنته فیقول لها:استعدی و تزینی لعبادی أو شك أن یستریحوا من تعب الدنیاالی داری و کرامتی و أما الخامسة فانه اذا کان أول لیلة غفر الله لهم جمیعاً فقال رجلٌ من القوم :أهی لیلة القدر ؟فقال:لا'ألم تر الی العمال یعملون فاذا فرغوا من أعمالهم وفوا أجورهم ''(مجھے رمضان میں پانچ خصلتیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے قبل کسی دوسرے نبی کو نہیں ملی'ایک یہ کہ رمضان کی پہلی رات اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھتا ہے'اور اللہ جس کی طرف دیکھے اسے کبھی عذاب سے دوچار نہیں کرے گا' دوسرا:روزہ دار کے منہ کی بدبو مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے'تیسرا:ہر دن و رات فرشتے ان کی مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں'چوتھا:اللہ تعالیٰ جنت کو حکم دیتا اور اس سے فرماتا ہے:تیار ہو جاؤ'اور میرے بندوں کیلئے خوبصورت بنو(زینت اختیار کرو)قریب ہے کہ وہ دنیا کی تکان سے میرے گھر اور کرامت کی طرف آرام کیلئے دوڑ پڑیں'پانچواں:جب پہلی رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت معاف فرما دیتا ہے'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک آدمی نے کہا: کیا یہ شب قدر ہے؟ فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب بندے اپنے اعمال مکمل کر لیتے ہیں، تو انہیں پورا پورا بدلہ دیا جاتا ہے۔

حکم: حدیث ضعیف ہے (ضعیفہ ح:۵۰۸۱، مشکاۃ ح:۱۹۰۹) (ہشام بن ابو ہشام ضعیف اتفاقاً)

(۱۲) دعاء افطار: ''اللهم لك صمت و على رزقك أفطرت''

حکم: حدیث ضعیف ہے (الفتوحات الربانیۃ: ۳۴۰/۴، النکت الظراف: ۱۳/ ۳۹۱، مشکاۃ المصابیح: برقم: ۱۹۹۴، ضعیف الجامع برقم: ۶۳۱)

(۱۲) ''خمس يفطرن الصائم و ينقض الوضوء: الكذب و النميمة و الغيبة و النظر بشهوة و اليمين الكاذبة

(پانچ چیزوں سے روزہ اور وضوء ٹوٹ جاتا ہے، جھوٹ، چغل خوری، غیبت، شہوت سے دیکھنا، اور جھوٹی قسم)

حکم: موضوع (من گھڑت) ہے (جامع الاحادیث برقم: ۱۱۹۹۳، اللآلی المصنوعۃ: ۱۰۶/۲، سلسلہ ضعیفہ: ۱۷۰۸)

(۱۳) ''لاتزال أمتي بخيرٍ ما أخروا السحور و عجلوا الفطر''

(میری امت کے لوگ ہمیشہ خیریت سے رہیں گے جب تک سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرتے رہیں گے) (واضح رہے کہ ''افطار میں جلدی'' والی روایت صحیح ہے)

حکم: حدیث منکر ہے (الاباطیل و المناکیر و الصحاح و المشاہیر (۱۵۱) الفوائد المجموعۃ (۲۵۰) اللآلی المصنوعۃ: ۹۰/۲)

(۱۴) من اعتكف عشراً في رمضان كان كحجتين و عمرتين''

(جس نے رمضان میں دس دن کا اعتکاف کیا، تو یہ اس کیلئے دو حج اور دو عمرے کے برابر ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم: موضوع (من گھڑت) ہے سلسلہ ضعیفہ (۵۱۸) ضعیف الجامع (۵۴۵۱)

(۱۵) ''کان یصلی فی شهر رمضان فی غیر جماعةٍ بعشرین رکعة و الوتر '' (ماہِ رمضان میں بغیر جماعت کے وتر کے ساتھ بیس رکعات ادا فرماتے تھے)

حکم: موضوع (من گھڑت) ہے (سلسلہ ضعیفہ: ۵۶۰)

(۱۶) ''ان لله تبارك و تعالى ليس بتارك أحداً من المسلمين صبيحة أول يوم من شهر رمضان الا غفر له '' (اللہ تعالیٰ رمضان کے پہلے دن کسی مسلمان کو بھی بغیر معاف کیے نہیں چھوڑتا۔ یعنی سب کو معاف فرما دیتا ہے)

حکم: موضوع (من گھڑت) ہے (العلل المتناہیہ (۸۷۷) الفوائد المجموعہ (۷) تنزیہ الشریعہ (۲۴) سلسلہ ضعیفہ (۲۹۶)

(۱۷) ''صائم رمضان فی السفر کالمفطر فی الحضر '' (سفر میں روزہ رکھنے والا حضر میں روزہ توڑنے والے کی طرح ہے)

حکم: حدیث منکر ہے (ابن ماجہ: سلسلہ ضعیفہ: ۴۹۸)

(۱۸) ''نوم الصائم عبادة و صمته تسبيحٌ و عمله مضاعف و دعاؤه مستجاب'' و ذنبه مغفور '' (روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور اس کا خاموش رہنا تسبیح اور اس کا عمل دوگنا اس کی دعا مستجاب اور اس کی خطائیں مغفور ہیں)

حکم: حدیث ضعیف ہے (ضعیف الجامع: ۴۷۷۲)

(۱۹) ''من أدرك رمضان و عليه من رمضان شيءٌ لم يقضه لم يتقبل منه ' و من صام تطوعاً و عليه من رمضان شيءٌ لم يقضه ' فانه لا يتقبل منه حتى يصومه '' (جس نے رمضان پایا اور اس پر گزشتہ رمضان کا بقایا ہے جس کی قضا اس نے نہیں کی ہے تو اس کا روزہ قبول نہیں ہوگا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس نے نفلی روزہ رکھا' اور اس پر گزشتہ رمضان کا بقایا ہے' تو اس کا روزہ اس وقت تک مقبول نہیں' جب تک اس کی قضا نہ کر لے)

حکم: حدیث ضعیف ہے (ضعیف الجامع: ۵۳۷۶)

(۲۰)"لو يعلم العباد ما في رمضان لتمنت أن يكون رمضان السنة كلها" (اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ رمضان میں کیا ہے تو وہ تمنا کرنے لگیں کہ سارا سال رمضان ہو جائے)

حکم: حدیث ضعیف ہے (ابو یعلی: ۹/۱۸۰' وقال: فی سندہ جریر بن أیوب ضعیف' وابن خزیمہ ح: (۱۸۸۶) وقال: "ان صح الخبر")

(۲۱)"اني رأيت البارحة عجباً ..رأيت رجلاً من أمتي يلهث عطشاً كلما ورد حوضا منع و طرد فجاء ه صيامه فسقاه و أرواه" (کل رات میں نے ایک عجیب چیز دیکھی' میں نے اپنی امت کے ایک فرد کو دیکھا' کہ بھوک سے ہانپ رہا ہے' جب جب کسی حوض کے پاس آتا ہے' اسے منع کر دیا جاتا' اور بھگایا دیا جاتا ہے' چنانچہ اس کا روزہ اس کے پاس آئے گا اور اس کی پیاس بجھائے گا)

حکم: حدیث ضعیف ہے (امالی بن بشران (۲۴۹) سلسلہ ضعیفہ (۷۱۲۹) ضعیف الجامع (۴۸۹۶)

(۲۲)الصائمون ينفخ من أفواههم ريح المسك و يوضع لهم مائدة تحت العرش" (روزہ دار کے منہ سے مشک کی خوشبو پھوٹتی ہے' اور اور (روز قیامت) عرش کے نیچے ان کے لئے دستر خوان لگایا جائے گا)

حکم: حدیث ضعیف ہے (الدر المنثور: ۱/۱۸۲)

(۲۳)"ان الجنة لتزخرف و تنجد من الحول الى الحول لدخول رمضان فتقول الحور العين :يا رب !اجعل لنا في هذا الشهر من عبادك أزواجاً" (جنت ایک سال تک رمضان کی آمد میں سجایا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنوارا جاتا ہے اور حور عین کہتی ہے اے میرے رب! اس ماہ میں اپنے بندوں میں میرے لئے شوہر منتخب فرما)

حکم: حدیث منکر ہے (المعجم الاوسط (۳۶۸۸) کنز العمال (۲۳۷۱۲) مجمع الزوائد (۴۷۹۶) وفیہ المبیاح بن بصطام وہو ضعیف' سلسلہ ضعیفہ: ۱۳۲۵)

(۲۴) ''من صلی العشاء الآخرة فی جماعة فی رمضان فقد أدرك لیلة القدر '' (جس نے رمضان میں باجماعت عشاء کی نماز پڑھی اس نے شبِ قدر پالیا)

حکم: حدیث ضعیف ہے (ابن خزیمہ (۲۱۹۵)' ضعیف الترغیب (۳۳۷۰) (وفی سندہ عقبہ بن ابوالحسناء وہو ضعیف)

(۲۵) ''کان اذا دخلت العشر اجتنب النساء و اغتسل بین الأذانین و جعل العشاء سحورا'' (جب آخری عشرہ آجاتا تو آپ ﷺ عورتوں سے کنارہ کش ہوجاتے اور دونوں اذان کے مابین غسل فرماتے' عشا کو سحری کرتے' یعنی: سحری کے وقت عشا کا کھانا کھاتے)

حکم: حدیث منکر ہے (لطائف المعارف از ابن رجب تحقیق: عامر یاسین' قال: فیہ نہشل: متہم متروک' وفیہ حفص بن واقد قال ابن عدی فیہ: ہذا الحدیث من أنکر ما رأیت لہ ص/۴۲۱)

(۲۶) ''من صام رمضان و شوال و الأربعاء و الخمیس دخل الجنة'' (فیہ راوٍ لم یسمّ) (جس نے رمضان' شوال' بدھ اور جمعرات کے روزے رکھے وہ جنت میں جائے گا)

حکم: حدیث ضعیف ہے شعب الایمان (۳۸۷۰)

(۲۷) ''لا تکتحل بالنهار و أنت صائم'' (روزہ رکھ کر دن میں سرمہ مت لگاؤ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم: حدیث منکر ہے (ابوداؤد ح:(۲۳۷۷)

(۲۸)''ذاكر الله فى رمضان مغفور له ''(رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا بخشایا ہے)

حکم: حدیث ضعیف ہے(الجامع الصغیر از سیوطی ح:(۴۳۱۲)' وفی سندہ ہلال بن عبدالرحمٰن وہو ضعیف)

(۲۹)''استعينوا بطعام السحر على صيام النهار و بالقيلولة على قيام الليل ''(فیہ زمعہ بن صالح وسلمہ بن وہرام وہما ضعیفان)(سحری کھا کر دن کے روزے رکھنے میں اور قیلولہ کر کے قیام اللیل میں مدد حاصل کرو)

(۳۰)''من أفطر يوما من رمضان من غير عذرٍ لم يجزء ه صيام الدهر كله و لو صامه ''(جس نے رمضان کا ایک روزہ بغیر عذر کے ترک کر دیا' سال بھر روزہ رکھتا رہے' اس کے لئے ناکافی ہے)

حکم: حدیث ضعیف ہے(ابو داؤد ح:(۲۳۹۶)ترمذی ح(۷۲۳)' وقال: لانعرفه الامن هذا الوجه وقال: سمعت محمداً۔یعنی البخاری۔یقول: فی سندہ أبوالمطوس ولا أعرفه غير هذا الحديث' وقال ابن حجر فی فتح الباری:۴/۱۶۱''تفرد به أبوالمطوس ولا أدرس أسمع من أبی ہریرہ أم لا'')

(۳۱)''ثلاثةٌ لا يُفطِرْن الصائم: الحِجَامة و القيء و الاحتلام '' (تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا: پچھنا لگوانا' قی' اور احتلام)

حکم: حدیث ضعیف ہے (ضعیف ترمذی ح(۷۱۹)

(۳۲)''تحفة الصائم الدهن و المِجمَر ''(روزہ دار کا تحفہ تیل اور آگ (دھواں) ہے)

حکم: حدیث ضعیف ہے(ضعیف ترمذی ح(۸۰۱)وفی سندہ سعد بن طریف و ہو ضعیف)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳۳)''ان لله فی کل لیلة ستمائة ألف عتیق من النار فاذا کان أخر لیلة أعتق الله بعدد ما مضی ''(اللہ تعالیٰ ہر رات چھ ہزار گردنیں جہنم سے آزاد کرتا ہے اور جب آخری رات ہوتی ہے تو گزشتہ تعداد کے مطابق آزاد کرتا ہے)

(۳۴)''خصاء أمتی الصیام ''(میری امت کا خصی ہونا روزہ کی شکل میں ہے)

حکم: حدیث ضعیف ہے (مشکاۃ المصابیح ۱/۲۲۵)

(۳۵)''من قام لیلتی العیدین محتسبًا لله لم یمت قلبه یوم تموت القلوب ''(جس نے عیدین کی راتوں میں ثواب کی نیت سے شب بیداری کی تو اس دن اس کا دل نہیں مرے گا جس دن بہت سارے دل مردہ ہوں گے)

حکم: حدیث ضعیف جدا ہے (ابن ماجہ (۳۹۵) ضعیفہ: (۵۲۱) و: ۵۱۶۳) وفیہ بقیہ مدلس وقد عنعن فالحدیث ضعیف کما قال العراقی فی: تخریج الاحیاء: ۱/۳۲۸)

(۳۶)''لیس فی الصوم ریاء''()(روزہ میں ریا نہیں ہے)

(۳۷)''صیام رمضان بالمدینة کصیام ألف شهر فیما سواه''
(مدینہ میں روزہ رکھنا دوسری جگہ کے مقابلے میں ایک ہزار روزوں سے بہتر ہے)

حکم: حدیث ضعیف ہے (موسوعۃ الاحادیث والآثار الضعیفہ والموضوعۃ (۱۳۴۳۶) اللطیفہ: (۵۰)

(۳۸)''سید الشهور شهر رمضان و أعظمها حرمة ذو الحجة ''
(ماہِ رمضان تمام مہینوں کا سردار اور حرمت کے اعتبار سے ماہِ ذوالحجہ سب سے عظیم تر ہے)

(۳۹)''ان فی السماء ملائکة لایعلم عددهم الا الله فاذا دخل رمضان استأذنوا ربهم أن یحضروا مع أمة محمدٍ ﷺ صلاة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

التراویح "(آسمان میں اس قدر فرشتے ہیں جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' چنانچہ جب رمضان آتا ہے' تو وہ سب اللہ سے اجازت لے کر امت محمد ﷺ کے ساتھ نمازِ تراویح میں شرکت کرتے ہیں)

(۴۰)"الصائم فی عبادة ما لم یغتب "(روزہ دار عبادت میں ہوتا ہے' جب تک وہ غیبت نہیں کرتا ہے)

حکم: حدیث ضعیف ہے (سلسلہ ضعیفہ:۱۸۲۹' ضعیف الجامع:۳۵۳۰)

(۴۱)الصائم فی عبادة و ان کان نائماً علی فراشه "(روزہ دار عبادت میں ہوتا ہے' گو کہ وہ اپنے بستر پر ہی سویا ہوا ہو)

حکم: حدیث ضعیف ہے (سلسلہ ضعیفہ:۶۵۳' ضعیف الجامع:۳۵۳۰)

(۴۲)الصائم فی عبادة من حین یصبح الی أن یمسی اذا قام قام و اذا صلی صلی و اذا نام نام و اذا أحدث أحدث فاذا اغتاب خرق صومه "(روزہ دار صبح سے شام تک عبادت میں ہوتا ہے' جب قیام کرتا ہے' تو قیام میں ہوتا ہے' اور جب نماز ادا کرتا ہے' تو نماز میں ہوتا ہے' اور ناپاک ہوتا ہے' تو ناپاک ہوتا ہے' چنانچہ جب غیبت کر لیتا ہے' اس کے روزہ میں شگاف پڑ جاتا ہے)

حکم: موضوع (من گھڑت) ہے (سلسلہ ضعیفہ:۳۷۹۰)

(۴۳)"أي الصوم أفضل بعد رمضان ؟فقال:شعبان لتعظیم رمضان قیل:فأي الصدقة أفضل؟قال:صدقة فی رمضان "(رمضان کے بعد سب سے بہتر روزہ کونسا ہے؟ فرمایا: رمضان کی تعظیم کی وجہ سے شعبان کا' عرض کیا گیا: کونسا صدقہ سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: رمضان میں صدقہ کرنا)

حکم: حدیث ضعیف ہے (ضعیف ترمذی ح:۶۶۳)

(۴۴)"من أدرك شهر رمضان بمكة فصامه و قام منه ما تیسر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كتب الله له مأة ألف شهر رمضان فيما سواه "(جس نے مکہ میں ماہِ رمضان پا کر اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق صیام وقیام کا اہتمام کیا' تو اس کے لئے ایک لاکھ ماہِ رمضان کا ثواب لکھا جاتا ہے)

حکم: موضوع (من گھڑت) ہے (ابن ماجہ: ۳۱۱۷' ضعیف الترغیب والترہیب: ۵۸۵' سلسلہ ضعیفہ: ۸۳۲)

(۴۵)"رجب شهر الله و شعبان شهري و رمضان شهر أمتي "

(رجب اللہ کا مہینہ' شعبان میرا مہینہ' اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے)

حکم: موضوع (من گھڑت) ہے (کشف الخفاء ح: ۱۳۵۸)' الموضوعات از ابن الجوزی ۲/ ۴۳۷' سلسلہ ضعیفہ: ح/ ۲۵۶۵)

(۴۶)"اذا كان أول ليلةٍ من شهر رمضان نادى الله تبارك و تعالى رضوان خازن الجنة يقول:يارضوان !فيقول:لبيك و سعديك فيقول زين الجنان للصائمين و القائمين من أمة محمد ﷺ ثم لاتغلقها حتى ينقضي شهرهم فاذا كان اليوم الثاني أوحى الله مالك خازن النار ياماالك ! أغلق أبواب النيران عن الصائمين و القائمين من أمة محمد ﷺ ثم لاتفتح حتى ينقضي شهرهم و اذا كان اليوم الثالث أوحى الله الى جبريل !يا جبريل !اهبط الى الأرض فغل على مردة الشياطين و عتاة الجن كى لايفسدوا على عبادى صومهم ثم قال ﷺ:ان لله ملكا تحت العرش و رجلاه في تخوم الأرض السابعة السفلى له جناحان أحدهما بالمشرق و الآخر بالمغرب أحدهما من ياقوت أحمر و الآخر من زبرجد أخضر ينادى كل ليلةٍ من شهر رمضان هل من تائبٍ يتاب عليه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هل من مستغفرٍ فيغفر له هل من صاحب حاجةٍ فيسعف لحاجته يا طالب الخير!أبشر و يا طالب الشراقصر و أبصر ثم قال:ألا و ان لله عز و جل فى كل ليلةٍ عند السحر و الافطار سبعة آلاف عتيق من النار قد استوجبوا العذاب من رب العالمين قال:فاذا كان ليلة القدر يهبط جبريل فى كبكبةٍ من الملائكة له جناحان أخضران منظومان بالدر و الياقوت لاينشرهما جبريل فى كل سنةٍ الا ليلة واحدة و ذلك قوله تعالى :﴿تنزل الملائكة و الروح فيهاباذن ربهم ﴾أما الملائكة فمن تحت سدرة المنتهى و أما الروح فهو جبريل فيمسح بجناحيه يسلم على القائم و النائم و المصلى من فى البر و من فى البحر :السلام عليك يا مؤمن ! السلام عليك يا مؤمن!حتى اذا طلع الفجر صعد جبريل و معه الملائكة فيتلقها أهل السماوات فيقولون يا جبريل! ما فعل الرحمن بالصائمين شهر رمضان فيقول جبريل خيراً ثم يسجد جبريل و من معه من الملائكة فيقول الجبار عز و جل :يا ملائكتى !ارفعوا رؤوسكم انى قد غفرت للصائمين بشهر رمضان الا من أبى أن يسلم عليه جبريل قال جبريل عليه السلام !لايسلم فى تلك الليلة على مدمن خمرٍ و لاعشارٍ و لاساحرٍ و لاصاحب كوبةٍ و لاعرطبة و لاعاق لوالديه ثم قال:فاذا كان يوم الفطر نزلت الملائكة فوقفت على أفواه الطرق يقولون يا أمة محمد ﷺ اغدوا الى ربٍ كريمٍ فاذا صاروا على المصلى نادى الجبار فقال:يا ملائكتى ما جزاء الأجير اذا فرغ من عمله قالوا:ربنا جزاء ه أن يوفى أجره قال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فان هؤلاء عبادی و بنوا عبادی أمرتهم بالصيام فصاموا فأطاعوني و قضوا فريضتي قال :فنادی منادٍ يا أمة محمد ارجعوا راشدين قد غفر لكم"

(جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کے چوکیدار رضوان کو بلاتا اور فرماتا ہے: رضوان: چوکیدار جنت جواب میں عرض کرتا ہے: حاضر ہوں میں اے اللہ حاضر ہوں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: امت محمد ﷺ میں سے جو لوگ صیام وقیام کا اہتمام کرتے ہیں' ان کیلئے جنت کو سنوارو' اور انہیں بند مت کرنا' یہاں تک کہ ان کا مہینہ ختم ہو جائے' پھر جب دوسرا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جہنم کے چوکیدار کو آواز دیتا ہے' جنتوں کوائے مالک! امت محمد ﷺ کے صیام قیام کا اہتمام کرنے والوں کیلئے جہنم کو بند کردو' اور اس وقت تک بند نہیں کرنا جب تک ان کا مہینہ ختم نہ ہو جائے' جب تیسرا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبریل کو وحی کرتا ہے' جبریل! زمین پر اتر جاؤ' اور جتنے سرکش شیطان اور بدمعاش جن ہیں' سب پر بیڑیاں چڑھا دو' تاکہ ہمارے بندوں کے روزے خراب نہ کرسکیں' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے جو عرش کے نیچے رہتا ہے' اور اس کے پاؤں زمین کے ساتویں تہوں میں ہوتے ہیں' اس کے دو پر ہیں' ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں' ایک لال یاقوت کا' اور دوسرا زبرجد کا ہے' جو رمضان کی ہر رات منادی کرتا ہے: ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ کہ اس کی توبہ قبول کرلی جائے' کون ہے معافی کا خواستگار؟ کہ اس کو معافی کا پروانہ دیا جائے' ہے کوئی ضرورت مند کہ اس کی ضرورت پوری کی جاسکے' خیر کے طلب گار خوش ہو جاؤ' اور بد خواہ اب تم رک جاؤ' پھر فرمایا: سنو! افطار کے وقت اللہ تعالیٰ ہر رات سات ہزار لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے' جن کے سلسلہ میں جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے' جب شب قدر ہوتی ہے' تو حضرت جبریل فرشتوں کی جھرمٹ میں اترتے ہیں جن کے دو سبز پر ہیں'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو یاقوت و موتیوں سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں' ان دونوں کو صرف شب قدر ہی میں وہ پھیلاتے ہیں' یہی اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''فرشتے اور روح (جبریل) اترتے ہیں اللہ کے حکم سے'' میں مراد ہے' فرشتے سدرہ کے نیچے سے اور روح سے جبریل مراد ہیں' اپنے دونوں پروں سے پونچھتے ہیں' تمام قیام ونوم ونمازی سے گزرتے ہیں جو خشکی میں ہیں' اور جو سمندر میں ہیں' عرض کرتے ہیں: مؤمن تم پر سلامتی ہو' دو بار' چنانچہ جب فجر طلوع ہوتا ہے' جبریل اور ان کے ساتھ موجود فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں' آسمانوں والے ان مل کر سوال کرتے ہیں: جبریل! رحمٰن (اللہ) نے روزہ داروں کے ساتھ کونسا معاملہ فرمایا؟ جبریل فرماتے ہیں' خیر کا' پھر جبریل اور ان کے ساتھ موجود سب فرشتے سجدے میں جا گرتے ہیں' جبار عزوجل (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: فرشتو! اپنا سر اٹھاؤ' میں نے رمضان کے روزہ داروں کو بخش دیا' الا یہ کہ جس نے جبریل سے سلام کرنے سے انکار کیا' جبریل علیہ السلام اس رات ہر اس شخص کو سلام کرتے ہیں جو شراب خور' ٹیکس وصول کرنے والا' ساحر' شطرنج کھیلنے والا یا بجانے والا' اور ماں باپ کا نافرمان نہ ہو' پھر فرمایا: جب عید کا دن ہوتا ہے فرشتے اتر کر راستوں کے سروں پر فوج کشی کر لیتے اور عرض کرتے ہیں: امت محمد ﷺ! اپنے رب کریم کی طرف لوٹ جاؤ' اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کر کے پکارتا ہے: فرشتو! جب مزدور اپنے عمل سے فارغ ہو جائے' تو اس کا کیا بدلہ ہونا چاہئے؟ فرشتے کہتے ہیں: پروردگار! اس کا بدلہ تو یہ ہے کہ اسے پورا پورا بدلہ ملنا چاہئے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے بندے اور میرے بندوں کی اولاد ہیں' جنہیں ہم نے روزہ کا حکم دیا اور انہوں نے پورا کر کے دکھا دیا' میری اطاعت کی' اور میرے فرض کئے ہوئے امور کو انجام دیا' کہتے ہیں: پھر ایک منادی اعلان کرتا ہے: امت محمد ﷺ! ہدایت یاب (بامراد) لوٹ جاؤ' تمہارے گناہ بخش دئے گئے''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم: موضوع (من گھڑت) ہے (العلل المتناہیۃ ح/۸۷۹)

(۴۷) ''لکل شیءٍ زکاۃٌ و زکاۃ الجسد الصوم ''(ہر چیز کی زکاۃ ہوا کرتی ہے اور بدن کی زکاۃ روزہ ہے)

حکم: ضعیف: (العلل المتناہیۃ: ح/۸۸۵، الفوائد المجموعۃ ح/۱۱، ضعیف ابن ماجہ ح/۳۴۱، ضعیف الترغیب ح:۵۷۹، سلسلہ ضعیفہ:۱۳۲۹)

(۴۸) ''من صامَ صبیحۃ یوم الفطر فکأنما صام الدھر ''(عید الفطر کے دن جس نے روزہ رکھا گویا اس نے پوری عمر روزہ رکھا)

حکم: موضوع ہے (العلل المتناہیۃ ح/۸۹۹)

(۴۹) ''لیس لیوم فضلٌ علی یوم فی الصیام الا شھر رمضان و یوم عاشوراء ''(روزہ کے سلسلہ میں سوائے رمضان اور عاشوراء کسی دن کی کوئی فضیلت نہیں ہے)

حکم: حدیث منکر ہے (سلسلہ ضعیفہ ح/۲۸۵)

(۵۰) ,,ان اللہ أمر نوحاً بعمل السفینۃ فی رجب و أمر المؤمنین الذین معہ بصیامہ ''(اللہ تعالیٰ نے نوح۔علیہ السلام۔کو ماہِ رجب میں کشتی بنانے کا حکم دیا اور ان کے ساتھ تمام مومنین کو روزہ رکھنے کا حکم دیا)

حکم: موضوع ہے (الفوائد المجموعۃ ح/۴۴۰)

(۵۱) ''رَمَضَانُ بِالْمَدِیْنَۃِ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ رَمَضَانَ فِیْمَا سِوَاھَا مِنَ الْبُلْدَانِ وَ جُمُعَۃٌ بِالْمَدِیْنَۃِ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ جُمُعَۃٍ فِیْمَا سِوَاھَا مِنَ الْبُلْدَانِ ''(مدینہ میں روزہ دوسرے شہروں کی بہ نسبت ایک ہزار رمضان سے بہتر ہے اور مدینہ میں جمعہ دوسرے شہروں کی بہ نسبت ایک ہزار جمعہ سے بہتر ہے)

حکم: حدیث باطل ہے (سلسلہ ضعیفہ:۸۳۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵۲)مَنْ صَامَ يَوْمَ الأَرْبِعَاءِ وَ الْخَمِيْسِ كُتِبَ لَه بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ "(جس نے بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھا اس کے لئے جہنم سے برائت لکھ دی جاتی ہے)

حکم: ضعیف جداً ہے (سلسلہ ضعیفہ:۴۸۰)

یہاں یہ واضح رہے کہ ان چند احادیث کا تذکرہ یونہی مشتے نمونہ از خروارے کر دیا گیا ہے ورنہ بعض علما نے تقریباً (۵۰۰) تک ان کی تعداد بتلائی ہے۔

مقصود صرف یہ ہے کہ صحیح احادیث رمضان، روزہ اور ان کے فضائل کے تذکرہ کے لئے کافی ہے لہذا ان سے انسان کو بچنا چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "
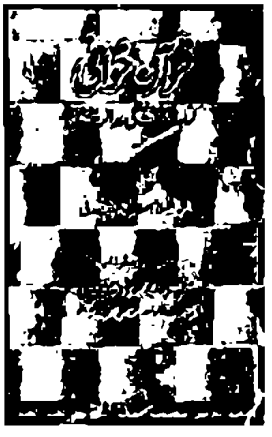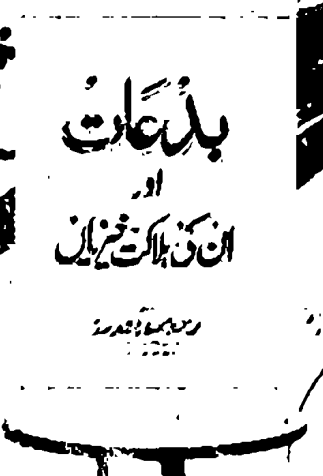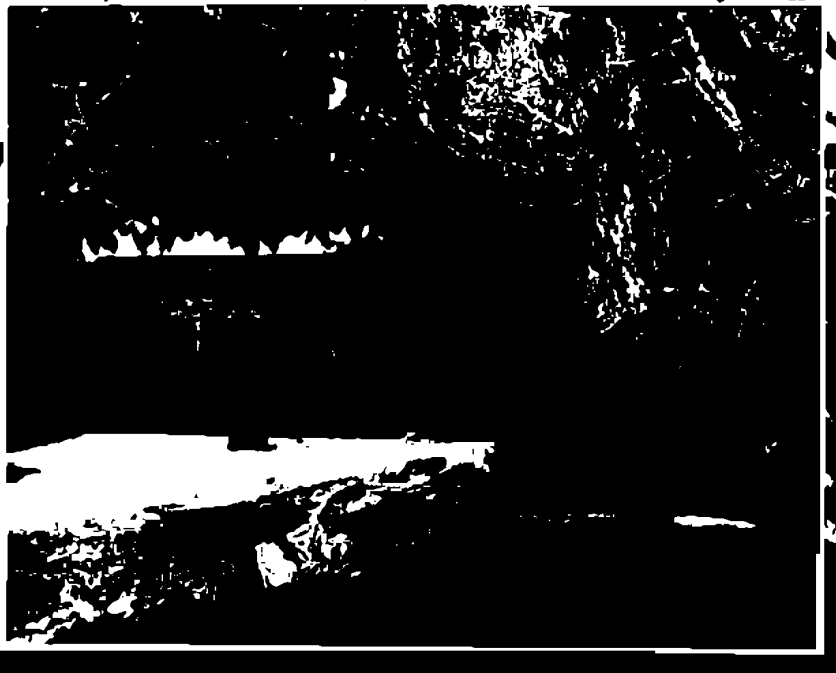
مصنف کی دیگر مطبوعات